تصوف و طریقت

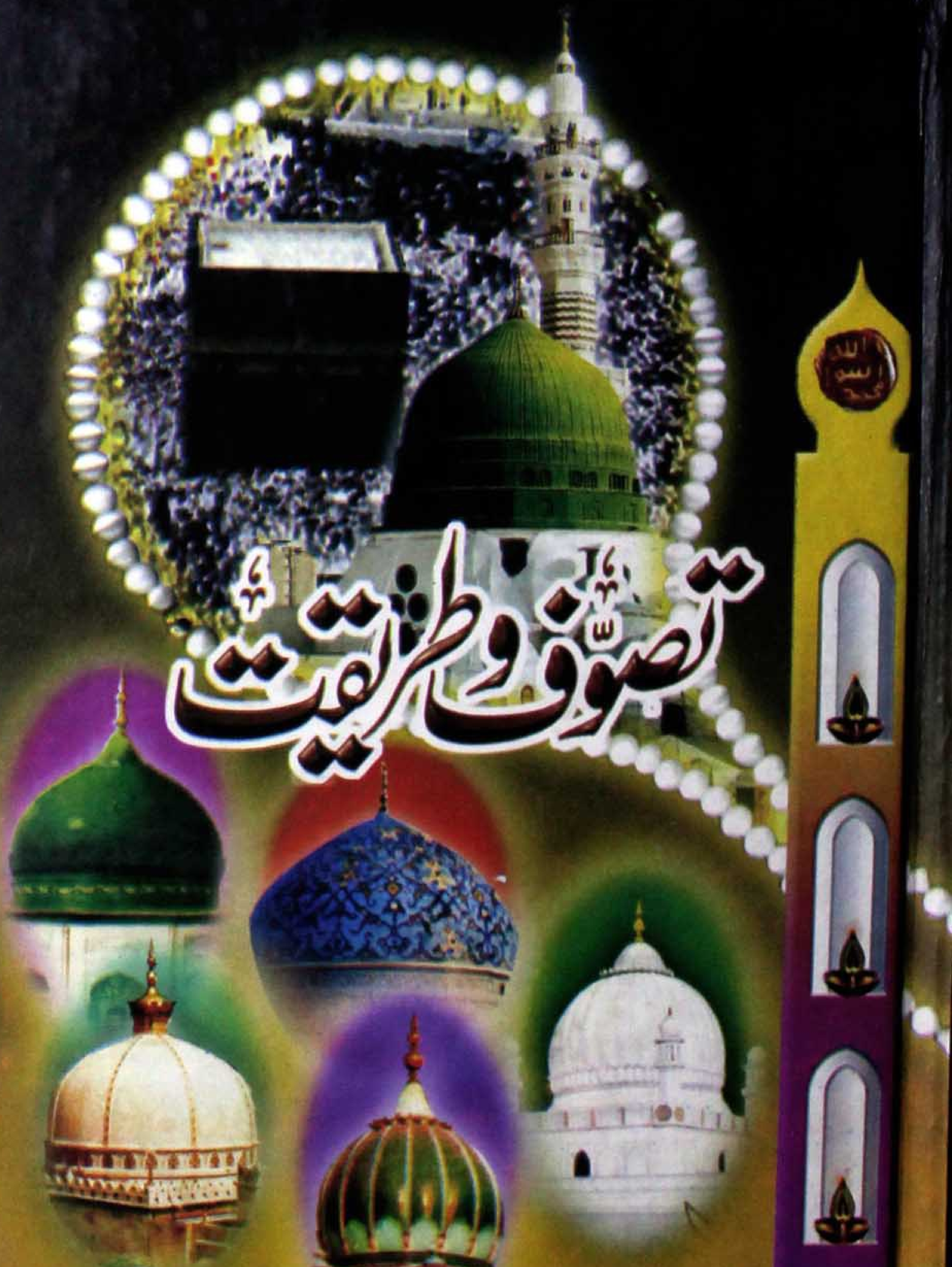

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ

اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (الانبیاء)

تصوف و طریقت

مصنف

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ

امیر جماعت اہلسنت پاکستان کراچی

زاویہ پبلشرز

C-8 دربار مارکیٹ ، لاہور

Voice: 042-7248657 Mobile: 0300-9467047

Email : zaviapublishers@yahoo.com

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

2010ء

باراول............1000

ہدیہ............[redacted]

زیرِ اہتمام........نجابت علی تارڑ

﴿لیگل ایڈوائزرز﴾

رائے صلاح الدین کھرل ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-7842176

محمد کامران حسن بھٹہ ایڈوکیٹ ہائی کورٹ (لاہور) 0300-8800339

﴿ملنے کے پتے﴾

اسلامک بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی	051-5536111
احمد بک کارپوریشن ، کمیٹی چوک ، راولپنڈی	051-5558320
کتاب گھر ،کمیٹی چوک ، راولپنڈی	051-5552929
مکتبہ بابا فرید ، چوک چشتی قبر ، پاکپتن شریف	0301-7241723
مکتبہ قادریہ ، پرانی سبزی منڈی، کراچی	0213-4944672
مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد ، کراچی	0213-4219324
مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی	0213-2216464
مکتبہ ضیائیہ ، کمیٹی چوک ،اقبال روڈ، راولپنڈی	051-5534669
مکتبہ سخی سلطان ، حیدر آباد	0321-3025510
مکتبہ قادریہ ، سرکلر روڈ، گوجرانوالہ	055-4237699
علامہ فضل حق پبلیکیشنز ، دربار مارکیٹ ،لاہور	0300-4798782
کتب خانہ حاجی مشتاق احمد ،بوہڑ گیٹ ملتان	061-4545486

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
1۔	پیش لفظ	7
2۔	مقدمہ	13
3۔	تقریظ	17
4۔	جید علماء و مشائخ کے تاثرات	21
	(باب اول) تصوف کیا ہے؟	
5۔	تصوف و طریقت کیا ہے؟	50
6۔	کیا طریقت شریعت سے جُدا ہے؟	61
	(باب دوم) روح تصوف	
7۔	اشرف المخلوقات کون ہے؟	67
8۔	قلب کی اقسام اور تصفیہء قلب	73
	(باب سوم) اولیاء اللہ اور ان کی پہچان	
9۔	اولیاء اللہ اور ان کے درجات	82
10۔	ولی کے لئے کرامت ضروری ہے؟	87
	(باب چہارم) طلب مُرشد و ضرورت بیعت	
11۔	بیعت کی تعریف و شرعی حیثیت	96

Marfat.com

12۔ پیرو مُرشد کی چار شرائط 103
13۔ بیعت ہونا کیوں ضروری ہے؟ 109
14۔ بے پیرے کا پیر شیطان ہے 112
15۔ جامع شرائط پیر کامل کہاں؟ 118

(باب پنجم) آداب مُرشد

16۔ پیرو مُرشد کے آداب؟ 121
17۔ ہر فیض بوسیلہ شیخ ملے گا! 125
18۔ خانقاہی نظام بے اثر کیوں؟ 128

(باب ششم) تعلیمات تصوف

19۔ سالک اور مجذوب کا فرق؟ 132
20۔ شجرہ شریف کے فائدے 134
21۔ وظائف کے لئے اجازت کیوں؟ 135
22۔ تصورِ شیخ سے کیا مُراد ہے؟ 135
23۔ پیر کا سایہ اور ذکرِ الٰہی 140
24۔ مراقبہ اور محاسبہ کیا ہے؟ 141
25۔ تزکیہء نفس اور مجاہدہ 145
26۔ نماز بے حیائی سے روکتی ہے 148
27۔ خود پسندی اور تکبر کا علاج 151
28۔ بندے کو غوث اعظم کہنا جائز ہے؟ 153

Marfat.com

29۔ گیارہویں شریف کا شرعی حکم 156
30۔ اولیاء اللہ کے لئے نذر ماننا 161

(باب ہفتم) ترک دُنیا اور تصوف

31۔ روحانیت کا حصول کیسے ممکن؟ 165
32۔ ''دُنیا کے طالب کتے ہیں'' تشریح 169
33۔ دُنیا سے بے رغبت کیسے ہوں؟ 174

(باب ہشتم) وسیلہ اور زیارت قبور

34۔ وسیلہ کی شرعی حیثیت 178
35۔ وصال شدہ بزرگوں کا وسیلہ 183
36۔ مزارات پر جانا اور دُعا کرنا 186
37۔ وہاں دُعا کیسے مانگی جائے؟ 191

(باب نہم) استمداد و استعانت

38۔ رجال الغیب سے مدد مانگنا 196
39۔ انبیاء و اولیاء سے استعانت 196

(باب دہم) روحانی تصرفات بعد از وصل

40۔ روحانی تصرفات بعد از وصال 208
41۔ اولیاء کرام کی قدرت و تصرف 214

Marfat.com

(باب یاز دھم) اسرارِ تصوف وطریقت

42۔	سلسلہ قادریہ میں مقامات سلوک	220
43۔	انبیاء اور اولیاء کے مقامات	225
44۔	ترقی وتنزلی سے کیا مُراد ہے؟	226
45۔	فنا فی الشیخ سے فنا فی اللہ تک	227
46۔	تصوف میں سکر اور صحو کا مفہوم	228
47۔	وحدت الوجود اور وحدت الشہو د	232
48۔	روحانی لطائف کیسے جاری ہوں؟	233
49۔	سلسلہ قادریہ میں ذکرِ الٰہی	239
50۔	راہ سلوک کے فرائض وآداب	242
51۔	راہ سلوک کی دشواریاں اور علاج	247
52۔	دوام حضور کے پانچ مدارج	251
53۔	اولیاء کی خاموشی اور اظہار کمال	252
54۔	قصیدہ غوثیہ میں اظہارِ تصرفات	252

(باب دو از دھم) سیدنا غوث اعظم

55۔	سیدنا غوث اعظم کی فضیلت ومقام	257
56۔	سیدنا غوث اعظم کی گیارہ تعلیمات	264

Marfat.com

پیش لفظ

الحمد لک یا اللہ والصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تصوف وطریقت کو شریعت کے ساتھ وہی نسبت ہے جو روح کو جسم کے ساتھ ہے۔ جس طرح انسان روح اور جسم کا مرکب ہے اسی طرح شریعت وطریقت دونوں کا حامل انسان ہی مومن کامل کے مقام پر فائز ہوتا ہے۔ اگر عبادات کی روح جسے حدیث جبریل میں "احسان" کہا گیا، ان سے جدا ہو جائے تو محض ظاہری افعال باقی رہ جائیں گے جن میں نہ ذوق ہوگا نہ نورانیت وروحانیت اور نہ ہی سکونِ قلب۔

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

سیدنا آدم علیہ السلام کا لقب "صفی اللہ" ہے اور صفی کا معنی ہے صاف و پاکیزہ۔ گویا انسان کی اصل صاف و پاکیزہ ہونا ہے اور انسان کی فلاح اس میں ہے کہ اس کا نفس مزکی و مصفی ہو جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا" (سورۃ الاعلیٰ، کنز الایمان) اسی اصل کو پانے کا راستہ تصوف وطریقت ہے۔

بقول اکبر۔

سنو دو ہی لفظوں میں مجھ سے یہ راز
شریعت وضو ہے! طریقت نماز

Marfat.com

شریعت میں ہے صورتِ فتح بدر
طریقت میں ہے معنی شق صدر
شریعت میں ہے قیل وقالِ حبیب
طریقت میں حسن و جمالِ حبیب

مرشد کامل، رب کریم کی صفات اور آقا کریم علیہ السلام کے اسوہ حسنہ کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ سخت دلوں کو قبول حق کے لئے نرم کرتا ہے، غافل ذہنوں کو راہ حق پر گامزن ہونے کے لئے بیدار کرتا ہے، ناقد عقلوں کے شبہات و اعتراضات دور کرتا ہے، قلوب کو محبتِ الٰہی سے معمور کرتا ہے، سینوں کو پیارے آقا علیہ السلام کی محبت و یاد کا مدینہ بناتا ہے، آنکھوں کو حیا کی دولت سے نوازتا ہے، کانوں کو لغویات سے بہرا کرتا ہے، زبان کو بیہودہ گوئی سے گونگا بنا دیتا ہے اور قدموں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیتا ہے۔

دم عارف نسیمِ صبحدم ہے، اسی سے ریشہء معنی میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر، شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

مرشد کامل مرید پر جمود طاری نہیں ہونے دیتا بلکہ وہ خود بھی ہر وقت اہل باطل کے خلاف جہاد میں مشغول رہتا ہے۔ ڈاکٹر اقبال بھی مشائخ کرام کو خانقاہوں سے نکل کر بدی کے خلاف برسر پیکار ہونے کو وقت کی ضرورت سمجھتے ہیں اس لئے کہتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری

مرشد کامل کی ایک شرط علماء حق نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اس کا سلسلہ بیعت آقا و مولیٰ ﷺ تک متصل ہو۔ چونکہ یہ کتاب طریقت ہی کے عنوان پر ہے اس لئے حضرت مصنف مدظلہ العالی کے سلسلہء عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ کرام علیہم

Marfat.com

الرضوان کے اسمائے گرامی مع مدفن شریف وتاریخ ہائے رحلت پیش خدمت ہیں۔

حضور اکرم ﷺ (مدینہ طیبہ) ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھ

(۱) حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ (نجف اشرف) ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ

(۲) حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (کربلائے معلیٰ) ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ

(۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ (مدینہ طیبہ) ۱۸ محرم ۹۴ھ

(۴) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ (مدینہ طیبہ) ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (مدینہ طیبہ) ۱۵ رجب ۱۴۸ھ

(۶) حضرت امام کاظم رضی اللہ عنہ (بغداد شریف) ۵ رجب ۱۴۸ھ

(۷) حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ (مشہد مقدس) ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۲ھ

(۸) حضرت امام معروف کرخی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف) ۲ محرم ۲۰۰ھ

(۹) حضرت امام سری سقطی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف) ۱۳ رمضان ۲۵۳ھ

(۱۰) حضرت امام جنید بغدادی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف) ۲۷ رجب ۲۹۸ھ

(۱۱) حضرت امام شبلی رضی اللہ عنہ (بغداد شریف) ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ

(۱۲) حضرت امام عبدالواحد رضی اللہ عنہ (بغداد) ۲۶ جمادی الثانی ۴۲۵ھ

(۱۳) حضرت امام ابوالفرج طرطوسی رضی اللہ عنہ (بغداد) ۳ شعبان ۴۴۷ھ

(۱۴) حضرت امام ابوالحسن ہکاری رضی اللہ عنہ (بغداد) یکم محرم ۴۸۶ھ

(۱۵) حضرت امام ابوسعید مخزومی رضی اللہ عنہ (بغداد) ۷ شعبان ۵۱۳ھ

(۱۶) حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ (بغداد) ۱۱ ربیع الثانی ۵۸۷ھ

(۱۷) حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ علیہ (بغداد شریف) ۲۷ رجب المرجب ۶۲۳ھ

(۱۸) حضرت ابوصالح رحمۃ علیہ (بغداد شریف) ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ

(۱۹) حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف) ۲۲ ربیع الاول ۶۵۶ھ

Marfat.com

(۲۰) حضرت سید حسنی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف) ۲۳ شوال ۷۳۹ھ

(۲۱) حضرت سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف) ۱۳ رجب المرجب ۷۶۳ھ

(۲۲) حضرت سید حسن رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف) ۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ

(۲۳) حضرت سید احمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بغداد شریف) ۱۹ محرم ۸۵۳ھ

(۲۴) حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ (حیدر آباد دکن) ۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ

(۲۵) حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ (درگاہ محبوب الٰہی) ۱۵ ربیع الثانی ۹۵۳ھ

(۲۶) حضرت محمد بھکاری رحمۃ اللہ علیہ (کاکوری شریف) ۹ ذی قعدہ ۹۸۱ھ

(۲۷) حضرت قاضی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ (لکھنؤ) ۲۲ رجب ۹۸۹ھ

(۲۸) حضرت جمال الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (فتح پوری) یکم شوال ۱۰۴۷ھ

(۲۹) حضرت سید محمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ (کالپی شریف) ۲ شعبان ۱۰۷۱ھ

(۳۰) حضرت سید احمد کالپوری رحمۃ اللہ علیہ (کالپی شریف) ۱۹ صفر ۱۰۸۴ھ

(۳۱) حضرت سید فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ (کالپی شریف) ۱۴ ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ

(۳۲) حضرت سید آل برکات رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ شریف) ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ

(۳۳) حضرت سید آل محمد رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ شریف) ۱۶ رمضان ۱۱۶۴ھ

(۳۴) حضرت سید شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ شریف) ۱۴ رمضان ۱۱۹۸ھ

(۳۵) حضرت سید آل احمد رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ) ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ

(۳۶) حضرت سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ) ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ

(۳۷) حضرت سید شاہ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ (مارہرہ) ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۲۴ھ

(۳۸) حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ (بریلی) ۱۳ محرم ۱۴۰۲ھ

حضرت مصنف مدظلہ العالی، قطب الارشاد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے شاہزادے مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں

Marfat.com

بریلوی قدس سرہ سے بیعت ہیں اور آپ سے خلافت و اجازت بھی حاصل ہے اس طرح ۳۸ واسطوں سے حضرت مصنف کا سلسلہ آقا و مولی ﷺ تک پہنچتا ہے۔ حضور مفتیء اعظم قدس سرہ کو ان کو والد اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے بھی تمام سلاسل میں خلافت و اجازت حاصل ہے جبکہ حضرت مصنف مدظلہ کو ولیء کامل حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہ کے فرزند ارجمند فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی دامت برکاتہم القدسیہ سے بھی تمام سلاسل میں خلافت و اجازت حاصل ہے۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل الرحمان مدنی دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت علامہ شاہ تراب الحق قادری رضوی جیلانی مدظلہ العالی کو تفسیر و حدیث اور سلوک کی سند عطا فرمائی اور ''صاحب الفضیلۃ والارشاد'' کا لقب عطا فرمایا۔ حضرت نے جن سلاسل کی اجازت عطا کی ان میں قادریہ رضویہ منوریہ شاذلیہ اور سونسیہ شامل ہیں۔

مصنفِ کتاب، عارفِ ربانی، تاجدارِ طریقت حضرت شاہ صاحب مدفیضہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ پیران پیر دستگیر حضرت غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ جماعت اہلسنت (پاکستان) کراچی کے مرکزی امیر بھی ہیں اور دارالعلوم امجدیہ کے ناظم تعلیمات بھی۔ ان گرانقدر دینی مصروفیات کے ساتھ ساتھ آپ آستانہء عالیہ قادرہ رضویہ، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی سے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تحدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ سیدی و مرشدی شاہ صاحب قبلہ۔ احقر پر بے حد شفقت فرماتے ہیں۔ جب بھی اسلام آباد تشریف لاتے ہیں غریب خانہ کو

Marfat.com

رونق بخشتے ہیں اور اکثر تصنیف و تالیف کا کام یہیں فرماتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز ہے جس پر احقر خوش بھی ہے اور نازاں بھی۔ سچ تو یہ ہے کہ

بنا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں "آصف" کی آبرو کیا ہے

خاکپائے عرفائے کاملین

محمد آصف قادری غفرلہ ولوالدیہ

Marfat.com

مقدمہ

فاضل جلیل، ادیب شہیر علامہ مولانا محمد افضل کوٹلوی

فاضل علوم شرقیہ، ایم اے عربی، ایم اے اسلامیات، ایم اے سیاسیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوں تو ہر دور میں تصوف کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے اپنوں نے بھی اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسائے ہیں اور غیروں نے بھی الزام تراشیاں کی ہیں۔ موجودہ دور میں خاص طور پر تصوف کے خلاف غوغہ آرائی کی جارہی ہے کوئی تصوف کو افیون کہہ رہا ہے اور کسی نے اسے عجمی تصورات کا مجموعہ قرار دیا ہے، حقیقت یہ ہے کہ تصوف کے خلاف محاذ آرائی کرنے والوں نے تصوف کی حقیقت کو سمجھا ہی نہیں، انہوں نے تصوف کو ہارٹون Hartoon، بلوشٹ Blochet، ماسی نوئن Massignon، گولڈ زیہر Gold Ziher، براؤن Brown، اور اولیری Oleary، جیسے مستشرقین کی نظروں سے دیکھا ہے۔ ان تمام مستشرقین نے اسلامی تصوف کو ہندو مت کے نظریہ ترک علائق، بدھ مت کے نظریہ ترک دنیا اور عیسائیت کے نظریہ رہبانیت کے مشابہ قرار دیا ہے۔

تصوف کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کرنے میں ان نام نہاد صوفیاء کا زیادہ عمل دخل ہے جو تصوف کی ابجد تک سے بھی واقف نہیں، وہ تزکیہ نفس اور اجرائے قلب کی آڑ میں تلذذ نفس کا سامان کرتے ہیں، ذکر وفکر کی محفلوں کے نام پر

Marfat.com

اپنی ''ولایت'' کی دکان چمکاتے ہیں، انہیں احکام شریعت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ یہ سیدھے سادے مسلمانوں کو راہ شریعت سے بھٹکانے کی کوشش کرتے ہیں۔ علمائے حق کو علمائے سوء کہہ کر اپنے مریدوں کو اپنے دام تذویر میں پھنسائے رکھتے ہیں وہ شریعت کو طریقت کا مخالف قرار دیتے ہیں اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کا یہ ارشاد لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں:

ایں راہ کس یابد کہ کتاب اللہ بدست راست گرفتہ باشد وسنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم بردست چپ۔ یعنی ''یہ راہ صرف وہی شخص پاسکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن پاک اور بائیں ہاتھ میں سنت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہوتا ہے۔'' انہوں نے شیخ ابوبکر طامستانی علیہ الرحمہ کے اس ارشاد سے بھی لوگوں کو بے خبر رکھا ہے،

''الطریق واضح والکتاب والسنۃ والفقھۃ قائم بین اظھر نا۔''

''راستہ کھلا ہوا ہے اور کتاب وسنت وفقہ ہمارے سامنے موجود ہے۔''

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے صوفیاء کو جو معیار بتایا ہے ان نام نہاد صوفیاء نے اس معیار سے بھی لوگوں کو بے خبر رکھا ہے وہ معیار یہ ہے:

''وما کان المتقدمون فی التصوف الارؤو سا فی القرآن والفقہ والحدیث والتفسیر۔''

''پہلے صوفیاء علوم قرآن، فقہ، حدیث اور تفسیر میں امام ہوا کرتے تھے۔''

تصوف کے مخالفین نے جو اعتراضات کیے ہیں ان کی وجہ سے اور نام نہاد صوفیاء کے طرز عمل سے آج تصوف کے بارے میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں اور ذہنوں میں مختلف قسم کے سوالات ابھر رہے ہیں۔ مثلاً یہ کہ تصوف کیا ہے، روح تصوف کیا ہے، اولیاء اللہ کی پہچان کیا ہے، طلب مرشد اور بیعت کیوں ضروری ہے، سالک ومجذوب میں کیا فرق ہے، کیا تصوف ترک دنیا کا نام ہے، وسیلہ

Marfat.com

سے کیا مراد ہے، زیارت قبور کا طریقہ کیا ہے، استمداد اور استعانت کی کیا نوعیت ہے، وصال کے بعد اولیاء اللہ کے روحانی تصرفات کی کیا حقیقت ہے اور تصوف کے اسرار و رموز کیا ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جو عام لوگوں کے ذہنوں میں ابھرتے ہیں، متلاشیانِ حق ان سوالوں کے جوابات حاصل کرنے کے لئے خانقاہوں میں جاتے ہیں، سجادہ نشینوں کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں لیکن الا ماشاء اللہ کہیں سے تسلی بخش جواب نہیں ملتا، نام نہاد صوفیاء تو جواب دینے کی بجائے ذہنوں میں اور زیادہ الجھاؤ پیدا کر دیتے ہیں۔

ضرورت تھی اس امر کی کہ ذہنوں میں پیدا ہونے والے شکوک و شبہات دور کرنے کے لئے علمی سطح پر جواب دیا جائے اور قرآن و حدیث کے حوالوں سے آسان فہم انداز میں ان کی تسلی کی جائے۔ الحمد للہ اس اہم ضرورت کو پیر طریقت رہبر شریعت مولانا علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ نے کما حقہ پورا کر دیا ہے۔ آپ کی تصنیف لطیف ''تصوف و طریقت'' میں ان تمام سوالوں کے جوابات موجود ہیں ہر سوال کا جواب قرآن و حدیث، اقوال بزرگان دین اور سیرت اولیائے کاملین کے حوالوں سے دیا گیا ہے۔ کتاب پڑھتے ہوئے ایک وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور لفظ لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر کر قلب و روح کی تسکین کا سامان بنتے چلے جاتے ہیں۔

پیر طریقت رہبر شریعت مولانا علامہ شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ ایک جید عالم دین، پر جوش مبلغ اور شعلہ نوا خطیب ہونے کے حوالوں سے جانے پہچانے جاتے تھے لیکن اب انہیں غواص بحر طریقت کے حوالے سے بھی جانا جائے گا۔ ''تصوف و طریقت'' میں قبلہ شاہ صاحب نے بڑی محنت، تحقیق اور تفحص کے ساتھ تصوف کے اسرار و رموز بیان کیے ہیں۔

Marfat.com

قبلہ شاہ صاحب کا نسبی تعلق مشائخ کرام کے طبقہ سے ہے اور علمائے حق سے ان کی قلبی و روحانی وابستگی رہی ہے، آپ نے علامۂ زماں حضرت مولانا انوار اللہ شاہ حیدر آبادی علیہ رحمہ سے بالواسطہ فیض حاصل کیا ہے، مفتیٔ اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی علیہ رحمہ سے روحانی فیض پایا ہے، شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری علیہ رحمہ سے علمی خوشہ چینی کی ہے، وقار ملت مولانا علامہ مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ سے خوب فیض حاصل کیا ہے، صوفی کامل مولانا علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمہ کے زیر تربیت پروان چڑھے ہیں، رئیس العلماء مولانا علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی دامت برکاتہم العالیہ کے دامن شفقت سے وابستہ رہے ہیں، شہید اہلسنت مولانا علامہ ابوالشاہ محمد عبدالقادر علیہ رحمہ سے دعائیں لی ہیں اور معین الملت علامہ محمد معین الدین قادری رضوی سے نیاز مندانہ تعلق رکھا ہے۔

انہیں بزرگان دین کا فیض فراواں ہے کہ قبلہ شاہ صاحب کی شخصیت گوناگوں صفات کی حامل ہے، وہ عالم بھی ہیں اور صوفی بھی، خطیب بھی ہیں اور ادیب بھی، زاہد بھی ہیں اور مجاہد بھی، مبلغ بھی ہیں اور مدرس بھی۔ ان کے اخلاص عمل، تصلب عقیدہ، جوش خطابت، ذوق تبلیغ، زور قلم اور جذبۂ حق گوئی کا ایک زمانہ معترف ہے۔ قبلہ شاہ صاحب فقر غیور اور عشق خود آگاہ کی زندہ مثال ہیں۔ کتاب تصوف و طریقت ان کی انہی صفات کی آئینہ دار ہے۔

محمد افضل کوٹلوی
ناظم جامعہ قادریہ رضویہ
مصطفیٰ آباد فیصل آباد

Marfat.com

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد نور الحسن نوری
صدر المدرسین مدرسہ فیض رضا، کولمبو، سری لنکا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے صوفیاء کرام نے جس خلوص و محبت سے کام کیا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام مختصر مدت میں عالم پر چادر نور بن کر چھا گیا اور ہر ذی ہوش نے اس سے اکتسابِ فیض کیا۔ اسلام کے مخالفین و معاندین نے اسلامی سیلاب کو روکنے کے لئے سازش کی اور تصوف کے مقابلہ میں توھب کی بنیاد ڈالی، یہی وجہ ہے کہ حاملینِ توھب نے معمولات تصوف پر شرک و بدعت کے فتوے صادر کیے، مختلف پارٹیاں بنائیں اور مختلف سمتوں سے درگاہوں اور خانقاہوں پر حملے شروع کر دیئے۔

۱۸۵۷ء کے بعد کا دور بڑا صبر آزما گزرا ہے اکابرین علماء اہلسنت دریائے شور بھیج دیے گئے، کتنے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیئے گئے اور اکثر کو جیلوں میں محبوس کر دیا گیا۔ ایسے صبر شکن دور میں سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اورنگ قیادت پر قدم رکھا، حالات کا جائزہ لیا، وقت کے تقاضوں کو پہچانا، علماء ملتِ اسلامیہ کے منتشر شیرازہ کو مجتمع کیا اور بڑے عزم و احتیاط کے ساتھ اپنے علم و عمل کو تحریک کی شکل دے کر حقانیت کا پرچم بلند کیا۔

Marfat.com

آپ نے سنانِ زبان وقلم سے نہ صرف برطانوی سامراج کی سرپرستی میں پروان چڑھنے والی باطل جماعتوں کے مکروہ اور خوفناک اصلی چہرے کو بے نقاب کیا بلکہ ان مکاروں اور عیاروں کی ناپاک تمناؤں کے محلات کو بھی مسمار کر دیا جو پیری اور شیخی کے لبادے اوڑھ کر قلوب مومنین سے عظمت انبیاء واولیاء اور محبت صوفیا نکال دینا چاہتے تھے۔آپ کی زبانِ پاک اور قلمِ بیباک نے مذہب اسلام پر ہونے والے ہر ہر حملے (خواہ وہ ضلالت کا ہو یا بدعت کا، کفر کا ہو یا ارتداد کا) کا دندان شکن جواب دیا اور اسلامی عقائد کے گرداگرد عقلی اور نقلی دلائل و براہین کی ایسی مضبوط اور مستحکم فصیل کھینچ دی کہ تا قیام قیامت دشمنوں کی تیر اندازی اثر انداز نہ ہو سکے گی اور مومنوں کو ہمیشہ روحانی وایمانی سکون وفیض بخشتی رہے گی۔

یہی وجہ ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت کا نام باطل کے مقابلے میں حق کی پہچان بن گیا، مسلکِ اعلیٰ حضرت، مذہبِ حق اہلسنت و جماعت کا ایسا نام بن گیا جس سے دورِ حاضر میں سنی وغیر سنی اور خوش عقیدگی و بدعقیدگی کا فرق واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے، حفظِ ناموسِ رسالت کا یہی ذمہ دار ہے۔الٰہی مسلکِ امام احمد رضا زندہ باد۔

قابل صد مبارک باد ہیں وہ مجاہدینِ اہلسنت جو آج کے پرفتن دور میں نہ صرف مسلکِ اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم ہیں بلکہ اس کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں اور اہلسنت پر ہونے والے ہر ہر حملے (خواہ وہ داخلی ہو یا خارجی) کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔سرزمین پاکستان پر مسلک اعلیٰ حضرت یعنی مذہب اہلسنت کی حمایت واعانت میں مصروف علماء حق میں پیر طریقت فخر ملت مجاہد اہلسنت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قبلہ مدظلہ العالی بہت ممتاز ہیں۔

آپ میدانِ خطابت کے عظیم شہسوار کی حیثیت سے نہ صرف پورے

Marfat.com

پاکستان بلکہ دنیا کے دیگر ممالک سری لنکا، متحدہ عرب امارات ، امریکہ ، یورپ اور افریقہ وغیرہ میں بھی معروف و مشہور ہیں۔ علماء اہلسنت کی تقریباً پچاس چھوٹی بڑی کتب میری نظر سے گزر چکی ہیں جن کی اشاعت کا اہتمام آپ نے فرما کر وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کی امامت و خطابت ، دارالعلوم امجدیہ کراچی کا انتظام وانصرام، متعدد مساجد اور تنظیموں کی سرپرستی، ملکی و غیر ملکی تبلیغی و تنظیمی دورے اور دیگر عوامی مسائل کے ہجوم کے باوجود چھ سو بصیرت افروز اور ایمان پرور احادیث کریمہ کے شاندار مجموعہ "ضیاء الحدیث" کی تالیف آپ کی مسلک حق سے والہانہ عشق و محبت کا ثبوت ہے۔

زیر نظر کتاب "تصوف و طریقت" آپ کی دوسری معرکۃ الاراء اور مستند تصنیف ہے جس کا میں نے بالاستیعاب مطالعہ کیا، یہ کتاب اپنے موضوع پر جامع ، ٹھوس، دلائل و براھین سے مزین و مرصع ہے۔ مندرجہ ذیل خصوصیات نے اس کی عظمت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

(۱) یہ کتاب مسلکِ اعلیٰ حضرت کی شاندار ترجمان ہے، مصنف نے اپنے موقف کی تائید میں قرآنی آیات مقدسہ اور احادیث کریمہ کے علاوہ ناقابل تردید عقلی و نقلی شواہد پیش کیے ہیں۔

(۲) اولیاء امت اور علماء ملت خصوصاً سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور تحاریر جو موضوع کتاب سے تعلق رکھتی ہیں، کی شاندار اور عمدہ تلخیص و تسہیل ہے۔

(۳) تصوف و طریقت کے اہم موضوع کو نہایت آسان ، سلیس ، شیریں اور دلنشین پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔ کہیں بھی لہجہ میں درشتی اور تلخی نہیں آنے پائی ہے جو مصنف کے اعلیٰ ظرف کا بین ثبوت ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج مذہب اسلام کو غیروں سے زیادہ جاہل اور بے عمل

Marfat.com

پیروں سے نقصان پہنچ رہا ہے جو تصوف وطریقت کے غلط معانی بتا کر عوام کو شریعت مطہرہ سے دور کر رہے ہیں حالانکہ شریعت پر عمل راہ طریقت کے سالک کے لئے ناگزیر ہے۔ضرورت تھی ایسی کتاب کی جو طریقت کے حقیقی معانی سے مسلمانوں کو روشناس کرائے۔قابل صد تحسین وآفرین ہیں علاّم موصوف کہ آپ نے ضرورت وقت کے مطابق دیگر گوناگوں مصروفیات کے باوجود یہ عظیم کتاب تصنیف کر کے قوم پر بڑا احسان فرمایا۔اللہ اس کتاب سے لوگوں کو نفع پہنچائے اور مصنف کو دارین میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے آمین!

Marfat.com

تصوف وطریقت، جید علماء ومشائخ کی نظر میں

فاضلِ جلیل حضرت علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی

استاذ الحدیث والفقہ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

سرکار دو عالم ﷺ کے منصب نبوت کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم فریضہ تزکیہ قلوب ہے، قرآن مجید اسے ''ویزکیھم'' کے الفاظ سے ذکر کرتا ہے گویا احکام شریعت کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ حضور علیہ السلام نے انسان کے دل کو بھی آلائشوں سے پاک کرنے کا فریضہ انجام دیا اور یوں ظاہری و باطنی طہارت کے حصول کے بعد انسان اس قابل ہوا کہ بارگاہ خداوندی میں قرب کی سعادت سے مالا مال ہو۔

اس قلبی طہارت کو تصوف سے تعبیر کیا جاتا ہے، اولیاء کرام اور بزرگان دین نے اس ضمن میں بہت کام کیا اور عملی طور پر انسانی زندگی میں انقلاب بپا کیا حتیٰ کہ ڈاکو اور لٹیرے بھی صوفیہ کرام کی ان کاوشوں کی بدولت راہبر و راہنما بن گئے۔ اس وقت صورتحال بہت نازک ہے اور افراط وتفریط کا دور دورہ ہے ایک طرف تصوف جیسی اہم ضرورت اور حقیقت ثابتہ کا انکار کیا جارہا ہے اور دوسری طرف بعض عیاش اور مادہ پرست لوگوں نے تصوف کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے اور وہ ہدایت کی بجائے گمراہی کی

Marfat.com

شاہراہ پر چل رہے ہیں۔ ان حالات میں افراط وتفریط سے پاک اعتدال پر مبنی لٹریچر کی اشد ضرورت ہے جو نام نہاد صوفیوں کو بھی بے نقاب کرے اور منکرین تصوف کی بد دیانتی کے تاروپود بھی بکھیر دے۔

یہ بات نہایت خوش آئند ہے کہ مجاہد اہلسنت پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی نے نہایت قیمتی اور جامع کتاب "تصوف و طریقت" تحریر فرما کر مسلمانوں کو ایک انمول تحفہ دیا ہے۔ اس کتاب میں حضرت شاہ صاحب نے جہاں تصوف کے حقیقی اور صحیح مفہوم کو واضح کیا وہاں ان مسائل کی نشاندہی بھی فرمائی جو اہلسنت و جماعت اور دیگر فرقوں کے درمیان وجہ نزاع بنے ہوئے ہیں۔ حضرت علامہ نے ثابت کیا کہ اہلسنت و جماعت (بریلوی) انہی عقائد و معمولات کے حامل ہیں جو صدیوں سے چلے آرہے ہیں اور اب کسی سازش کے تحت ان کو بدعت قرار دے کر امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

Marfat.com

زینت المشائخ دیوان سید آل سیدی پیرزادہ معینی

سجادہ نشین اجمیر شریف و مرکزی صدر مشائخ اہلسنت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رحمت عالم رسول اکرم ﷺ کی ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ "آپ لوگوں کا تزکیہ فرماتے ہیں" یعنی جو دل شیطانی وسوسوں اور نفسانی سیہ کاریوں سے آلودہ ہو چکے ہوں وہ بھی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر کرم کے فیضان سے مستفیض ہوتے ہیں تو ان کے ظاہر و باطن پاک و صاف ہو جاتے ہیں۔

آقا و مولیٰ ﷺ کے فیضان رحمت کا سلسلہ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور پھر ان کے فیض یافتگان اولیائے کاملین کے ذریعے جاری رہا جن میں غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی، عارف ربانی داتا گنج بخش علی ہجویری، قطب المشائخ خواجہ غریب نواز اجمیری، سید الاولیاء، بابا فرید گنج شکر اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہم الرحمۃ کو معرفت و حقیقت کا جو اعلیٰ مقام نصیب ہوا، اس کی نظیر نہیں ملتی۔

ان نفوس قدسیہ کے روحانی تصرفات اور باطنی فیوضات کے باعث ہر دور میں حق کی شمع فروزاں رہی اور ایسے اہل نظر پیدا ہوتے رہے جو نامساعد حالات کے باوجود باطل کے خلاف برسرپیکار رہے اور شریعت و طریقت کی روشنی میں لوگوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان پاک ہستیوں میں امام

Marfat.com

ربانی حضرت مجدد الف ثانی، امام المحدثین شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی، مجاہد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، شیخ التفسیر مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، شیخ المشائخ دیوان سید آل رسول اجمیری، محدث اعظم مولانا سردار قادری رضوی اور غزالی ء دوراں علامہ سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہم نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے فیض یافتگان، صاحب نظر علماء حق میں سے ایک صاحب علم و فضل ہستی پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم العالیہ کی ہے جو تحریر و تقریر دونوں میدانوں کے شہسوار ہیں۔ آپ جید عالم بھی ہیں اور پیر کامل بھی۔ آپ کو مفتی ء اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی قدس سرہ اور مصلح اہلسنت علامہ قاری مصلح الدین صدیقی قدس سرہ سے نیز قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی قدس سرہ کے جانشیں حضرت مولانا فضل الرحمان قادری مدنی دامت برکاتہم القدسیہ سے بھی تمام سلاسل میں خلافت واجازت حاصل ہے۔

مذہب حق اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لئے آپ شب و روز جو خدمات انجام دے رہے ہیں وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا سینہ عشق رسول ﷺ سے معمور اور دل اولیائے کاملین کے فیضان سے پرنور ہے۔ آپ کی تصانیف جمال مصطفیٰ ﷺ۔ عظمت مصطفیٰ ﷺ؛ اسلامی عقائد، خواتین اور دینی مسائل؛ ضیاء الحدیث، فلاح دارین کے علاوہ خاص طور پر تصوف و طریقت اس فیضان اولیاء کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تصوف کے دقیق موضوع پر پچاس اہم سوالوں کے مدلل اور تحقیقی جوابات تحریر فرما کر آپ نے مسلمانوں کی راہنمائی کا فریضہ احسن طور پر سرانجام دیا ہے۔

Marfat.com

کتاب کے مدلل ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ شاہ صاحب نے تصوف وطریقت کی تعریف اوراس کے شریعت سے تعلق کے بارے میں ۵ آیات اور ۱۱۸ احادیث کریمہ کے علاوہ اکابر مفسرین، محدثین اور صوفیہ کرام کے ۳۵ سے زائد اقوال تحریر فرمائے ہیں۔ اس کتاب کے باب ہشتم میں وسیلہ کے جواز پر ۱۶ احادیث پیش فرمائی ہیں اوران احادیث کے حوالوں کے طور پر ۴۰ سے زائد کتب کے نام تحریر کیے ہیں۔ یونہی باب نہم میں محبوبان خدا کو پکارنے اوران سے مدد مانگنے کے بارے میں ۹ آیات، ۱۶ احادیث مبارکہ اور ۱۵ مفسرین ومحدثین کے علاوہ منکرین کے دو پیشواؤں کے اقوال بھی تحریر فرما کر ثابت کیا ہے کہ محبوبان خدا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے اسی طرح باب چہارم میں مرشد کی بیعت اوراس کی اہمیت کے بارے میں متعدد آیات واحادیث کے علاوہ بزرگان دین کے کئی اقوال بھی پیش فرمائے ہیں۔ آپ کے طرز تحریر کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ آپ جا بجا عقلی دلائل کے ذریعے بھی قارئین کو دعوت حق قبول کرنے پر آمادہ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر صفحہ ۶۸ کی ایک عبارت ملاحظہ ہو، آپ لکھتے ہیں:

"مرشد کامل کی بیعت پر ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ بندہ از خود نماز پڑھتا رہے یا کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اقرار کرے کہ میں پانچوں وقت نماز باجماعت ادا کروں گا۔ نفسیاتی طور پر اس اقرار کا اثر انسان کے ذہن پر زیادہ ہوتا ہے، اس طرح احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے مزید یہ کہ انسان کو یہ بھی احساس رہتا ہے کہ مجھ سے میرے پیرومرشد نماز کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں یا یہ کہ میرے پیر بھائی تو نمازی ہیں اگر میں نماز نہ پڑھوں گا تو شرمندگی ہوگی۔"

آپ دنیا کی مذمت کے حوالے سے صفحہ ۱۴۳ پر رقمطراز ہیں۔ "دنیا رحمت

Marfat.com

ہے جب تک اس کی محبت دل سے باہر ہو جیسے سمندر میں کشتی چلے اور پانی کشتی سے باہر رہے تو رحمت ہے ورنہ تباہی و بربادی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جو دنیا سے بے رغبت ہو جائے دنیا اس کی طرف دوڑتی ہے۔ آپ دنیا کو سائے کی طرح سمجھ لیجئے کہ اگر آپ سائے کی مخالف سمت چلیں گے تو وہ آپ کے پیچھے آئے گا اور اگر آپ سائے کی طرف دوڑنے لگ جائیں تو ہرگز سائے کو قابو نہ کر پائیں گے اور وہ بہر صورت آپ سے آگے ہی رہے گا۔"

اگرچہ پوری کتاب تصوف سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے علم کا خزانہ ہے لیکن کتاب کا گیارہواں باب طریقت و معرفت کے راہ نوردوں کے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے جس میں مصنف نے تصوف کے اسرار و رموز بیان کیے ہیں۔ اس باب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ تصوف و طریقت کی فضا میں حضرت شاہ صاحب کی پرواز بہت بلند ہے۔

دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب مدظلہ کی اس پرواز کو مزید رفعت و بلندی نصیب فرمائے، آپ کی عمر میں، صحت میں اور درجات میں برکتیں عطا فرمائے۔

Marfat.com

استاذ العلماء علامہ مفتی عبدالرزاق بھترالوی

استاذ التفسیر والحدیث والفقہ، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ قد افلح من تزکیٰ وذکر اسم ربہ فصلیٰ بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاٰخرۃ خیر و ابقیٰ ۔ (سورۃ الاعلیٰ)

”تحقیق اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاکیزہ کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ البتہ تم لوگ دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے کہیں بہتر ہے۔“

انسان اگر اپنی کامیابی چاہتا ہے تو اپنے نفس کو پاک کرے، نفس کو پاک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے شرک سے پاک کرے یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی شہادت دے اور رب تعالیٰ کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرائے اسی طرح کفر و معصیت سے اپنے آپ کو پاک رکھے۔ تزکی کا ایک معنی بڑھنا بھی ہے اب معنی یہ ہوگا کہ فلاح اسی شخص نے پائی جس نے تقویٰ اور خشیت باری تعالیٰ میں کثرت کی۔

وذکر اسم ربہ۔ اور اپنے رب کو دل اور زبان سے یاد کیا۔ صرف زبان سے ذکر کامیابی کا ذریعہ نہیں اور نہ ہی یہ مطلوب ہے، قلب غافل سے ذکر کرنے پر فلاح نہ ملے گی۔ فصلیٰ اس نے پانچ نمازیں ادا کیں اور فرائض و نوافل کے ذریعے

Marfat.com

اپنے آپ کو پاکیزہ کیا اور یہ سمجھ لیا کہ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

اگر تم کامیابی چاہتے ہو تو دنیا کی زندگی کو ترجیح نہ دو، دنیا کی زندگی اور اس کی نعمتوں کو فانی سمجھو، اور اخروی زندگی اور اخروی نعمتوں کو باقی رہنے والا سمجھو۔

بس یہی روح تصوف ہے کہ انسان راہ حق کو سمجھے اور حق و باطل میں فرق کرے پھر حق راہ پر چلے اور باطل سے اجتناب کرے۔

کامیابی کا راز تقویٰ میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

فضل العالم کفضلی علیٰ ادنا کم ثم تلاھذہ الایۃ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ عالم کو ایسے فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ شخص پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ بے شک اللہ کے بندوں میں سے اللہ سے ڈرنے والے علماء ہی ہیں۔

حقیقی عالم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اور اس کے جلال و کبریائی کی معرفت حاصل ہو۔ عابد کی عبادت چونکہ اس کے علم پر غالب ہوتی ہے اس لئے اسے وہ مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا جو باعمل عالم کو حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عالم کو تقویٰ حاصل ہوتا ہے جو اسے اللہ کے نزدیک مکرم بنا دیتا ہے۔

وجا صلہ ان العلم یورث الخشیۃ وھی تنبہ التقوی وھو موجب الاکرمیۃ والا فضلیۃ وفیہ اشارۃ الی ان من لم یکن علمہ کذالک فھو کالجاھل بل ھو الجاھل۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۸۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ علم سے خوف حاصل ہوتا ہے اور باری تعالیٰ کا خوف تقویٰ کا سبب بنتا ہے اور تقویٰ سے اکرمیت اور افضلیت حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم سے جسے تقوی حاصل نہ ہو وہ جاہل کی طرح ہے بلکہ وہ جاہل ہی ہے۔ سلف صالحین کا اس پر اتفاق ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے۔

وہ انسان کبھی فلاح نہیں پا سکتا جسے یہ علم نہ ہو کہ شریعت، طریقت اور حقیقت کے مجموعہ کا نام دین مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء اور صراط مستقیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

ان الناس لکم تبعوان وجا لا تونکم من اقطار الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرا (مشکوٰۃ کتاب العلم)

بے شک لوگ تمہارے تابعداری کریں گے اور بے شک لوگ تمہارے پاس مختلف علاقوں سے آئیں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم انہیں بھلائی کی نصیحت کرنا۔

نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی علماء صحابہ کرام کو تھا کہ بے شک لوگ تمہارے افعال واقوال کی پیروی کریں گے کیونکہ تم نے مجھ سے مکارم اخلاق کو حاصل کیا ہے۔

فان الشرعیۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی (مرقاۃ ج ا ص ۲۸۲) بے شک شریعت میرے اقوال ہیں اور طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں۔

اب مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ شریعت وطریقت میں فرق کرنا جہالت ہے اور شریعت، طریقت، حقیقت میں سے کسی ایک سے برگشتہ ہونا دین سے بغاوت اور حضور علیہ السلام کے اقوال، افعال یا احوال کو چھوڑنے کے مترادف ہے۔

تقوی میں بلند مقام حاصل کرنے کے لئے اخلاص کا اعلیٰ معیار پانا بہت ضروری ہے۔ محدث علی قاری فرماتے ہیں، اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ اعمال صرف رب تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے ہوں، دنیاوی اغراض پانے کے لئے۔

Marfat.com

ہیں اور نہ ہی اخروی نعمتوں کے حصول کے لئے ہوں کہ مجھے جنت کی نعمتیں اور لذتیں حاصل ہوں گی۔ یہ اعلیٰ قسم کا اخلاص اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں اولیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے دوسری قسم اخلاص کی یہ ہے کہ جو عوام کو حاصل ہے کہ انسان کے عمل میں دنیاوی اغراض مدنظر نہ ہوں، ریاکاری اور اپنا چرچا کرنا مقصود نہ ہو۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ کے غیروں کے لئے عمل کرنا شرک ہے اور غیر خدا کے لئے عمل کو چھوڑنا ریا ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں طریقوں سے نجات دے۔ (مرقاۃ ج ۱ ص ۲۸۹)

کامیابی مسلمانوں کی دعا سے برکت حاصل کرنے میں ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ **ولزوم جماعتھم فان دعوتھم تحیط من ورائھم** (وہ خصال جن میں خیانت نہیں کی جاسکے گی، ان میں سے ایک یہ ہے کہ) مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہے کہ ان کی دعا ان کے پیچھے احاطہ کرے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی دعا شیطان کے مکر اور گمراہ ہونے سے ان کی حفاظت کرے گی۔

وفیہ تنبیہ علی ان من خرج من جماعتھم لم ینل برکتھم وبرکۃ دعائھم (ایضاً) اس میں اس بات پر تنبیہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے نکل گیا وہ ان کی برکت کو نہیں پائے گا اور نہ ہی ان کی دعا کی برکت کو پائے گا۔

ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں۔ جب تک ظاہر کی اصلاح نہ ہو اس وقت تک باطنی علم کا حصول ممکن نہیں، جس طرح باطنی اصلاح کے بغیر ظاہری علوم کا حصول ناممکن ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

من تفقہ ولم یتصوف فقد فسق ومن تصوف ولم یتفقہ فقد

Marfat.com

تزندق ومن جمع بینھما فقد تحقق۔ جس نے علوم کو حاصل کیا لیکن اعمال صالحہ سے اپنے سینے کو صاف نہ کیا، مقام تصوف حاصل نہ کیا وہ درجہ فسق میں ہے، جس نے تصوف حاصل کیا یعنی عابد ہوا لیکن عالم نہ ہوا وہ زندیقیت کے خطرہ میں ہے، جس نے علوم دینیہ اور تصوف حاصل کیا وہی حق راہ کو پانے والا ہوا۔ (ایضاً) نفس ظلمانی اور روح نورانی کی کشمکش رہتی ہے وہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ''انسان کو ایک نورانی روح حاصل ہے۔ جس کا تعلق عالم ملکوت سے ہے اور ایک نفس ظلمانی بھی حاصل ہے جس کا تعلق تاریک اوصاف یعنی برائیوں سے ہے، دونوں ایک دوسرے کے خلاف کوشاں رہتے ہیں، ہر کوئی چاہتا ہے کہ میں اسے اپنے عالم میں لے جاؤں یعنی روح عالم ملکوت میں اور نفس عالم ناسوت میں لے جانا چاہتا ہے۔ انبیاء کرام کے مبعوث کرنے کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ نفوس کو تاریک اوصاف سے پاک کرکے ارواح کی نورانیت سے منور کردیں۔ (مرقاۃ ج ا ص ۲۱۵)

یعنی نفس کو ظلمات سے پاک کرکے انوار ارواح کے تجلیات سے منور کرنے میں ہی انسان کو کامیابی حاصل ہوسکتی ہے، جب انسان نفسانی ظلمات سے پاک ہو جاتا ہے تو اس دار فانی سے رخصت ہونے کے بعد اسے حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کے مصائب دور کرنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام وعرفہ۔ (مرقاۃ ج ا ص ۱۱۶)

جب بھی کوئی شخص مومن کی قبر سے گزرتا ہے جو اسے دنیا میں پہنچانتا تھا تو جب یہ اسے سلام کہتا ہے تو وہ اسے پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا باھل القبور۔ جب تم اپنے

Marfat.com

۰۰ حالات میں حیران و پریشان ہو تو قبر والوں سے امداد طلب کرو۔

انسان نیک لوگوں کی مجالس میں بیٹھنے سے اور ان کی رہنمائی اور توجہ و برکت سے آسانی سے سلوک کی منازل طے کر کے وہ اعلیٰ مدارج پا لیتا ہے جو خود نہیں حاصل کر سکتا۔ ان مسائل کو سمجھانے کے لئے بزرگان دین، علمائے ربانیین اور مشائخ کرام نے تقاریر و تصانیف سے کام لیا اور آج تک مشائخ عظام اس پر عمل پیرا ہیں۔

زیر نظر کتاب ''تصوف و طریقت'' کے مصنف پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم شریعت، واقف رموز طریقت، عارف حقیقت، واقف اسرار حقیقت، مبلغ اسلام، مفکر اسلام، داعیٔ حق، متکلم حق، عالم حق، عامل علی الحق واصل الی الحق مرد مومن مرد حق پیر السید شاہ تراب الحق مدظلہ العالی ہیں۔ تصوف میں اسی تصنیف کو معیاری کہا جا سکتا ہے جس کا مصنف اسرار معرفت و حقیقت سے آگہی رکھنے کے ساتھ ساتھ عالم باعمل بھی ہو۔ حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی علم و عمل میں ایک بلند مقام رکھتے ہیں، آپ نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لئے یہ کتاب تصنیف کر کے احسان عظیم فرمایا ہے اور موجودہ دور کی ایک اہم دینی ضرورت کو پورا کیا ہے۔

آپ نے نہایت آسان انداز میں تصوف کے مسائل مستند کتب کے حوالوں سے تحریر فرمائے ہیں جن سے ہر خاص و عام فائدہ حاصل کر کے اپنی زندگی سنوار سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تزکیۂ نفس کے لئے اس کتاب سے راہنمائی حاصل کی جائے۔ اللہ تعالیٰ مصنف مدظلہ العالی کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ حاصل کرنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

Marfat.com

شہبازِ طریقت پیر سید کبیر علی شاہ گیلانی

سجادہ نشین دربار مجددیہ حیدریہ، چورہ شریف ضلع اٹک

کتاب ''تصوف و طریقت'' میں تصوف کے اہم موضوع کے حوالے سے بیش قدر خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ عصر حاضر میں فکر انسانی کو جس اضطراب، بے کیفی، بے چینی، بے سکونی، اور انتشار کا سامنا ہے اس میں اگر کوئی شے امت مسلمہ کے لئے تریاق کا درجہ یا حکم رکھتی ہے تو وہ ان صوفیائے کرام کے خیالات و افکار کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ہے جن کی سعیء جمیلہ اور کاوشوں کا نتیجہ برصغیر میں ایک مستحکم مسلم امت کی صورت میں سامنے آیا۔

تصوف کا ماخذ صوف بمعنی بوریا ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ اس کی بنیاد سادگی، بے غرضی، انکسار اور بے نفسی کی خصوصیات سے عبارت ہے۔ جہاں ایک طرف یہ لوگوں کو اسلام کے خارجی پہلو سے جو عبادات پر محیط ہے روشناس کراتا ہے وہیں اس کے داخلی پہلو یعنی طریقت سے بھی آگاہ کراتا ہے۔ تصوف، شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ شریعت کو برتاؤ میں لانے کا نام ہے، اور یہ تزکیہ نفس کے حوالے سے انسان کی روحانی سعادت اور نجات کو اس کے پیش نظر رکھتا ہے۔ شریعت اور طریقت کے بعد کا مرحلہ حقیقت کا ہے۔ شریعت اور طریقت کی روشنی میں جو کچھ نظر آتا محسوس ہوتا یا ادراک میں آتا ہے وہ حقیقت ہے۔ یہ مقام تصوف ہی کو حاصل ہے

Marfat.com

کہ یہ شریعت، طریقت اور حقیقت تینوں کے مجموعہ کا نام ہے۔

مصنف پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب تصوف کے حوالے سے ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں جو کسی تعارف کی ہر گز محتاج نہیں۔

زیر مطالعہ مذکورہ کتاب میں انہوں نے جس احسن طریقہ سے تصوف کی اہمیت اور افادیت واضح کرنے کی انتہائی صائب کوشش کی ہے وہ قابل صد تحسین ہے۔ نفسانفسی کے اس دور میں جب بالعموم اس قسم کی تحریروں کی بے پناہ کمی محسوس ہوتی ہے، اس خاص حوالے سے مصنف کی یہ کاوش قابل مبارکباد ہے۔ مصنف خود بھی خانوادہ ء سادات سے تعلق رکھتے ہیں نہ صرف ملکی بلکہ غیر ملکی سطح پر بھی مختلف اوقات میں ان کی دینی خدمات کا اعتراف کیا جاتا رہا ہے۔

ان کی اس نادر تصنیف کے حوالے میں ان کو ہدیہ ء تبریک پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ تصنیف تصوف سے محبت رکھنے والے لوگوں کے لئے ایک گرانقدر تحفہ ثابت ہوگا۔ کتاب کی ایک اور خصوصیت بڑی اہم ہے اور وہ اس کا ابلاغ ہے۔ اس ابلاغ میں اس کی زبان اور طرز بیان اہم کردار ادا کرتا ہے۔ روزمرہ کی سلیس زبان ایک طرف تو طرز بیان کو بوجھل ہونے سے بچاتی ہے تو دوسری طرف اس کے مفاہیم کو خود بخود ذہن نشین کراتی چاتی ہے۔ اس اعتبار سے قاری کا دل چاہتا ہے کہ ایک بار کتاب شروع کی جائے تو پھر آخر تک پڑھنے کے بعد ہی چھوڑی جائے۔

مقصدیت کو ایک اور اہم خصوصیت قرار دیا جاسکتا ہے۔ واضح طور پر ہر تصنیف اپنے قاری کے لئے ایک لائحہ عمل تجویز کرتی ہے، اس لائحہ عمل کی خوبیاں اس کے سامنے واضح کرتی اور اس کے ثمرات کو دیکھتے ہوئے اس کو اپنانے کی طرف مائل کرتی ہے۔ عصر حاضر میں بہ نظر غائر دیکھا جائے تو عمومی طور پر تصانیف اس وصف سے خالی نظر آتی ہیں اور مصنف یوں محسوس ہوتا ہے کہ محض اپنی ذات کے گرد فکری

Marfat.com

پرکار سے بے فائدہ دائرے کھینچتا رہتا ہے۔ اور اس کا بیکار میں مصروف مصنف یہ بالکل نہیں سوچتا کہ آخر اس کی تصنیف سے دوسرے لوگوں کو فائدہ میسر بھی آئے گا یا نہیں۔ اس اعتبار سے علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب قابل صد تبریک ہیں کہ جہاں انہوں نے اپنے ذاتی تجربات و مشاہدات سے قاری کو محظوظ کیا ہے وہیں خود قاری کو بھی ایسی راہ دکھائی جو خود اس کی فکری ارتقاء کی بنیاد بن سکتی ہے۔ استدلالیت اور منطقیت کے حوالے سے بھی بعض باتیں گوش گزار ہیں۔ تصوف کے حوالے سے جو کتابیں بالعموم سامنے آتی ہیں وہ ذہنی گرہیں سلجھانے کی بجائے عصر حاضر کے دماغ کو مزید الجھا دیتی ہیں۔ سیٹلائیٹ، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے اس دور میں پرورش پانے والوں کو محض ایسی فکری کاوش ہی متاثر کر سکتی ہے جس کی بنیادیں منطقیت پر استوار ہوں اور جن میں بیان کردہ باتوں کو استدلالیت کی کسوٹی پر پرکھا جا چکا ہے۔ صاحب تصنیف قابل صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے اس اہم پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اس انداز میں کتاب ترتیب دی کہ جہاں یہ کتاب صاحب دل لوگوں کے لئے دل کشا قرار پاتی ہے وہیں صاحبان فکر و عقل کے لئے بھی پیچیدگیوں کی عقدہ کشائی کا سبب قرار پاتی ہے۔

میری دعا اور قلبی خواہش ہے کہ مصنف کا یہ سلسلۂ تحقیق و تالیف جاری و ساری رہے اور جس طرح اس کتاب کی صورت میں انہوں نے ایک صدقہ جاریہ معاشرے کے لئے فراہم کیا ہے وہ مزید تحقیقی و تدقیقی کاوشوں سے عوام الناس کے لئے فکر کی اور راہیں بھی روشن کریں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے مصنف کی تحلیل نفسی کرنے کا موقع ملا اور مجھے اس امر پر بڑی مسرت ہے کہ جو لمحات اس کاوش اور سوچ بچار میں گزرے وہ رائیگاں ہونے کی بجائے سرمایۂ کثیر ثابت ہوئے۔

Marfat.com

ڈاکٹر ایس ایم زمان

چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان

جناب شاہ تراب الحق قادری صاحب کی ایک اور عالمانہ تصنیف معنون بہ ''تصوف وطریقت'' ادارہ افکار اسلامیہ کی طرف سے حسن طباعت کے ساتھ شائع ہوئی ہے جس میں تصوف اور مسائل سلوک کا اجمالی مگر خاصا جامع جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ سوال و جواب کے منہج نے مبتدی کے لئے تصوف کی حقیقت اور اس کے رموز کا ادراک خاصا آسان کر دیا ہے۔ اس مسلمہ حقیقت سے انحراف تو ممکن نہیں کہ منازل سلوک سلامت روی کے ساتھ طے کرنے کے لئے شیخ و مرشد طریقت کی راہنمائی قریب قریب ناگزیر ہے مگر قاری اور کتاب کے واسطے سے تصوف کی اہم بنیادوں کے بارے میں ضروری معلومات بہم پہنچانے کے مساعی میں ۲۴۰ صفحات پر مشتمل اس نسبتاً مختصر کتاب کو ایک قابل تحسین کوشش قرار دیا جانا چاہئے۔ کتاب کا ابتدائیہ جناب محمد آصف قادری کے پیش لفظ، جناب محمد افضل کوٹلوی کے مقدمہ اور علامہ محمد نور الحسین نوری کی تقریظ پر مشتمل ہے۔ پیش لفظ کی خاص چیز سلسلہ عالیہ قادریہ کا شجرہ ہے جو سید و سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات ستودہ صفات سے شروع ہو کر ۳۸ ویں نمبر پر مصنف کے شیخ تک پہنچتا ہے۔ اس کی ایک اور مفید خصوصیت یہ ہے کہ ہر اسم گرامی کے ساتھ مقام و تاریخ وصال کا اندراج بھی کر دیا گیا ہے۔

کتاب ادارہ افکار اسلامی کی طرف سے موصولہ پچاس سوالات اور ان کے

Marfat.com

جوابات پر مشتمل ہے۔ پہلا سوال قرآن و حدیث اور صوفیہ کرام کے ارشادات کی روشنی میں طریقت یا تصوف کی تعریف سے متعلق ہے جبکہ آخری سوال حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت اور آپ کی تعلیمات کے بارے میں ہے ان دو سوالوں سے ہی مضامین کی نوعیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اصطلاحات تصوف مثلاً تزکیۂ نفس، تصفیۂ قلب، اولیاء اللہ اور ان کے مدارج، کرامت اور معجزہ میں فرق، مرشد کی ضرورت، بیعت کی شرعی حیثیت، مرشد و مرید کے آداب، مجاہدہ اور ایسے ہی دوسرے اہم مباحث کا سادہ اور دلنشین بیان کتاب کی اصل افادیت ہے۔ جوابات میں قرآن و حدیث کے علاوہ تصوف کی امہات الکتب سے استناد کیا گیا ہے۔ مؤخر الذکر میں کتاب اللمع، کشف المحجوب، رسالہ قشیریہ، عوارف المعارف، کیمیائے سعادت، تفسیر مظہری، نفحات الانس، فوائد الفواد، الفتح الربانی، احیاء علوم الدین جیسے مسلم و مستند مصادر شامل ہیں۔ اسلوب سادگی کے ساتھ عالمانہ و محققانہ ہے۔ حکیم الامت علامہ اقبال کے اشعار سے استشہاد نے جوابات میں مزید دلکشی پیدا کر دی ہے۔ معتبر حکایات و نوادر کا جا بجا ذکر بھی دلچسپی میں اضافہ کا باعث ہوا ہے۔ قرآن کریم کی آیات کا اردو ترجمہ ہر جگہ ''کنز الایمان'' سے منقول ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب سلسلہ تصوف کے متعلقین کے لئے ہی نہیں بلکہ اس زندہ تحریک کے ہر طالب علم کے لئے ایک مفید اور بیش قیمت مطالعہ کی حیثیت رکھتی ہے جو دور حاضر میں دنیا کے ہر گوشے میں اسلام اور مسلمانوں میں دلچسپی رکھنے والے ہر صاحب فکر کی توجہ کا مرکزی موضوع ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم فاضل مصنف کی اس علمی، دینی اور روحانی خدمت کو شرف قبولیت عطا فرما کر دنیا و آخرت میں ان کے لئے فلاح اور رفعت مدارج کا ذریعہ بنائے۔

Marfat.com

استاذ العلماء علامہ مولانا محمد یعقوب ہزاروی

استاذ الحدیث والفقہ، صدر مدرس جامعہ رضویہ ضیاء العلوم

علماء کرام نے تصوف میں بہت کچھ لکھا ہے اور کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ کی تصنیف احیاء العلوم اس فن کے مفید ترین کتب میں سے ہے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں مقبولیت تامہ حاصل ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ تشریف رکھتے ہیں اور ایک کتاب پڑھی جاتی ہے جس کو حضور کمال توجہ سے سن رہے ہیں۔ دریافت فرمایا کہ یہ کون سی کتاب ہے؟ کہا گیا امام غزالی کی احیاء العلوم۔ (شمائم امدادیہ)

یونہی کشف المحجوب تصوف میں ایسا شاہکار ہے کہ اس کی بدولت برصغیر پاک وہند میں صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا۔ اس موضوع پر یہ اس قدر بلند پایہ کتاب ہے کہ تعریف وتوصیف سے مستغنی ہے۔ اس کے بارے میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ کا ارشاد ہے، اگر کسی کا پیر نہ ہو تو ایسا شخص جب اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو اس کو پیر کامل مل جائے گا، میں نے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کیا ہے۔

درحقیقت تصوف انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام کی صفات عالیہ کا مجموعہ ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تصوف آٹھ چیزوں پر مشتمل ہے۔ سخاوت، رضا، صبر، اشارہ، غربت، گدڑی، سیاحت اور فقر۔ یہ آٹھ خصلتیں آٹھ

Marfat.com

نبیوں کی اقتداء میں ہیں۔ سخاوت حضرت خلیل علیہ السلام سے کیونکہ آپ نے اپنے فرزند کو فدا کیا اور رضا حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کیونکہ بوقت ذبح آپ نے اپنی رضا سے اپنی جان عزیز کو بارگاہ خداوندی میں پیش کر دیا۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام سے کہ آپ نے بے حد و غایت مصائب پر صبر فرمایا اور اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام کے حق تعالیٰ نے فرمایا، آپ نے تین دن لوگوں سے اشارے کے سوا کلام نہ فرمایا۔ غربت حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہ وہ اپنے وطن میں مسافروں کی مانند رہتے اور سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہ آپ نے تنہا زندگی گزاری اور بجز ایک پیالہ و کنگھی کے کچھ پاس نہ رکھا، جب انہوں نے دیکھا کہ کسی نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیا ہے تو انہوں نے پیالہ بھی ترک فرما دیا اور جب کسی کو انگلیوں سے بالوں میں کنگھی کرتے دیکھا تو کنگھی بھی چھوڑ دی۔ گدڑی یعنی صوف کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہ انہوں نے پشمینی کپڑے پہنے اور فقر سید عالم ﷺ کہ جنہیں روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عنایت فرما دی گئی تھیں لیکن آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، میری خواہش یہ ہے کہ میں ایک روز شکم سیر ہوں تو دو روز فاقہ کروں۔

آج کل سلیس اُردو میں ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو تصوف کے مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ پر مشتمل ہو تا کہ عوام اہلسنت صحیح مسائل پائیں اور جعلی متصوفین کی اغلاط و گمراہی سے محفوظ رہیں۔ میں نے مکرمی پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رضوی زید مجدہم کی کتاب تصوف و طریقت کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا اور کتاب مذکور کو اوصاف مذکورہ سے متصف پایا۔ موصوف کا قلم اس قدر محتاط ہے کہ شریعت و طریقت کے آداب سے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی منحرف نہیں ہوتا۔ حضرت ممدوح نے مسائل طریقت کو نہایت مؤثر طریقے پر روشناس کرایا ہے۔ فجزاہ المولیٰ تعالیٰ عنا وعن سائر المسلمین بحق طٰہٰ یٰس آمین یارب العالمین!

Marfat.com

استاذ العلماء مولانا محمد فضل الدین نقشبندی

استاذ الحدیث والفقہ، جامعہ رضویہ ضیاء العلوم راولپنڈی

مخدوم الاولیاء سلطان الاصفیاء حضرت داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، حضرت محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے، العلم ثلثة علم من الله وعلم مع الله وعلم بالله ۔علم باللہ انبیاء واولیاء کو حاصل ہوتا ہے جس سے ان کو عرفان الٰہی حاصل ہوتا ہے، علم مع اللہ سے مدارج ولایت، طریق حق وہدایت عنایت خداوندی سے حاصل ہوتا ہے اور علم من اللہ شریعت حقہ ہے جس کے ذریعہ ہم مکلف بالاحکام بنائے گئے اور وہ فرمان حق ہے جو بذریعہ انبیاء کرام علیہم السلام ہم تک پہنچا۔

حضرت بوعلی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، العلم حیوة القلب من الجهل ونور العیون من الظلمة ۔علم جہالت کی موت سے دل کی زندگی ہے اور چشم یقین کا نور ہے۔ چنانچہ خلاصہ یہ ہے کہ علم عرفان کے بغیر دل ظلمت جہالت سے مردہ ہوتا ہے اور علم شریعت کے بغیر دل نادانی کی مرض میں مبتلا رہتا ہے۔ کافر کا دل مُردہ ہے اس لئے عرفان الٰہی کی دولت سے محروم رہتا ہے اور شریعت سے غافل کا دل رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے بے خبر رہتا ہے۔ (ملخص من کشف المحجوب)

معلوم ہوا کہ علم شریعت کے ساتھ راہ طریقت جاننا ضروری ہے اور طریقت کو پانے کے لئے شریعت مصطفیٰ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء سے باخبر ہونا ازحد لازم

Marfat.com

ہے۔ مخدوم اہلسنت پیر طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری جیلانی دامت برکاتہم العالیہ کو پروردگار عالم عزوجل نے علم شریعت اور علم طریقت دونوں سے بخوبی نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے آپ کی زیر نظر تصنیف ''تصوف وطریقت'' دونوں علوم کا حسین مرقع ہے اور تشنگانِ علم شریعت وطریقت کے لئے آب حیات ہے۔

مزید برآں قبلہ شاہ صاحب کی قادر الکلامی اور ادبی ذوق نے آپ کی تصنیف کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ آپ نے سلف صالحین کی کتب سے خوب استفادہ فرماتے ہوئے ایسا مواد مہیا فرما دیا ہے جس سے قاری کا دل مدارج سلوک طے کرتا مقصودِ اصلی کی طرف رواں دواں نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جل وعلیٰ آپ کی اس کاوش کو مشہور عالم بنائے اور خلق کو اس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء بتوسل حبیبہ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

Marfat.com

ادیبِ شہیر پروفیسر زاہد عظیم زاہد

ایم اے اردو، ایم اے سیاسیات، لارنس کالج مری

انسانی زندگی تضادات سے بھری ہوئی ہے۔ ہر کام، جذبے، احساس اور تصور کی ضد موجود ہے اور اس پوری کائنات میں ان اضداد نے ہر چیز کو ایک حصار میں قید کر رکھا ہے۔ حادثے اور سانحے کو زحمت اور عزت و عظمت انعام و اکرام اور خوشی کو رحمت سمجھا جاتا ہے۔ عام انسان اسی سوچ کی وجہ سے پوری زندگی خوشی کے حصول اور غم سے نجات پانے کے طور طریقے ایجاد کرنے اور اپنانے میں مصروف رہتا ہے۔ یہ مصروفیت ہر غمگین شخص کو خوش رہنے والے کے خلاف برسر پیکار رکھتی ہے اس طرح پوری انسانیت دو دو دھڑوں میں بٹ کر رحمت اور زحمت کی جنگ میں شریک ہو جاتی ہے۔

غمگین شخص کانٹوں سے اٹے صحرا میں ننگے پاؤں چلتا ہے، تپتی ریت اور لو سے اس کی روح سلگتی رہتی ہے۔ دھوئیں اور گرد کی دبیز چادر اس کے تنفس کو عذاب بنا دیتی ہے، پیاسے پپڑی جمے ہونٹ سوکھ کر لکڑی ہو جاتے ہیں اور سراب کے دریا اس پر قہقہے لگاتے ہیں کہ وہ ان کے حصول کے لئے جتنا ان کی طرف دوڑتا ہے وہ اتنا ہی دور ہو جاتے ہیں۔ امید کے کھنڈرات میں اسے چیخیں سنائی دیتی ہیں اور جب وہ بجھتی آنکھوں اور رکتی سانسوں کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا ناکامیوں کے اندھیروں میں جا گرتا ہے تو اس کے سر پر منڈلانے والے بھوکے گدھ اس کے پاس آبیٹھتے ہیں۔

Marfat.com

جسے خوشی میسر ہو اسے یوں لگتا ہے جیسے اس کے آس پاس پھول ہی پھول کھل گئے ہیں، اس کی روح میں کلیاں چٹکتی ہیں، دن بھر دھنک اس کے گرد لپٹی رہتی ہے اور روشنیاں اس کا طواف کرتی ہیں۔ خوشبو سے لبریز ہوائیں اسے اڑائے پھرتی ہیں، کہیں وہ جھرنوں کا ترنم سنتا ہے تو کہیں جھیل کے سکوت سے مسحور ہوتا ہے، کہیں طیور اس کے لئے نغمہ سنج ہوتے ہیں اور کہیں تتلیاں اس کے گرد منڈلاتی ہیں۔ راتیں اس کے لئے میٹھی لوریاں لے کر آتی ہیں، جھولی ستاروں سے بھری رہتی ہے اور چاندنی کی ردا اوڑھے وہ جگنوؤں سے اس دیس کی کہانیاں سنتا ہے جہاں سرور کی گھنٹیاں بجتی رہتی ہیں اور رنگین چڑیاں چہچہاتی ہر وقت فضا میں رقصاں رہتی ہیں۔

جب میں نے پیر طریقت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری دامت برکاتہم القدسیہ کی کتاب تصوف و طریقت پڑھی تو خوشی اور غم کے مذکورہ بالا تصورات ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے۔ یوں لگا جیسے خوشی کی صورت میں غم والے حالات اور غمی میں خوشی والی کیفیات ہونی چاہئیں کہ یہ تصوف کی تعلیم ہے پھر یوں لگا جیسے کوئی تصور کوئی احساس باقی نہیں رہا۔ بہت دیر تک میں اپنے ذہن کے کونوں کھدروں میں وہ تمام تضادات ڈھونڈتا رہا جو میری بلکہ ہر انسان کی زندگی میں ہوتے ہیں لیکن وہاں تو نقشہ ہی اور تھا۔

تصوف و طریقت کے چھاج چھلنی نے میرے تمام اعتقادات اور تصورات کو چھان پھٹک کر صرف ایک عقیدہ اور ایک تصور ہی باقی رہنے دیا باقی سب کچھ کوڑے کے ڈھیر کی نذر ہو گیا۔ اپنی اصل منزل تک پہنچنے کے لئے میں نے جو بہت سے پگڈنڈیاں اپنے سامنے بچھا رکھی تھیں سب نظروں سے اوجھل ہو گئیں اور ایک واضح راستہ مل گیا۔ تصوف میں اسلام کی شرح بھی نظر آنے لگی اور تلخیص بھی۔ جب ایک موضوع اتنا جامع بھی ہو اور مختصر بھی تو جنگل میں بھٹکتے ہوئے راہی کے ہاتھ میں

Marfat.com

قطب نما بھی آجاتا ہے اور نقشہ بھی، مجھے میرے بہت سے سوالوں کا جواب مل گیا۔

درحقیقت جب انسان کا ہر فعل اور عمل صرف اللہ ہی کی رضا کے لئے ہو جائے تو وہ ہر حال میں خوش رہتا ہے، اس کا غم خوشی کے قالب میں ڈھل جاتا ہے اور اس کی خوشی عشق کی سرمستی میں ڈوب کر اسے غم والی کیفیات سے دوچار کر دیتی ہے۔ بھلے شاہ کے بقول:

جس تن لاگے سو تن جانے دوجا نہ کوئی جانے
عشق اساں نال کیہی کیتی لوک مریندے طعنے
ہجر تیرے نے جھلی کر کے کملی نام سدایا
صم بکم عمی ہو کے اپنا وقت لنگھایا

یعنی جس کو عشق کا روگ لگ جائے اسی کو اس کی تکلیف ہوتی ہے دوسرے تو یہ درد محسوس نہیں کر سکتے صرف چھیڑتے اور تنگ کرتے ہیں اور عاشق لوگ محبوب سے ملنے کی آس لگائے پاگل اور سودائی بنے گونگے بہرے بن کر پڑے رہتے ہیں کہ کسی کو کیا بتائیں اور وہ جیسے تیسے اپنا وقت گزارتے ہیں۔

ہر حال میں شکر کا کلمہ زبان پر آنے لگے تو غمگین شخص جو لڑکھڑاتا ہوا ناکامیوں کے اندھیروں میں جا گرا تھا، اپنے اندر ایک نئی توانائی محسوس کرتا ہے، رحمت کی گھٹائیں گھر آتی ہیں، اندھیرے چھٹ جاتے ہیں، آس پاس کونپلیں پھوٹنے لگتی ہیں۔ بہار کے جھونکے تازگی بخشتے ہیں تو شکر کا کلمہ اس کی زبان سے مزید شدت اور وارفتگی سے ادا ہونے لگتا ہے پھر دھنک اس کے گرد لپٹنے لگتی ہے اور روشنیاں اس کا طواف کرنے لگتی ہیں۔ تصوف سے انسان صرف اور صرف اللہ کی طرف متوجہ رہتا ہے، مسلسل اصلاح اور بہتری کے راستے پر گامزن رہتا ہے جس حال میں بھی ہو اللہ کی محبت میں ڈوب کر صراط مستقیم کا راہی ٹھہرتا ہے۔ پھر زندگی کے تضادات ختم ہو جاتے

Marfat.com

ہیں، غم خوشی، دکھ سکھ کچھ باقی نہیں رہتا۔

"تصوف وطریقت" کے مطالعہ سے مجھ پر یہ حقیقت بھی کھلی کہ ہر جسم اور جذبہ اصل میں ایک دوسرے سے جڑا ملا ہوا ہے اور پوری کائنات کے تمام اجسام ایک ہی رشتے میں پروئے گئے ہیں اور سب کی حقیقت صرف اور صرف اللہ ہی کے حوالے سے دیکھی اور پرکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح نہ صرف خالق اور مخلوق کا تعلق مضبوط ہوتا ہے بلکہ مخلوق اور مخلوق کا تعلق بھی پائیدار ہو جاتا ہے اور پھر ہر کام اسی ایک ذات کی رضا اور خوشنودی کے لئے کیا جاتا ہے پھر واقعی دوسرے کی تکلیف پر دل دکھتا ہے اور کسی کام کی خاطر ثواب حاصل کرنے کا جذبہ کہیں روپوش ہو جاتا ہے پھر اطاعت کا اپنا ہی سرور آنے لگتا ہے اور بہشت کہیں غائب ہو جاتی ہے۔

جناب شاہ صاحب مدظلہ نے تصوف وطریقت کے باب اول میں تصوف کے اسرار ورموز اتنی آسانی سے واضح کر دیئے ہیں کہ مجھ سا عام مسلمان بھی اس مشکل موضوع کو سمجھ جاتا ہے۔ اس موضوع کو مشکل میں نے اس لئے لکھا کہ یہ کتاب پڑھنے سے پہلے میں نے اپنے عمومی مطالعہ میں جب بھی تصوف کو جاننے یا سمجھنے کا ارادہ کیا تو عام طور پر خود کو ایک مشکل صورتحال سے دوچار پایا۔ بہت سے لکھنے والوں نے تصوف کو کبھی بدھ مت سے مشتق قرار دیا تو کبھی عیسائیت اور رہبانیت سے۔ بعض اوقات تو مجھے اس ضمن میں ہندو جوگی دخل دیتے نظر آئے تو میں نے اس موضوع کو پڑھنا ہی چھوڑ دیا کیونکہ بہت سے مولوی حضرات اپنی کم علمی کی وجہ سے قاری کے خیالات کو منتشر کرنے کا موجب بنتے ہیں اور ایک عام مسلمان ان نیم ملاؤں کی تحریری بھول بھلیوں میں گم ہو کر اپنے ایمان کی سلامتی کی دعائیں مانگتا رہ جاتا ہے۔ بقول حفیظ

Marfat.com

رہزنوں سے تو بھاگ نکلا تھا
اب مجھے راہبروں نے گھیرا ہے

جب میں ''تصوف وطریقت'' پڑھ چکا تو اپنے خیالات کی مزید آبیاری کے لئے صوفیہ کرام کی تخلیقات اور تعلیمات کی طرف رجوع کیا جن کو میں پہلے پوری طرح نہ سمجھ پایا تھا۔ جب میں نے دوبارہ ان کا مطالعہ شروع کیا تو راستہ آسان نظر آنے لگا، اس بار مجھے کوئی مشکل در پیش نہ تھی ۔ جس بات نے مجھے سب سے زیادہ مسحور کیا وہ یہ تھی کہ تمام صوفیا کرام کا کلام اس کتاب ''تصوف وطریقت'' کے حق میں دلیل بنتا چلا گیا۔ تصوف کے تمام ارکان جن کا حضرت شاہ صاحب قبلہ نے پہلے ہی باب میں تذکرہ فرمایا ہے۔ ان کا ذکر تمام صوفیہ کے کلام میں بکھرا اور بھرا پڑا ہے۔

تصوف میں تزکیہء نفس کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کتاب کے پہلے باب میں صفحہ ۱۶ اور صفحہ ۲۰ پر اس موضوع پر بحث کی گئی ہے اور اسے جہاد اکبر کہا گیا ہے۔ اسی تصور کو حضرت سلطان باہو نے یوں پیش کیا،

دل بازار تے منہ دروازہ سینہ شہر ڈسیندا ہو
روح سوداگر نفس ہے راہزن حق دا راہ مریندا ہو
جاں توڑی ایہہ نفس نہ ماریں تاں ایہہ وقت کھڑیندا ہو
کر دا ضائع ویلا باہوؒ جاں نوں تاک مریندا ہو

یعنی اگر انسان اپنے اندر بسنے والے شہر کو خوبصورت اور بارونق دیکھنا چاہتا ہے تو اسے اپنے نفس جیسے لٹیرے کو مارنا پڑے گا ورنہ اس کے اس پر امن شہر میں لوٹ مار اور بدامنی جاری رہے گی۔ گویا نفس کی تطہیر اور تزکیہ ہی انسان کی یکسوئی اور کامیابی

Marfat.com

کی دلیل ہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر نے صرف دو اشعار میں مجاہدہ اور تزکیہ نفس کے متعلق جامع درس دیا ہے آپ فرماتے ہیں،

فریدا تھیو پواہی دبھ ۔۔۔ جے سائیں لوڑے سبھ

اک چھجیں بیا لتاڑی اینہ ۔۔۔ تاں سائیں دے درواڑی اینہ

یعنی اے فرید راہ کی گھاس کی طرح ہو جا اگر تجھے اپنے مالک کی ضرورت ہے۔ جب یہ گھاس بار بار پاؤں تلے روندے جانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے تو پھر اپنے مالک کے دروازے سے گزرنے کے قابل ہوتی ہے یعنی جوتوں سے لگ کر مالک کے گھر جاتی ہے۔

مرشد کے وسیلہ کے حوالے سے شاہ حسین فرماتے ہیں،

سجن دے ہتھ ڈور اساڈی کیونکر آکھاں چھڈ وے اڑیا

رات اندھیری، بدل کنیاں، باجھ وکیلاں مشکل بنیاں

ڈاہڈے کیتا سڈ وے اڑیا

یعنی ہمارے دوست کو ہمارے ہر کام کا اختیار ہے جس میں ہماری مرضی شامل ہے کیونکہ آئندہ کا سفر تو گویا اندھیری میں رات میں بادلوں اور بارشوں سے مقابلے میں گزرے گا لہذا مرشد کے بغیر بہت مشکل در پیش ہو گی۔ اسی مضمون کو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے باب چہارم میں مفصل بیان فرمایا ہے اور صفحہ ۶۲ پر مولانا روم کا فرمان بھی اس بات کو آگے بڑھاتا ہے۔

اب اس تمام گفتگو کو سمیٹا جائے تو جو بات سامنے آتی ہے وہ نکتے کی ہے۔

(۱) تزکیہ نفس، تصفیہ قلب ہی جہاد اکبر ہے اور تجلیات الٰہی کا جلوہ بھی اس سے ممکن ہے اور یہ سب توحید اور توبہ سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ (ص ۲۱، ۲۲)

Marfat.com

خط کشیدہ الفاظ جو حرف سامنے آیا ہے وہ ہے ''ت''۔

(۲) صوفیہ عظام اور اولیائے کرام کے ہاں صبر کا درس بہت اہم ہے۔ حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صبر ہی کی تلقین کی تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نزدیک صفا کا مقام حاصل کر کے انسان صفات ربانی کا مظہر ہو جاتا ہے۔ (ص ۲۴)

خط کشید الفاظ سے ایک اور حرف سامنے آیا، ''ص''۔

(۳) (الف) سورہ کہف کے حوالے وحی خفی کا نزول ثابت ہے۔ (ص ۱۷)

(ب) صفحہ ۲۹ میں ولی کی صفات اور صفحہ ۱۹ میں ولی کا وسیلہ ہونا بیان ہوا ہے۔ پھر باب چہارم صفحہ ۶۲ میں بھی اس حوالے سے دلائل موجود ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ سے جو حرف سامنے آیا ہے وہ ہے '' و ''۔

(۴) مقام ولایت پانے کے لئے دو اوصاف بے حد اہم ہیں۔ ایک وصف ہے فکر (ص ۲۵) اور دوسرا ہے فقیہ ہونا (ص ۳۲)۔ یہی اوصاف آگے چل کر فقر کی بنیاد بناتے ہیں۔

خط کشیدہ الفاظ سے جو حرف سامنے آیا ہے وہ ہے۔ ''ف''۔

نمبر ۳ پر ہم غور کرتے ہیں کہ (ا) میں وحی خفی یعنی الہام کا ذکر ہے جو کہ براہ راست ہوتا ہے جبکہ (ب) میں ولی کا وسیلہ ہونا ثابت ہے جو کہ واسطہ ہوتا ہے لہٰذا '' و '' دوبارہ آئے گی یعنی اسے مشدد تصور کیا جائے گا۔

اب نمبر ۱ تا ۴ حروف کو ملائیں تو ت+ص+و+ف بنتے ہیں جس سے تصوف وجود پاتا ہے۔ یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ قبلہ شاہ صاحب مدظلہ العالی نے کتاب کے پہلے ہی باب میں تصوف کی مکمل شرح بیان فرمادی سبحان اللہ۔ آپ نے عام قاری کے لئے ہر باب میں سوالات اور جوابات کا سہل انداز بھی اپنایا

Marfat.com

ہے۔ اب یہ تو دیدہ، بینا ہے جوان نزاکتوں سے بصارت اور بصیرت بھی حاصل کرتا ہے اور بیداری بھی۔

قطرے میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جذو میں کل
کھیل لڑکوں کا ہوا، دیدہء بینا نہ ہوا

Marfat.com

باب اول:

تصوف کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی و نسلم علیٰ رسولہ الکریم

(1) سوال: طریقت یا تصوف سے کیا مراد ہے؟ قرآن وحدیث اور صوفیہ کرام کے ارشادات کی روشنی میں بیان فرمائیں؟

جواب: سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا فرمان عالیشان ہے، "جیسا ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔

(آیت ۱۵۱، کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے پانچ فرائض نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرنا۔

(۲) کتاب اللہ کی تعلیم دینا۔

Marfat.com

(۳) حکمت کی تعلیم دینا۔

(۴) مومنوں کو پاک کرنا۔

(۵) باطنی علم سکھانا۔

ایک بات جو اس آیت مبارکہ سے بالکل واضح ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم ﷺ کو ظاہری و باطنی علوم کے ساتھ ساتھ لوگوں کو پاک کرنے کا اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔ ظاہر ہے کہ پاک کرنے والا ان کی مثل کیسے ہو سکتا ہے جو پاک نہیں ہیں؟ علم سکھانے والا ان کی مثل کیونکر ہو سکتا ہے جو کچھ نہیں جانتے۔ پس ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ بے مثل بشر ہیں۔

اب ہم آیت مقدسہ کے ترجمہ پر غور کرتے ہیں، تلاوت آیات اور تعلیم کتاب و حکمت کے متعلق تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ اس سے مراد قرآن پاک اور شریعت مطہرہ کی مکمل تعلیم ہے۔ تزکیہ سے مراد نبی کریم ﷺ کا لوگوں کے قلوب کو روحانی پاکیزگی عطا کرنا ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہ الامن والعلیٰ میں تفسیر بیضاوی اور تفسیر معالم التنزیل کے حوالے سے سورہ جمعہ آیت ۲ کے تحت فرماتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ کا عطا فرمانا، گناہوں سے پاک کرنا، ستھرا بنانا صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خاص نہیں بلکہ قیامت قائم ہونے تک تمام امت کو حضور ﷺ پاکی عطا فرماتے ہیں۔"

ولیٔ کامل مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

آخر الذکر کے متعلق قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں، "یعلم کہ

Marfat.com

فعل دوبارہ ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعلیم، کتاب وحکمت کی تعلیم سے جدا نوعیت کی ہے، شاید اس سے مراد علم الدنی ہے جو قرآن کے باطن اور نبی کریم ﷺ کے سینہ مبارک سے حاصل ہوتا ہے اور اس کا حصول صرف انعکاس ہی کے ذریعے ممکن ہے۔''

یعنی یہ علم کتابوں سے نہیں ملتا بلکہ نور مجسم ﷺ کے سینہ پر انوار سے علم الدنی کے تجلیات وانوار، اولیائے کرام کے قلوب پر منعکس ہوتے ہیں اور پھر سینہ بہ سینہ یہ اسرار ومعارف اہل اللہ حاصل کر کے تشنگان معرفت کے دلوں پر نقش کرتے ہیں۔ اسی باطنی علم کو علم لدنی یا علم طریقت وتصوف کہا جاتا ہے۔

سورہ کہف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''اور اسے (یعنی خضر علیہ السلام) کو اپنا علم الدنی عطا کیا۔'' (آیت ۶۵) مفسرین فرماتے ہیں کہ علم لدنی سے مراد وہ باطنی علم ہے جو بغیر الفاظ وعبارت کے محض اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے (بطریق الہام جس کو وحی خفی بھی کہا جاتا ہے) حاصل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس حکم الٰہی سے تشریف لے گئے تو انہوں نے فرمایا، ''اے موسیٰ! میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے علم میں سے ایک ایسے علم پر ہوں جو اس نے مجھے سکھایا ہے اس علم کو آپ نہیں جانتے اور آپ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ایسے علم پر ہیں جو اس نے آپ کو سکھایا ہے جسے میں نہیں جانتا۔'' اور سورہ کہف میں یوں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا، ''آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے اور اس بات پر کیونکر صبر کریں گے جسے آپ کا علم محیط نہیں، (حضرت موسیٰ علیہ السلام نے) کہا عنقریب اللہ چاہے تو تم مجھے صابر پاؤ گے اور میں تمہارے کسی حکم کے خلاف نہ کروں گا، (حضرت خضر علیہ السلام نے) کہا تو اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو مجھ سے کسی بات کو نہ پوچھنا

Marfat.com

جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں۔'' (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی تفسیر خزائن العرفان میں فرماتے ہیں، ''مفسرین ومحدثین کہتے ہیں کہ جو علم حضرت خضر علیہ السلام نے اپنے لئے خاص فرمایا وہ علم باطن ومکاشفہ ہے اور یہ اہل کمال کے لئے باعث فضل ہے۔''

اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایک کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے اس کا تختہ توڑ کر شگاف کر دیا لیکن اس کے باوجود کشتی میں پانی نہ آیا۔ پھر آپ نے ایک بستی میں ایک لڑکے کو قتل کر دیا پھر آپ ایک گاؤں پہنچے وہاں کے لوگوں نے آپ کی مہمان نوازی کرنے سے انکار کر دیا اس کے باوجود آپ نے وہاں ایک دیوار کی مرمت کی جو کہ گرنے کے قریب تھی ان تینوں کاموں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتراضات کیے۔ آخر کار حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اب ہمیں جدا ہونا پڑے گا البتہ میں آپ کو ان کاموں کا راز بتاتا ہوں جنہیں بظاہر خلاف شرع دیکھ کر آپ نے اعتراضات کیے۔ میں نے وہ کشتی اس لئے عیب دار کر دی کہ دریا کے پار ایک ظالم بادشاہ صحیح سلامت کشتیاں چھین لیتا تھا، اس طرح ان غریبوں کی کشتی ظالم بادشاہ سے محفوظ رہ گئی۔ وہ لڑکا جسے میں نے قتل کیا کافر تھا اور اس کے والدین مسلمان۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے والدین اس کی محبت میں کافر نہ ہو جائیں۔ اس کے عوض اللہ تعالیٰ انہیں نیک اولاد عطا کرے گا۔

پھر آپ نے فرمایا، رہی وہ دیوار وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکالیں، آپ کے رب کی رحمت سے، اور یہ کچھ میں نے اپنے حکم سے نہ کیا، یہ بھید ہے ان باتوں کا جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔'' (کہف: ۸۲، کنز الایمان)

Marfat.com

اس واقعہ سے مفسرین نے جو نکات اخذ کیے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) ہر خوبی اور کمال کو محض اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنا چاہیے۔

(۲) ہر عیب کی نسبت اپنی طرف کرنی چاہیے رب تعالیٰ کی طرف نہیں۔

(۳) حصول علم کے لئے سفر کرنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔

(۴) کتنا ہی علم حاصل ہو جائے مزید علم کی جستجو کرنی چاہیے۔

(۵) اپنے سے کم مرتبہ والے سے بھی علم سیکھنے میں مضائقہ نہیں۔

(۶) علم سیکھنے کے لئے استاد کے پاس جانا چاہیے۔

(۷) کامل شیخ یا استاد کا ادب اور خدمت ضرور کرنی چاہیے۔

(۸) مرشد یا استاد کے افعال پر اعتراض کرنا بے ادبی ہے منتظر رہے کہ وہ خود ہی اس کی حکمت ظاہر فرمائیں۔

(۹) مرشد کامل یا استاد پر اعتراض کرنے سے اکتساب فیض کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔

(۱۰) باطنی علم کامل شیخ کی محبت اور اس کی نگاہ کیمیا گر سے حاصل ہوتا ہے۔

(۱۱) بعض اولیاء کرام کو لوگوں کے باطن اور ان کے انجام کی بھی خبر ہوتی ہے۔

(۱۲) اہل اللہ کی توجہ سے سوراخ والی کشتی بھی ڈوبنے سے بچ جاتی ہے۔

(۱۳) اللہ تعالیٰ بندے کی نیکی سے اس کی اولاد، خاندان اور اہل محلہ کو حفاظت میں رکھتا ہے۔

(۱۴) تقدیر پر راضی رہنے میں ہی انسان کی بھلائی ہے۔

(۱۵) سورہ کہف کی آیت نمبر ۸۲ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص کا نیک ہونا اس کی میراث کی حفاظت کا وسیلہ بن گیا۔ اگر باغ فدک حضور ﷺ کی میراث ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے حقداروں تک پہنچانے کے لئے انتظام فرماتا۔ ثابت ہوا کہ باغ فدک

Marfat.com

میراث نہیں بلکہ وقف تھا۔

سورہ عنکبوت میں ارشاد ہوا۔ "اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔" (آیت ۶۹، کنز الایمان) اس آیت میں جاھدوا سے مراد مجاھدہ نفس ہے جو کہ تصوف کا اہم ترین جزو ہے کیونکہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی جبکہ کافروں سے جہاد ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں فرض ہوا۔ (تفسیر صاوی) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی (یعنی مجاھدہ کیا) تو ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا، جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلب علم میں کوشش کریں گے انہیں ہم عمل کی راہ دیں گے حضرت سعد بن عبداللہ نے فرمایا جو اقامت سنت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنت کی راہ دکھائیں گے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفاسیر کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس آیت میں جاھدوا سے مراد مجاہدہ نفس ہے اس لئے حدیث شریف میں نفس کے ساتھ جہاد کرنے کو "جہاد اکبر" بھی کہا گیا ہے۔ اسی جہاد اکبر کے نتیجے میں تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے اور پھر بندہ مومن اپنے قلب کے آئینے میں انوار و تجلیات الٰہی کا مشاہدہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور یہی طریقت و تصوف کی اصل روح ہے۔

قاضی ثناء اللہ مجددی قدس سرہ تفسیر مظہری میں سورۃ الاعلیٰ کی آیات ۱۴، ۱۵ کے تحت فرماتے ہیں کہ ان آیات میں مدارج سلوک کی طرف اشارہ ہے قد افلح من تزکی (بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا) اس میں توبہ اور تزکیہ کی طرف اشارہ ہے، وذکر اسم ربہ (اور اپنے رب کا ذکر کیا) اس میں زبانی، قلبی، روحی اور سری

Marfat.com

ذکر کی پابندی کی طرف اشارہ ہے اور فصلیٰ (نماز پڑھی) اس میں مشاہدہ کے دوام کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نماز مومنوں کی معراج ہے اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (احمد نسائی، حاکم، بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا جس کے کپڑے بہت سفید اور بال بہت سیاہ تھے اس پر سفر کے آثار بھی ظاہر نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ آقا ﷺ کے بالکل قریب بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ اپنے زانوں پر رکھ کر عرض گذار ہوا، یارسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کے متعلق بتایئے۔ آپ نے فرمایا، اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو حج بھی کرو۔ اس نے عرض کی آپ نے سچ فرمایا، ہمیں تعجب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے گویا کہ جانتا ہے پھر عرض کی مجھے ایمان کے متعلق بتایئے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخرت کے دن اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔ عرض کی آپ نے سچ فرمایا پھر عرض کی مجھے احسان کے متعلق بتایئے۔ آپ نے فرمایا، ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ ضرور یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھتا ہی ہے۔ (بخاری و مسلم)

"احسان" بھی تصوف ہی کا ایک نام ہے۔ جس طرح توحید، سلوک، طریقت، معرفت، حقیقت، اخلاص، کشف، اسرار و معارف، وغیرہ سب تصوف ہی کے مختلف نام ہیں جو تصوف کی کتب میں جابجا مذکور ہیں۔ حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ اپنی مایہ ناز کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مَن

Marfat.com

سمع صوت اهل التصوف فلا یومن علی رعایتهم کتب عند الله من الغافلین. جس نے اہل تصوف کی آواز سنی اور اسے نہ مانا وہ بارگاہ الٰہی میں غافلوں میں شمار کیا گیا'' گویا لفظ تصوف نبی کریم ﷺ کا بیان فرمایا ہوا ہے ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ تصوف کا آغاز کیسے ہوا؟ دراصل نور مجسم ﷺ کی ظاہری حیات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم براہ راست نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات سے اکتساب فیض کرتے۔ انہیں علم شریعت کے ساتھ تزکیہ باطن بھی حاصل تھا اور یہ تزکیہء انہیں نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے صدقے میں نصیب ہوا۔ بعض صحابہ کرام بعض مخصوص اعمال کی وجہ سے جماعت صحابہ میں نمایاں و منفرد ہوئے جیسے کہ اصحاب صفہ ترک دنیا اور زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر (۷۰) صفہ والے صحابہ کو دیکھا کہ ان میں سے کسی کے پاس چادر یا کرتا نہیں تھا بلکہ صرف تہبند تھا یا کمبل جسے وہ اپنی گردنوں میں باندھ لیتے تھے جن میں سے بعض تہبند یا کمبل ایسے تھے جو آدمی کی پنڈلی تک پہنچتے تھے اور بعض ٹخنوں تک پہنچتے تھے اور وہ لوگ اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے رہتے اس خوف سے کہ کہیں ان کا ستر نہ ظاہر ہو جائے۔ (بخاری)
حضرت خذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے راز دار صحابی کے طور پر معروف ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ ان رازوں کو جانتے تھے جنہیں اور کوئی نہیں جانتا۔ (بخاری) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ نے مجھے علم کے ستر (۷۰) ابواب سکھائے اور میرے سوا یہ علم کسی کو نہ دیا۔ (کتاب اللمع)
حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بھی باطنی علوم کے حصول میں نمایاں مقام کے حامل ہیں آپ فرماتے ہیں میں نے غیب بتانے والے آقا و مولیٰ ﷺ سے علم

Marfat.com

کے دو برتن محفوظ کیے ایک تو تم لوگوں میں پھیلا دیا لیکن اگر دوسرا پھیلاؤں تو میری شہ رگ کاٹ دی جائے۔ (بخاری) علامہ قسطلانی شارح بخاری نے اس حدیث کے تحت فرمایا۔ "غالباً پہلے علم سے مراد علم احکام و اخلاق ہے اور دوسرے علم سے مراد علم الاسرار ہے جو نا اہلوں سے محفوظ ہے اور اہل معرفت علمائے ربانیین کے لئے مخصوص ہے۔" (مرقاۃ)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ صوفی لفظ "صوف" سے نکلا ہے جس کے معنی اون کے ہیں یعنی یہ لوگ کمبل یا موٹے اونی کپڑے پہننے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔ بعض نے کہا صوفی لفظ "صوف" سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں ایک طرف ہونا۔ یعنی یہ لوگ دنیا ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کی وجہ سے صوفی کہلائے۔ بعض کے نزدیک صوفی دین کے اول صف میں ہونے کی وجہ سے صوفی کہلاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ اصحاب صفہ کی محبت و پیروی کرنے والوں کو صوفی کہا جاتا ہے۔ علامہ قشیری کے نزدیک عربی قواعد کی رو سے "صوفی" کی وجہ تسمیہ ثابت نہیں اس لئے یہ الفاظ ان لوگوں کے لئے لقب کے طور پر ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

شیخ عمر بن شہاب الدین سہروردی صوفی کے نام کی ابتداء کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "یہ نام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ یہ نام تابعین کے زمانے میں رکھا گیا۔ حضرت حسن بصری نے فرمایا "میں نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک صوفی کو دیکھا" اس روایت کی تائید حضرت سفیان ثوری کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ "اگر ابو ہاشم صوفی نہ ہوتے تو میں ریا کاری سے متعلق دقیق باتوں سے واقف نہ ہوتا۔" اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ نام قدیم زمانہ سے مشہور ہے۔" (عوارف المعارف)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی کی تعریف "اہل

Marfat.com

صفا“ سے کی ہے آپ فرماتے ہیں، ”اشیاء کے لطیف حصے کا نام ”صفا“ اور کثیف کا نام ”میل“ ہے چونکہ اہل تصوف اپنے اخلاق اور معاملات کو صاف اور پاکیزہ رکھتے ہیں اور ہوائے نفس سے بری ہوتی ہے اس لئے انہیں صوفی کہا جاتا ہے۔۔۔۔ صفا کی اصل بھی ہے اور فرع بھی۔ اصل یہ ہے کہ دل غیر اللہ سے خالی ہو اور فرع یہ ہے کہ دل اس دھوکہ باز دنیا سے پاک ہو۔ یہ دونوں باتیں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صفات ہیں جو کہ اہل طریقت کے امام ہیں۔“ آپ مزید فرماتے ہیں کہ ”صفا ایسی حضوری کا نام ہے جو کبھی ختم نہ ہو اور ایسے وجود کا جو بغیر اسباب کے ہو۔ جب یہ مقام نصیب ہو جائے تو بندہ دنیا اور آخرت کے لئے فنا ہو کر صفات ربانی کا مظہر ہو جاتا ہے، سونا اور خاک اس کی نظر میں برابر ہو جاتے ہیں اور وہ معاملات جو دوسروں کے لئے دشوار ہوں اس کے لئے آسان ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث پاک میں حضرت زید رضی اللہ عنہ کا واقعہ مذکور ہے کہ آپ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے زید تو نے کس حال میں صبح کی؟ عرض کی میں نے اس حال میں صبح کی کہ میں سچا مومن ہوں۔ فرمایا، ہر شئے کی ایک حقیقت ہوتی ہے تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے؟ عرض کی، میں نے دنیا سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو پہچانا پس اس کا سونا چاندی اور مٹی کنکر میری نظر میں برابر ہو گئے، میں ساری رات بیدار رہا اور سارا دن پیاسا رہا (یعنی روزہ دار رہا) یہاں تک کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب تعالیٰ کا عرش دیکھ رہا ہوں اور میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اور اہل جہنم کو بھی دیکھ رہا ہوں کہ ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے زید! تیرے قلب کو اللہ تعالیٰ نے روشن کر دیا اور تجھے معرفت حاصل ہو گئی اس پر قائم رہ۔“ آپ نے یہ بات تین بار ارشاد فرمائی۔ (کشف المحجوب)

Marfat.com

پس معلوم ہوا کہ قلب و روح کی صفائی کے بعد معرفت الٰہی کا حاصل ہو جانا تصوف کی روح ہے۔ حصول برکت کے لئے اکابر اولیاء کرام کے چند اقوال مزید عرض کرتا ہوں۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمام کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کو پسند کیا ہے۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری کے نزدیک صوفیہ وہ ہیں جن کی روح بشریت کی کدورت سے خالی اور تفکر سے پر ہو، قرب خدا میں لوگوں سے دور رہیں اور ان کی نظروں میں مٹی اور سونا برابر ہو۔

شیخ ابوعلی قزوینی فرماتے ہیں کہ تصوف اچھے خلاق کو کہتے ہیں۔ شیخ ابوالحسن نوری کے نزدیک خواہشات نفس سے آزادی، جوانمردی، رسمی تکلفات سے دستبرداری، سخاوت اور ترک دنیا کا نام تصوف ہے۔ حضرت شبلی فرماتے ہیں، صوفی وہ ہے جو دو جہاں میں ذات رالٰہی کے سوا کچھ نہ دیکھے۔ شیخ عبدالواحد کا قول ہے کہ صوفی وہ ہیں جو اپنی عقل کے مطابق سنت نبوی ﷺ پر قائم رہیں اور اپنے دل کے ساتھ اس کی طرف متوجہ رہیں اور اپنے نفس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے مرشد کامل کا دامن تھامے رہیں۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں، مخلوق کی موافقت سے دل کو پاک رکھنا، تمام بری صفات سے دور رہنا، نفسانی خواہشات سے اجتناب کرنا، روحانی لوگوں سے دوستی رکھنا، علوم حقیقی سے تعلق رکھنا، اعلیٰ کاموں کو اختیار کرنا، امت مسلمہ کی بھلائی چاہنا، اللہ تعالیٰ کی کامل بندگی اور حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کرنا تصوف ہے۔ عارف ربانی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے "مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء" میں امام شعرانی کی کتاب طبقات الکبریٰ کے حوالے سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "تصوف یہ ہے کہ دل صاف کیا جائے اور شریعت میں نبی ﷺ کی پیروی ہو"۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک دل کو ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنا تصوف اور دل و جان سے

Marfat.com

صرف اللہ تعالیٰ کا ہو جانا توحید ہے۔

ان تمام آیات و احادیث اور اقوال صوفیہ (رحمہم اللہ تعالیٰ) کا خلاصہ یہی سامنے آتا ہے کہ شریعت مطہرہ کی پابندی کرتے ہوئے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے ساتھ تجلیات ربانی کا مشاہدہ کرنا تصوف و طریقت و معرفت ہے۔

(۲) سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں تو باطنی علم اور معرفت حاصل ہے اس لئے ہمیں شریعت پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ فرمایئے کہ کیا طریقت شریعت سے جدا کوئی راستہ ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت مجدد برحق امام احمد رضا خاں قادری بریلوی علیہ الرحمۃ القوی اپنی تصنیف مقال عرفاء باعزاز شرع و علماء میں فرماتے ہیں کہ "شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا، عموماً کسی منبع سے دریا بہتا ہو تو اسے زمینوں کو سیراب کرنے میں منبع کی حاجت نہیں ہوتی لیکن شریعت وہ منبع ہے کہ اس سے نکلے ہوئے دریا یعنی طریقت کو ہر آن اس کی حاجت ہے۔ اگر شریعت کے منبع سے طریقت کے دریا کا تعلق ٹوٹ جائے تو صرف یہی نہیں کہ آئندہ کے لئے اس میں پانی نہیں آئے گا بلکہ تعلق ٹوٹتے ہی دریائے طریقت فوراً فنا ہو جائے گا۔"

پھر فرماتے ہیں کہ شریعت و طریقت تو منبع و دریا کی مثال سے بھی اعلیٰ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت مطہرہ ربانی نور کا ایک فانوس ہے کہ دین کی دنیا میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں اور اس کی روشنی بڑھنے کی کوئی حد نہیں۔ اس روشنی کی زیادتی و فزائش چاہنے کا نام طریقت ہے یہ روشنی بڑھ کر صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی بے شمار درجوں تک ترقی کرتی ہے جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا ہے اور نور الٰہی تجلی فرماتا ہے یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبۂ تحقیق میں حقیقت ہے درحقیقت شریعت ہی ہے کہ مختلف مراتب کے لحاظ سے اس کے مختلف نام رکھے جاتے ہیں۔

Marfat.com

جب یہ نور بڑھ کر صبح روشن کی مثل ہو جاتا ہے تو ابلیس لعین خیر خواہ بن کر آتا ہے اور اس سے کہتا ہے، چراغ بجھا دے اب تو صبح خوب روشن ہو گئی ہے، آدمی دھوکے میں نہ آئے اور نور بڑھ کر دن کی مثل ہو جائے تو شیطان پھر کہتا ہے دن اتنا روشن ہے کیا اب بھی چراغ نہیں بجھائے گا۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مدد فرمائے تو بندہ لاحول پڑھتا ہے اور کہتا ہے اے لعین! یہ اس فانوس ہی کا تو نور ہے اسے بجھا دیا تو روشنی کہاں سے آئے گی پس وہ ملعون دفع ہو جاتا ہے اور بندہ نور حقیقی تک پہنچ جاتا ہے جیسا کہ سورہ نور میں فرمایا گیا ہے نور علیٰ نور یعنی ''نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔'' (النور۔۳۵)

اگر آدمی شیطان کے دھوکے میں آ گیا اور سمجھا دن تو ہو گیا اب مجھے چراغ کی کیا حاجت؟ پھر جیسے ہی اس نے چراغ بجھایا گھپ اندھیرا ہو گیا کہ ہاتھ سے ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا جیسا کہ قرآن عظیم میں ارشاد ہوا۔ ''ایک پر ایک اندھیرے ہیں، جب اپنا ہاتھ نکالے تو کچھ نہ سوجھائی دے اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔'' (النور۔۴۰)

یہ ہیں وہ کہ طریقت بلکہ حقیقت تک پہنچ کر اپنے آپ کو مستغنی سمجھے اور ابلیس کے فریب میں آ کر اس ربانی فانوس کو بجھا بیٹھے۔ کاش ان کو اس کی خبر ہوتی تو شاید توبہ کرتے لیکن ستم تو یہ ہے کہ شیطان ملعون نے جہاں فانوس بجھوایا اس کے ساتھ ہی فوراً اپنی سازش بتی جلا کر ان کے ہاتھ میں دے دی یہ اسے نور سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقتاً نار ہے۔ یہ مگن ہیں کہ شریعت والوں کے پاس کیا ہے ایک چراغ ہے ہمارا نور تو آفتاب کو شرما رہا ہے لیکن انہیں خبر نہیں کہ اہل شریعت کے پاس ہی اصل نور ہے اور ان کے پاس صرف دھوکا۔

مزید فرمایا، شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل

Marfat.com

ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کی راہ جس قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "بغیر فقہ کے عبادت کرنے والا ایسا ہے جیسا چکی کھینچنے والا گدھا کہ مشقت جھیلے اور نفع کچھ نہیں۔" (ابونعیم فی الحلیہ) پھر عارف باللہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ طریقت وشریعت کے درمیان تعلق کو ایک اور مثال کے ذریعے یوں واضح کرتے ہیں کہ شریعت ایک عمارت ہے اس کا اعتقاد بنیاد اور عمل چنائی ہے پھر ظاہری اعمال وہ دیوار ہیں کہ اس بنیاد پر ہوا میں چنے گئے اور جب یہ تعمیر اوپر بڑھ کر آسمان تک پہنچی وہ طریقت ہے۔ دیوار جتنی اونچی ہوگی نیو (یعنی بنیاد) کی زیادہ محتاج ہوگی اور نہ صرف بنیاد بلکہ اعلیٰ حصہ نچلے حصہ کا بھی محتاج ہے۔ اگر دیوار نیچے سے خالی کردی جائے اوپر سے بھی گر پڑے گی۔ احمق وہ ہے جس پر شیطان نے نظر بندی کر کے اس کی چنائی آسمانوں تک دکھائی اور دل میں ڈالا کہ اب تو ہم زمین کے دائرے سے اونچے گزر گئے، ہمیں ان سے تعلق کی کیا حاجت ہے پس بنیاد سے دیوار جدا کرلی اور نتیجہ وہ ہوا جو قرآن عظیم نے فرمایا کہ "اس کی عمارت اسے لے کر جہنم میں گر پڑی۔" اسی لئے اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ "جاہل صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔" اور حضور سید عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ "ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

امام اہلسنت نے اپنی اس تصنیف میں چالیس اولیاء کرام کے اسی (۸۰) ارشادات عالیہ بھی بیان فرمائے ہیں جن میں سے چند اقوال پیش خدمت ہیں تاکہ اس مسئلے میں اولیاء کرام کا مسلک واضح ہوجائے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "علم باطن نہ جانے گا مگر وہ جو علم ظاہر جانتا ہے۔" امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی جاہل کو اپنا ولی نہ بنایا۔" یعنی ولی بنانا چاہا تو پہلے اسے علم دے دیا اس کے بعد ولی کیا۔ حضور غوث اعظم قطب الاقطاب سیدنا عبدالقادر جیلانی

Marfat.com

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''اگر حدود شریعت میں سے کسی حد میں خلل آئے تو جان لے کہ تو فتنہ میں مبتلا ہے (طریقت میں نہیں) بے شک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی نفسانی خواہش چھوڑ اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے۔'' (طبقات الاولیاء از امام شعرانی)

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ کچھ لوگ زعم کرتے ہیں کہ احکامِ شریعت تو وصول کا وسیلہ تھے اور ہم واصل ہو گئے یعنی اب ہمیں شریعت کی کیا حاجت؟ فرمایا، وہ سچ کہتے ہیں وہ واصل ضرور ہیں مگر کہاں تک جہنم تک۔ چور اور زانی ایسے برے عقیدے والوں سے بہتر ہیں۔ میں اگر ہزار برس جیوں تو فرائض و واجبات تو بڑی چیز ہیں جو نوافل و مستحبات مقرر کر لیے ہیں بے عذر شرعی ان میں سے کچھ کم نہ کروں۔ (الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر) حضرت ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ ایک شخص سے ملنے گئے جو زہد و ولایت کا مدعی تھا۔ آپ کے سامنے اس نے قبلہ کی طرف تھوکا۔ آپ اس سے ملے بغیر واپس آ گئے اور فرمایا، یہ شخص شریعت کے ایک ادب پر تو امین ہے نہیں، اسرارِ الٰہی پر کیونکر امین ہوگا۔ (رسالہ قشیریہ)

حضرت ابو القاسم نصر آبادی فرماتے ہیں، تصوف کی جڑ یہ ہے کہ کتاب و سنت کو لازم پکڑے رہے۔ (طبقات کبریٰ) شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں، جس حقیقت کو شریعت رد فرمائے وہ حقیقت نہیں بے دینی ہے۔ (عوارف المعارف) امام عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں، ''تصوف کیا ہے بس احکام شریعت پر بندہ کے عمل کا خلاصہ ہے۔'' مزید فرمایا، ''علم تصوف شریعت کے چشمہ سے نکلی ہوئی جھیل ہے۔'' (طبقات کبریٰ) ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ شریعت اور طریقت لازم و ملزوم ہیں۔ آج کل بعض جہلا طریقت کو شریعت سے الگ راہ اس لئے بتاتے ہیں کہ اس

Marfat.com

طرح وہ اپنے عقیدت مندوں کو اپنے غیر اسلامی افعال کے جواز کا اطمینان دلاسکیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہ کشف المحجوب میں تصوف کے باب میں فرماتے ہیں کہ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف رحمہم اللہ کے زمانے میں تصوف کا نام نہیں تھا بلکہ ایک حقیقت تھی جو سب پر طاری تھی آج کل صرف نام باقی ہے اور حقیقت غائب۔ یعنی پہلے معاملہ معروف تھا اور ظاہر داری غائب اور اب معاملہ یعنی تصوف کی حقیقت غائب ہے اور ظاہر داری معروف۔“

مزید فرمایا کہ جب عام لوگ ظاہر پرستوں کو ناچتے گاتے دیکھتے ہیں جو کہ صوفیہ ہونے کے مدعی ہیں تو وہ تمام اولیاء سے بدظن ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ”یہ ہے تصوف اور اس کے اصول؟ پہلے زمانے کے صوفیہ بھی اسی قسم کے ہوں گے“ حالانکہ ان کہنے والوں نے یہ سمجھنے کی کوشش نہ کی کہ وقت فتنہ ہے اور زمانہ آفات کا گھر۔ حرص بادشاہ کو ظلم پر آمادہ کرتا ہے لالچ عالم کو بدکاری میں مبتلا کر دیتا ہے اور ریاکاری زاہد کو منافقت کی طرف لے جاتی ہے اسی طرح ہوائے نفس اور لالچ بعض صوفیہ کو رقص و سرور میں مبتلا کرتے ہیں ظاہر ہے کہ ایسے اہل طریقت برباد ہو جاتے ہیں طریقت برباد نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر کچھ لوگ لغویات و خرافات کو پاک و صاف چیزوں میں شامل کر دیں تو پاک و صاف چیزیں خرافات نہیں بن جاتیں البتہ ایسے لوگ ضرور دنیا و آخرت میں نقصان اٹھاتے ہیں۔“

اب میں اس تمام گفتگو کا خلاصہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں پیش کر دیتا ہوں۔

جسے محدث علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں، ”جس نے علم فقہ حاصل کیا اور تصوف کو نظر انداز کر دیا وہ فاسق ہوا اور جس نے تصوف کو اپنا لیا مگر فقہ کو چھوڑ دیا وہ زندیق ہوا اور جس نے شریعت و تصوف دونوں کو جمع کیا اس نے حق کو پالیا۔“

Marfat.com

تمہید ایمان از مجدد برحق اعلیٰ حضرت محدث بریلوی

"ایمان کے حقیقی وواقعی ہونے کو دو باتیں ضروری ہیں، حضور ﷺ کی تعظیم اور ان کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی، کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو جیسے تمہارے باپ، تمہارے استاد، تمہارے پیر، تمہارے اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ۔ جب وہ رسول معظم ﷺ کی شان میں گستاخی کریں تو تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام ونشان نہ رہے، فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ میں سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت ان کے نام سے نفرت کھاؤ پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے دوستی الفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خطرے میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا آقا ومولیٰ ﷺ ہی کی غلامی کی بنا پر تھا، جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟۔۔۔۔ اگر تم نے اس سے دوستی نبھائی یا اسے ہر برے سے زیادہ برا نہ جانا یا اسے برا کہنے پر برا مانا تو للہ تم ہی انصاف کرلو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔"

Marfat.com

باب دوم:

روح تصوف

(3) سوال: انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے حالانکہ فرشتے معصوم مخلوق ہیں جبکہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے منکر بھی ہوتے ہیں اور باغی و نافرمان بھی۔ اس بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں حق واضح فرمائیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق فرمایا اور انہیں شہوات سے پاک پیدا فرمایا پس فرشتے معصوم ہیں اور ہر لحہ، مشاہدہ تجلیات الٰہی، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور آقائے کائنات علیہ پر درود شریف بھیجنے میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو محض شہوات عطا کیں اور عقل عطا نہ فرمائی چنانچہ وہ بھوک پیاس کے وقت کھاتے پیتے ہیں، نیند آنے پر سوتے ہیں اور شہوت کا تقاضا ہو تو جماع کرتے ہیں وغیرہ۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل وخرد اور شہوات دونوں عطا فرمائیں اور پھر اچھائی اور بُرائی کی ہدایت عطا فرما دی کہ وہ چاہے تو عقل کے ذریعے شہوات پر غلبہ پالے اور فرشتوں سے افضل ہو جائے اور چاہے تو شہوات کے ذریعے عقل کو مغلوب کر کے جانوروں سے بدتر ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے، "پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیزگاری دل میں ڈالی بے شک مراد کو پہنچایا جس نے اسے (یعنی نفس کو) ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے

Marfat.com

اسے معصیت میں چھپایا۔'' (الشمس:۸،۹،۱۰، کنز الایمان)

اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے تخلیق انسانی کے مقصد پر غور کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہے، '' اور میں نے جن و انس اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔'' (الذریٰت:۵۶) اس کی تفسیر میں ابن جریج تابعی فرماتے ہیں، ای لیعرفون (تفسیر ابن کثیر ج ۴) یعنی جن و انس کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول ہے کہ جسے حاصل کیے بغیر اللہ عزوجل کی بندگی کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا اسی مضمون کو سورۃ الاحزاب کی آیت ۷۲ میں یوں بیان فرمایا گیا ہے، '' بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے (معذرت اور) انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے (یہ امانت) اٹھالی۔'' (کنز الایمان)

جمہور مفسرین کے نزدیک اس امانت سے مراد احکام شریعت اور اوامر و نواہی ہیں جبکہ بعض مفسرین کے نزدیک اس امانت سے مراد معرفت ربانی اور عشق الٰہی ہے کہ جسے حاصل کیے بغیر احکام شریعت پر کما حقہ عمل نہیں ہو سکتا۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں، اس آیت میں امانت سے مراد وہ امانت ہے جسے صرف انسان ہی اُٹھا سکتا ہے۔ اگر اس امانت سے مراد شریعت کے احکام ہوں تو انسان کے علاوہ جن اور فرشتے بھی اس کے مکلف ہیں کیونکہ فرشتوں کے بارے میں قرآن کریم بتاتا ہے کہ وہ شب و روز اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور بالکل نہیں تھکتے اس لئے صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ اس امانت سے مراد عقل کا نور ہے جس سے استدلال کے ذریعے معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور اس امانت سے مراد عشق کی آگ بھی ہے جو حجابات جلا کر معرفت ربانی تک پہنچاتی ہے بلاشبہ فرشتے بھی اعلیٰ مخلوق ہیں لیکن وہ ایک خاص مقام سے آگے نہیں بڑھ سکتے یہ صرف انسان ہی کی خصوصیت ہے کہ وہ عشق کے سوز و گداز کے ذریعے لامتناہی درجات

Marfat.com

تک ترقی کرسکتا ہے۔

واقف اسرار حقیقت اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے خوب فرمایا،

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات اس لئے بنایا ہے کہ اس میں معرفتِ ربانی کے حصول اور تجلیات الٰہی کے مشاہدے کی صلاحیت ہے۔" اسی صلاحیت کے ذریعے وہ مقام قرب الٰہی تک جا پہنچتا ہے اور اگر وہ اس صلاحیت کو ضائع کر دے یعنی کھانے پینے جماع کرنے اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کو ہی اپنا نصب العین بنالے اور اللہ عزوجل اور اس کے حبیب ﷺ کے احکامات کا باغی ونافرمان ہو جائے تو ایسے انسان کو اشرف المخلوقات کہنا قرآنی تعلیمات کے منافی ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنالیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمہ لو گے یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔" (الفرقان: ۴۳،۴۴)

دیکھئے اس آیت مقدسہ میں انہیں چوپائے سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے سورۃ الاعراف آیت ۱۷۹ میں ان کے جرائم کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ "وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ، وہی غفلت میں پڑے ہیں۔ (کنزالایمان از اعلیٰ حضرت بریلوی)

امام غزالی نے کیمیائے سعادت میں اس موضوع پر نہایت تفصیلی گفتگو کی ہے اس کا خلاصہ عرض کیے دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ انسانی فطرت چار اجزاء

Marfat.com

مرکب ہے جس میں خنزیر، کتے، شیطان اور فرشتوں کی صفات شامل ہیں جس کی صفات انسان پر غالب آجائیں گی وہ اس کی مثل ہو جائے گا شیطان صفت یا فرشتہ صفت ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ان کی سی عادات وصفات اپنالی جائیں۔ خنزیر حرص وشہوت اور کتا غیظ وغضب کی علامت ہے لہٰذا حرص وشہوت کے خنزیر اور غیظ وغضب کے کتے کو عقل کے تابع رکھو کہ یہ اس کے حکم کے بغیر نہ اٹھ سکیں اور نہ بیٹھ سکیں اگر تم ایسا کرو گے تو تمہیں نیک اخلاق حاصل ہوں گے اور تم فلاح پا سکو گے لیکن جو اس کے برخلاف ان کی غلامی کرے گا تو وہ بری عادات میں مبتلا ہوگا اور اگر اسے اس کی اصل حالت دکھائی جائے تو وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو کسی کتے یا خنزیر یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہو۔

مزید فرمایا، اکثر لوگ اگر انصاف کے ساتھ اپنا محاسبہ کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ رات دن اپنی نفسانی خواہشات کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں اور فی الواقع وہ صرف ظاہری شکل وصورت کے اعتبار سے ہی انسان دکھائی دیتے ہیں حقیقت قیامت کے دن واضح ہو جائے گی جہاں ہر کوئی اپنی باطنی صورت پر اٹھایا جائے گا یعنی جو دنیا میں شہوت وحرص سے مغلوب رہا اور جنسی تسکین ہی کو اس نے اپنا نصب العین بنائے رکھا وہ خنزیر کی شکل میں پیش ہوگا اور جو غیظ وغضب اور غصے سے مغلوب رہا اور لوگوں پر ظلم وستم کرتا رہا وہ وہاں کتے کی صورت میں دکھائی دے گا۔ یہ ان لوگوں کا ذکر تھا جو شیطانی اور حیوانی صفات سے مغلوب ہو جاتے تھے اور یوں باوجود انسان ہونے کے جانوروں سے بدتر قرار پاتے ہیں جبکہ اشرف المخلوقات صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو معرفت ربانی حاصل کر کے ملکوتی صفات کا مظہر بنتے ہیں اور پھر قرب الٰہی کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں۔

عارف کامل سید شاہ ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ سراج العوارف میں فرماتے

Marfat.com

ہیں، ''نفس تین طرح کے ہوتے ہیں نفس مطمئنہ نبیوں اور ولیوں کا ہوتا ہے کہ ان کے ارادے اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں فنا ہو چکے اور حق کے سوا ان کے پاس کوئی راستہ نہیں، نفس لوامہ برائیوں پر آگاہ کرتا ہے اور برائی کرنے سے روکتا ہے اور اگر کوئی برائی سرزد ہو جائے تو جلد ہی ندامت اور توبہ کراتا ہے یہ صالحین اور پرہیزگاروں کا نفس ہے اور نفس امارہ ہمیشہ برائی پر آمادہ رہتا ہے اور گناہ کی طرف راغب کرتا ہے یہ عوام کا نفس ہے۔'' گویا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عموماً نفس کی کیفیت نفس امارہ کی ہوتی ہے جس کا ذکر سورۂ یوسف آیت ۵۳ میں کیا گیا ہے ارشاد ہوا، '' ان النفس لامارة بالسوء الا مارحم ربی''. ''بے شک نفس تو برائی کا بڑا حکم دینے والا ہے مگر جس پر میرا رب رحم کرے۔'' اگر انسان نفس امارہ ہی کے درجے میں رہے تو وہ گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکتا رہے گا لیکن اگر وہ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو جائے اور گناہوں سے توبہ کو اختیار کر لے تو اس کا نفس ترقی پا کر نفس لوامہ ہو جائے گا جس کا ذکر سورۂ قیامہ آیت ۲ میں موجود ہے ارشاد ہوا، ''ولا اقسم بالنفس اللوامة''۔ ''اس نفس کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔'' یہ نفس کا وہ درجہ ہے جس میں انسان کا ایمان سلامت رہتا ہے وہ نیکی پر خوشی اور گناہ سرزد ہونے پر رنج و غم محسوس کرتا ہے اور حق و باطل میں فرق سمجھ کر صراط مستقیم پر گامزن ہونا چاہتا ہے یہی اس کے اشرف المخلوقات ہونے کا ابتدائی درجہ ہے۔

اس مرحلے پر اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے ذریعے اسے ایسی ہدایت دینا چاہتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو خالص توحید کے جذب و کیف سے آراستہ کر کے نفس مطمئنہ بنا لے چنانچہ سورۃ الاعراف آیت ۱۶۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب سارے جہان کا۔'' (کنز الایمان) قرآن حکیم اسے دنیا و آخرت کی فلاح حاصل

Marfat.com

کرنے کے لئے عقیدہ توحید کے ساتھ رسول معظم ﷺ کے حقوق ادا کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے، ارشاد ہوا، ''تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ (الاعراف:۱۵۷)

جب مومن باوجود غفلتوں اور کوتاہیوں کے ہمت نہیں ہارتا اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے لئے کوششیں جاری رکھتا ہے تو اس کا نفس، نفس مطمئنہ قرار پاتا ہے اور وہ معرفت ربانی کے انمول گوہر اور عشق الٰہی کی عظیم نعمت سے نوازا جاتا ہے ان انعامات کے حصول پر اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندے تحدیث نعمت کے طور پر بڑے فخر کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں، صبغۃ اللہ ''ہم نے اللہ تعالیٰ کی (محبت واطاعت کی) رنگائی لی اور اللہ تعالیٰ سے بہتر کس کا رنگ ہوسکتا ہے؟ اور ہم تو اسی کو پوجتے ہیں۔'' (البقرۃ:۱۳۸) سورہ مائدہ آیت ۸۳ میں ان کی کیفیت یہ بھی بیان کی گئی ہے، ''اور جب سنتے ہیں وہ (یعنی قرآن) جو رسول (علیہ السلام) کی طرف اترا تو ان کی آنکھیں دیکھو کہ آنسوؤں سے ابل رہی ہیں اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے۔'' (کنزالایمان)

عارف ربانی امام ابوالقاسم قشیری اپنے رسالے میں فرماتے ہیں، ''جو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلے اس کے دل سے مخلوق کا ڈر اور دنیا کی چیزوں کی طرف رغبت ختم ہو جاتی ہے۔'' نفس مطمئنہ وہ خاص مقام ہے کہ جس پر فائز ہونے والے کو رب تعالیٰ یوں خطاب فرماتا ہے، یایتھا النفس المطمئنتہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ ''اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔'' (الفجر:۲۷تا۳۰)

یہاں یہ بتانا بھی فائدے سے خالی نہ ہوگا کہ ان نفوس قدسیہ کو جو مقام قرب

Marfat.com

عطا کیا جاتا ہے اس کے کئی درجے ہیں سب سے افضل واعلیٰ درجہ تمام مخلوق کے آقا و مولیٰ سید الانبیاء حبیب کبریا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے پھر درجہ بدرجہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور دیگر اولیاء عظام علیہم الرحمہ کو حاصل ہے۔ انہی انعام یافتہ بندوں کے راستے کو قرآن حکیم صراط مستقیم قرار دیتا ہے اور تمام مسلمان نماز میں انہی نفوس قدسیہ کے راستے پر چلنے کی دعا مانگتے ہیں، "ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔ (الفاتحہ)

(4) سوال: تصوف میں نفس یا دل سے کیا مراد ہے؟ تصفیہ قلب یا دلوں کا زنگ دور کرنے کا طریقہ بھی بیان فرما دیجئے؟

جواب: ابھی امام غزالی کا یہ قول آپ کے گوش گزار کیا گیا کہ انسان کو دیگر مخلوقات پر جو شرف اور فضیلت حاصل ہے اس کا سبب معرفت ربانی کے حصول کی صلاحیت ہے اور یہ معرفت ربانی یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچاننا، اس سے محبت کرنا، اس کی تجلیات کا مشاہدہ کرنا، اس کا قرب حاصل کرنا اور اس کی طرف دوڑنا یہ سب دل کے کام ہیں باقی تمام اعضاء دل کے تابع اور خادم ہیں۔ دل یا قلب بظاہر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے مگر صوفیہ کے نزدیک یہ ایک لطیفہ روحانی ہے، یہی روح کی حقیقت ہے اور یہی نفس کی باطنی کیفیت بھی ہے البتہ اسے جسمانی قلب سے ایک تعلق ضرور ہے جسے عالم ماکان وما یکون سید عالم ﷺ نے یوں بیان فرمایا، "بے شک جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر وہ ٹھیک رہے تو تمام جسم ٹھیک رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارے جسم میں فساد برپا ہو جاتا ہے خبردار ہو جاؤ وہ دل ہے۔" (بخاری)

احیاء العلوم میں امام غزالی نے بیان کیا ہے کہ نور مجسم ﷺ سے سوال کیا گیا، خدا کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ اپنے مومن بندوں کے دل میں ہے۔ گویا بعض

Marfat.com

دل اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کے جلوہ گاہ ہوتے تھے۔

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

اب ہم قرآن کی روشنی میں اس امر کا جائزہ لیتے ہیں کہ دل روحانی طور پر کتنی قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) سورۃ ق آیت ۳۷ میں ہے، "بے شک اس (قرآن) میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو یا کان لگائے اور متوجہ ہو۔"

اس مضمون کو نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے نصیحت کرنے والا دل عطا فرما دیتا ہے (احیاء العلوم) اور اسی حقیقت کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یوں بیان فرمایا، "تم تین مواقع پر اپنے قلب کا جائزہ لو، قرآن سنتے وقت، ذکر کی مجلسوں میں اور تنہائی کے اوقات میں۔ اگر ان تینوں مواقع پر تمہارا دل ان چیزوں میں نہ لگے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے درخواست کرو کہ وہ تمہیں ایک دل عطا فرمادے کیونکہ تمہارے پاس دل نہیں ہے۔"

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پر قربان گیا

بقول ڈاکٹر اقبال،

دل مردہ دل نہیں اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

(۲) سورۃ محمد آیت ۲۴ میں ارشاد ہوا، "تو کیا وہ قرآن کو سوچتے نہیں یا بعض

Marfat.com

دلوں پر ان کے قفل لگے ہیں۔" یہ منافقوں کے دلوں کا ذکر ہے جو اپنے دلوں پر ضد اور عناد کے تالے لگا کر ہدایت کا راستہ روکے ہوئے ہیں دراصل نبی کریم ﷺ کی عظمت رسالت وشان نبوت سے جلن کا مرض ان منافقوں کو لاحق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ ان کے دلوں کی بیماری کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

(۳) سورۃ البقرہ آیت (۱۰) میں ارشاد ہوا، "ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری اور بڑھائی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، بدلہ ان کے جھوٹ کا۔" (کنزالایمان)

(۴) سورۂ حج آیت ۴۶ میں فرمایا گیا، "تو کیا زمین میں نہ چلے کہ ان کے دل ہوں جن سے سمجھیں یا کان ہوں جن سے سنیں تو یہ کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔" یہ کافروں کے دل کا ذکر ہے۔

(۵) سورہ بقرہ آیت ۷۴ میں ارشاد ہوا، "پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے تو وہ پتھروں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت۔" یہ بھی کافروں کے بارے میں ہے جو بے شمار دلائل و براہین اور کثیر معجزات دیکھ کر بھی ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں۔

(۶) اب ایمان والوں کے دل کے بارے میں ارشاد قرآنی سنئے، سورہ الانفال آیت ۲ میں ہے، "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کریں۔" یہ متقین اور صالحین کے دلوں کا بیان ہے۔

(۷) سورۃ الرعد آیت ۲۸ میں ارشاد ہوا، "وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی دلوں کا چین ہے۔" یہ بھی پرہیزگاروں کے دلوں کے بارے میں ہے۔

Marfat.com

(۸) سورۃ الشعراء آیت ۸۸۔۸۹ میں ارشاد ہوا، ''جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر۔'' یہ نفس مطمئنہ والے مقربین کے دلوں کا ذکر ہے جن میں انبیاء کرام، صحابہ کرام اور اولیائے کاملین شامل ہیں۔ انہی نفوس قدسیہ کے بارے میں سورہ ق آیت ۳۳ میں فرمایا گیا۔

(۹) جو رحمٰن سے بے دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع کرتا ہوا دل لایا ان سے فرمایا جائے گا جنت میں جاؤ سلامتی کے ساتھ۔'' یہ قلبِ منیب بھی محبوبانِ خدا ہی کی شان ہے۔ ان کے اوصاف سورہ مجادلہ آیت ۲۲ میں یوں بیان فرمائے گئے کہ ''تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبہ والے ہوں، یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔'' (کنز الایمان)

سب سے افضل واعلیٰ، طیب وطاہر اور کامل واکمل دل جانِ کائنات ﷺ کا قلب اطہر ہے۔ شب معراج میں جب نور مجسم ﷺ کا سینہ اقدس شق کیا گیا تو سیدنا جبریل علیہ السلام نے قلب اطہر آب زم زم سے دھوتے ہوئے فرمایا، ''اس دل میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔'' (فتح الباری شرح بخاری) یہ حدیث مبارکہ بھی حیات النبی ﷺ پر ایک بہترین دلیل ہے۔

اب آخر میں زنگ آلود دل کا ذکر کرتے ہیں جس کے بارے میں سورہ مطففین آیت ۱۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(۱۰) ''ان کے دلوں پر زنگ چڑھا دیا ہے ان کی کمائیوں نے۔'' (کنز الایمان)

اس کی مزید وضاحت اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا، ''مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر وہ توبہ کرے

Marfat.com

اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر وہ مزید گناہ کرے تو سیاہی بڑھتی جاتی ہے، یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتی ہے یہی وہ زنگ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ ''ان کے اعمال نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا ہے۔''
(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث پاک میں دلوں کی مذکورہ تمام اقسام کا خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے، آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ''دل کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) صاف کیا ہوا دل جس میں نورِ ایمان کی روشنی ہے یہ مومن کا دل ہے۔

(۲) سیاہ اور اندھا دل وہ کافر کا دل ہے۔

(۳) وہ دل جس پر غلاف ہے اور اس کا منہ بندھا ہوا ہے وہ منافق کا دل ہے۔

(۴) وہ دل جس میں ایمان اور نفاق دونوں ہوں۔

ایمان کی تاثیر اس میں ایسی ہوگی جیسے صاف پانی سبزہ کی نشوونما کرتا ہے اور نفاق کا اثر اس میں ایسے ہوگا جیسے پیپ سے زخم مزید خراب ہو جاتا ہے پس جو چیز ان دونوں میں سے بڑھ جائے گی دل پر اسی کا حکم لگایا جائے گا۔'' (احمد، طبرانی)

اسی موضوع پر تیسری حدیث بھی سن لیجیے، سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا، دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جیسے پانی سے لوہے کو زنگ لگتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، ان کی صفائی کیسے ہوگی؟ فرمایا، موت کو یاد کرنے سے اور قرآن حکیم تلاوت کرنے سے۔'' (بیہقی، مشکوٰۃ) ایک اور روایت میں ذکرِ الٰہی کی کثرت کو دلوں کے زنگ کا علاج بتایا گیا ہے۔

نفس کی پاکی یا قلب کی صفائی سے متعلق قرآن حکیم کے بیان کردہ تین اصول ذہن میں رکھیے اول یہ کہ قلب و نفس کی پاکیزگی کا حقیقی خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے، سورہ نور آیت ۲۱ میں ارشاد ہوا، ''اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے۔'' دوم

Marfat.com

یہ کہ تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کی نعمت حضور ﷺ ہی کے در دولت سے تقسیم ہوتی ہے، سورہ بقرہ کی آیت ۱۵۱ میں ارشاد ہے، ''نبی (ﷺ) تمہیں پاک کرتے ہیں۔'' سوم یہ کہ انسان کو تزکیہ قلب کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ''بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا۔'' (الشمس: ۹) خلاصہ یہ ہے کہ تزکیہ و تصفیہ قلب اپنی طلب و کوشش سے ملتا ہے، یہ دولت رحمت عالم ﷺ کے روحانی فیض ہی سے نصیب ہوتی ہے خواہ یہ مرشد کامل کی نظر عنایت اور توجہ سے حاصل ہو نیز یہ نعمت محض رب تعالیٰ کی عطا ہے وہ جسے چاہے بغیر محنت و مشقت کے بھی یہ نعمت عطا فرماتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بندہ قلب کی پاکی کے لئے جلدی کرے کہ موت کا کچھ پتا نہیں کب آجائے۔ سورہ حدید آیت ۱۶ میں فرمایا گیا، ''کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔'' اس آیت کے شان نزول میں شیخ التفسیر مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں، ''ایک بار حضور علیہ السلام نے بعض صحابہ کو ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا، تم ہنستے ہو حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس امان نہ آئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی، صحابہ کرام نے عرض کی اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا، اتنا ہی رونا (خزائن العرفان) معلوم ہوا کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے جبکہ موت کی یاد، خوف خدا اور عشق رسول اللہ ﷺ میں رونا دل کو بیدار کرتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں سورہ ق آیت ۳۷ کے تحت فرماتے ہیں، ''دل ہر قسم کی میل اور آلودگی سے پاک و صاف ہو اور تجلیات ربانی کے حصول کی استعداد رکھتا ہو اور غیر اللہ سے خالی ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو ہو (یہی

Marfat.com

اصل دل ہے) اس کی تصدیق اس حدیث قدسی سے ہوتی ہے کہ میں نہ زمین میں سما سکتا ہوں اور نہ آسمان میں لیکن مومن کے دل میں سما سکتا ہوں۔ صوفیہ کے نزدیک یہ مقام فنا کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔" احیاء العلوم میں امام غزالی نے یہ حدیث پاک بیان کی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا، "اگر بنی آدم کے دلوں پر شیاطین کا گزر بسر نہ ہوتا تو آسمان کے فرشتے اور اسرار الٰہی انہیں دکھائی دیتے۔" المنبہات میں علامہ ابن حجر عسقلانی نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد تحریر فرمایا ہے کہ جب زبان بگڑ جاتی ہے تو لوگ پریشان ہوتے ہیں اور جب دل بگڑ جاتا ہے تو فرشتے آنسو بہاتے ہیں۔

صوفیہ کرام دل کی مثال ایک آئینہ سے دیتے ہیں جس میں تجلیات ربانی کے مشاہدے اور انوار الٰہی کے منعکس ہونے کی صلاحیت موجود ہے اس صلاحیت کا استعمال جبھی ممکن ہے کہ دل کے آئینے کو صاف و شفاف رکھا جائے، گناہوں کے زنگ اور برائیوں کے گرد و غبار سے اس کی حفاظت کی جائے۔ یہ بات روز مرہ کے مشاہدے میں ہے کہ آئینہ صاف کرنے کے کچھ دیر بعد آپ اسے دیکھئے تو اس پر گرد و غبار کے ذرات نظر آئیں گے اگر اس کی صفائی پر توجہ نہ دی جائے تو چند دنوں میں اس پر گرد کی تہہ جم جائے گی اور آخر کار اس میں صورت دیکھنا بھی ممکن نہ رہے گا۔ یہی حال انسانی دل کا ہے، اگر مجاہدات اور ذکر و فکر کے ذریعے اس کی صفائی نہ کی جائے تو یہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ہر چیز کو چمکانے کے لئے کوئی چیز ہوتی ہے اور دلوں کو چمکانے والی چیز اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ (مشکوٰۃ)

اگر دل کو پانچوں وقت نماز کے ذریعے صاف و شفاف رکھا جائے اور تلاوت قرآن و ذکر الٰہی سے چمکایا جائے اور پھر مسلسل مجاہدہ و محاسبہ کے ذریعے اس کی حفاظت

Marfat.com

بھی کی جائے تو دل کا نور بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ شریعت کی اتباع اور سنت کی پیروی طبیعت کا جز و اور عادت بن جاتی ہے اور پھر اس آئینہ دل میں قلب مصطفی ﷺ سے انوار و تجلیات الٰہی کا انعکاس ہوتا ہے اور اس قلب کی نورانیت سے دوسرے قلوب بھی فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس مقام پر پہنچ کر بندے کو جنت کی آرزو یا دوزخ سے بچنے کی فکر نہیں رہتی اور اس کے لئے تعریف و مذمت اور سونا و خاک یکساں ہو جاتے ہیں پھر بندہ صرف رضائے الٰہی اور لقائے حبیب کا طالب ہو جاتا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر ازیں تمنائے

"فراق و وصل کو کیا ڈھونڈتا ہے محبوب کی رضا تلاش کر کیونکہ محبوب سے محبوب کے سوا کی تمنا بڑے افسوس کی بات ہے۔"

ایمان افروز باتیں

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک شب اپنے مکان کی چھت پر خوف خدا سے گریہ وزاری کر رہے تھے اور آپ کے آنسو پرنالے سے نیچے گر رہے تھے کہ ایک شخص پر کچھ قطرے ٹپک گئے اس نے آواز دے کر پوچھا، یہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ آپ نے جواب دیا۔ اپنے کپڑے کو پاک کر لینا کیونکہ یہ ایک گنہگار کے آنسو ہیں۔

ایک بار آپ کسی میت کے ساتھ قبرستان تشریف لے گئے وہاں بہت روئے اور فرمایا، اے لوگو! جب آخری منزل آخرت ہے تو پھر ایسی دنیا کے خواہش

Marfat.com

مند کیوں ہو جس کا انجام قبر ہے اور ایسے عالم سے کیوں نہیں ڈرتے جس کی پہلی منزل ہی قبر ہے۔

ایک بار لوگوں نے آپ سے پوچھا، اس قدر زہد وتقویٰ کے باوجود آپ اتنا زیادہ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا، ''میں اس لئے روتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری کسی خطا پر اللہ تعالیٰ گرفت کر کے یہ فرما دے اے حسن! میری بارگاہ میں تیری کوئی وقعت نہیں تیری اس خطا کے باعث تمام عبادت کو رد کر دیا گیا ہے۔''

(تذکرۃ الاولیاء)

Marfat.com

باب سوم:

اولیاء اللہ اور ان کی پہچان

(5) سوال: اولیاء اللہ کون ہوتے ہے؟ یہ بھی ارشاد فرمایئے کہ ان کے کتنے درجات ہیں؟

جواب: اولیاء اللہ کا تعارف قرآن پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ''سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں، انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔'' (سورہ یونس: آیت ۶۲ تا ۶۴، کنزالایمان)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے بعض بندے وہ ہیں جو نہ تو نبی ہیں نہ شہید، ان پر انبیاء اور شہداء قیامت کے دن ان کے قرب الٰہی کی وجہ سے رشک کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! ہمیں خبر دیجئے وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے قرآن کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں بغیر آپس کی قرابت داری کے، بغیر آپس کے مالی لین دین کے تو اللہ تعالیٰ کی قسم ان کے چہرے نور ہوں گے اور وہ نور پر ہوں گے جب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو یہ غمگین نہ ہوں گے اور

Marfat.com

یہ آیت تلاوت فرمائی، خبردار رہو بے شک اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اولیاء اللہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیدار سے خدا یاد آئے۔ (تفسیر صاوی، تفسیر مظہری)

اولیاء "ولی" کی جمع ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں ولی کے معنی قریب، محبّ، صدیق اور مددگار بیان کیے ہیں، کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ نے ولی کا ایک اور مفہوم بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں، "یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مرتبہ ولایت اس طرح عطا فرمائے کہ اسے کائنات میں تصرف و اختیار سے نوازے اور اس کی تمام دعائیں قبول کی جائیں۔" نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، بہت سے گردآلود بالوں والے اور لوگوں کے دروازے سے دور رہنے والے ایسے ہیں کہ اگر کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری فرمائے گا۔ (مسلم) دوسری روایت میں ہے، "بہت سے گردآلود بالوں اور پرانے کپڑوں والے لوگ جن کی کوئی پرواہ نہیں کرتا ایسے ہیں کہ اگر وہ کسی بات پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم ضرور پوری فرماتا ہے۔" (ترمذی، بیہقی)

مولانا روم علیہ رحمۃ القیوم مثنوی میں فرماتے ہیں:

علم حق در علم صوفی گم شود ؛ ایں سخن کے باور مردم شود

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ؛ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

"حق تعالیٰ کا علم عارف صوفی کے علم میں پوشیدہ ہوتا ہے اگرچہ عام لوگوں کو یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے، ولی کی گفتگو دراصل اللہ تعالیٰ کی گفتگو ہوتی ہے اگرچہ بظاہر بندۂ خدا کی حلق سے نکلتی ہے۔"

Marfat.com

صوفیہ کی اصطلاح میں ولی وہ ہے جس کا دل شب و روز ذکر الٰہی اور تسبیح و تہلیل میں محو اور مصروف ہو، اس کے دل میں محبت الٰہی کے سوا کسی غیر کے لئے جگہ نہ ہو اور وہ جس سے بھی محبت یا نفرت کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرے۔ (تفسیر مظہری) فتوحات مکیہ میں ہے، "ولی وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و رحمت سے چاروں دشمنوں یعنی خواہشات، نفس، شیطان اور دنیا سے جہاد کرنے کی طاقت و قدرت عطا فرمادی ہو۔" شیخ الاسلام مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ فرماتے ہیں، "ولایت ایک قرب خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے ولایت وہبی شے ہے نہ یہ کہ اعمال شاقہ سے آدمی خود ہی حاصل کر لے البتہ غالباً اعمال حسنہ اس عطیہ الٰہی کے لئے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداً مل جاتی ہے۔" (بہار شریعت حصہ اول)

یعنی اللہ تعالیٰ کے بعض محبوب بندے پیدائشی ولی ہوتے ہیں جیسے حضرت مریم علیہا السلام اور سرکار غوث اعظم جیلانی قدس سرہ وغیرہ جبکہ بعض بندوں کو تقویٰ و ریاضت اور مجاہدوں کے بعد ولایت کا منصب عطا کیا جاتا ہے اور بعض بندوں کو کسی ولی کامل کی نگاہ کرم سے مرتبہ ولایت عطا کر دیا جاتا ہے جیسے سورہ یٰسین میں حبیب نجار کا واقعہ بیان ہوا ہے یا وہ صحابہ کرام جنہیں سرکار دو عالم ﷺ کی ایک نظر کرم نے ولی بنا دیا یا حضور غوث اعظم کے پاس چور کا آنا اور ایک لمحہ میں مقام ولایت پر فائز کیا جانا کتب معتبرہ میں مذکور ہے۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ نے نبوت کی نشانیوں کو آج تک باقی رکھا ہے اور اپنے اولیاء کو اس کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے تا کہ توحید الٰہی اور نبوت مصطفیٰ ﷺ کے براہین ہمیشہ ظاہر رہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو کائنات کا والی بنایا ہے اب وہ دنیا میں ذکر الٰہی اور اس کی دلیل بن

Marfat.com

گئے ہیں، انہوں نے نفس کی پیروی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کر لی ہے۔اب آسمان سے بارش ان ہی کے صدقے میں نازل ہوتی ہے زمین کا سبزہ انہی نفوس قدسیہ کی برکتوں سے اگتا ہے اور مسلمانوں کو کافروں پر غلبہ انہی کے توجہ و فیضان سے عطا ہوتا ہے۔"

اولیاء اللہ کی دو قسمیں ہیں تشریعی اولیاء اور تکوینی اولیاء۔تشریعی اولیاء وہ متقی صالح مسلمان ہیں جنہیں قرب الٰہی حاصل ہو، ہر چالیس (۴۰) متقی مسلمانوں میں سے ایک تشریعی ولی ہوتا ہے۔تکوینی اولیاء وہ مقرب بندے ہیں جنہیں دنیا میں تصرف کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے۔ان کے بہت سے درجات ہیں مثلاً غوث، قطب، ابدال، اوتاد، ابرار، نقیب وغیرہ۔

صدر الشریعہ امجد علی فرماتے ہیں،" اولیاء کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ و سفید کے مختار بنا دیے جاتے ہیں یہ حضرات نبی ﷺ کے سچے نائب ہیں ان کو اختیارات و تصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں، علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ پر مطلع کیا جاتا ہے مگر یہ سب حضور اقدس ﷺ کے واسطہ و عطا سے، رسول ﷺ کے وسیلے کے بغیر کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہو سکتا۔ (بہار شریعت)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ غوث اکبر حضور سید عالم ﷺ ہیں پھر امت میں سب سے پہلے درجہ غوثیت پر امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ غوث ہوئے۔

Marfat.com

پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک سب حضرات مستقل غوث ہوئے پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے ان کے نائب ہوئے۔ ان کے بعد سیدنا غوث اعظم مستقل غوث ہوئے آپ غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی۔ آپ کے بعد سے امام مہدی تک سب نائب غوث اعظم ہوں گے پھر امام مہدی کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی۔ (ملفوظات حصہ اول)

صدر الشریعہ فرماتے ہیں، ''تمام اولیائے اولین و آخرین میں سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروق اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ عنہم اجمعین! ہاں مرتبہ تکمیل پر حضور اقدس ﷺ نے جانب کمالات نبوت حضرات شیخین کو قائم فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو، تو بعد کے تمام اولیاء نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انہی کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے۔'' (بہار شریعت)

داتا صاحب فرماتے ہیں، ''اولیاء کرام میں سے چار ہزار اولیاء لوگوں سے مخفی رہتے ہیں یہ ایک دوسرے کو بھی نہیں پہچانتے بلکہ اپنے حالِ ولایت سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔ یہ تمام احوال میں اپنے آپ سے اور مخلوق سے مخفی رہتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی کے خصوصی مقربین ۳۰۰ ہیں انہیں اخیار کہا جاتا ہے، ۴۰ ابدال ہیں، ۷ ابرار اور ۴ اوتاد کہلاتے ہیں۔ ۳ نقیب اور ایک کو غوث یا قطب کہا جاتا ہے۔ ان میں سے تمام ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں اور یہ تمام امور میں اپنے سے اعلیٰ کی اجازت کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس بارے میں روایات گواہ ہیں اور اہلسنت کا اس کے صحیح ہونے پہ اتفاق ہے۔'' (کشف المحجوب)

بعض اکابر اولیاء کرام نے اپنی کتب میں ان مقربین بارگاہ الٰہی کی مختلف تعداد اور مختلف نام بھی بیان کیے ہیں۔ البتہ ابدال کے بارے میں مسند احمد کے حوالے

Marfat.com

سے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا، ابدال ملک شام میں ہوں گے، وہ ۴۰ مرد ہیں جب ان میں ایک وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو مقرر فرما دیتا ہے ان کی برکت سے بارشیں برستی ہیں ان کے ذریعے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب دفع ہوتا ہے۔"

یہ امر ملحوظ رہے کہ تمام صحابہ کرام اولیاء اللہ ہیں۔ اولیاء کرام معصوم نہیں ہوتے البتہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انہیں گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ کوئی ولی احکام شریعت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا نیز ہر متقی کا ولی ہونا بھی ضروری نہیں۔ کوئی ولی خواہ کتنا ہی تقویٰ اور تقرب حاصل کر لے کسی نبی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کوئی (غیر صحابی) ولی کتنا ہی اعلیٰ مقام کیوں نہ حاصل کر لے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

(6) سوال: کرامت اور معجزہ میں کیا فرق ہے؟ کیا ولی ہونے کے لئے کرامت ظاہر کرنا ضروری ہے؟

جواب: نبی سے جو خلاف عادت و ناممکن بات اعلان نبوت سے قبل ظاہر ہو اسے "ارہاص" کہتے ہیں اور اعلان نبوت کے بعد ظاہر ہو تو اسے "معجزہ" کہتے ہیں۔ ایسی تعجب خیز بات اگر ولی سے ظاہر ہو تو "کرامت" اور اگر عام مومن سے ظاہر ہو تو "معونت" کہلاتی ہے۔ اگر کافر سے کبھی کوئی ایسی بات ظاہر ہو جائے تو اس کو "استدراج" کہا جاتا ہے۔ اولیاء کی کرامت حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ (بہار شریعت)

ہر نبی کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری ہے جبکہ ولی کے لئے کرامت کا ہونا

Marfat.com

ضروری نہیں۔ کیونکہ ولی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی ولایت کا اعلان کرے یا اس کا ثبوت دے بلکہ علماء فرماتے ہیں کہ کئی اولیاء ایسے بھی ہوتے ہیں جنہیں اپنی ولایت کا علم نہیں ہوتا۔ داتا صاحب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ "صاحب معجزہ کو اپنے معجزے کا یقینی علم ہوتا ہے جبکہ ولی کو اپنی کرامت کا یقینی علم نہیں ہوتا۔ صاحب معجزہ شریعت میں تصرف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق معجزے کی ترتیب میں نفی اثبات کرتا ہے جبکہ صاحب کرامت کو اس مسئلے میں سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی راستہ نہیں۔ پس کسی طرح بھی ولی کی کرامت نبی کی شریعت کے منافی نہیں ہو سکتی۔"

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت نے مقال عرفاء میں سیدنا سری سقطی کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ تصوف تین وصفوں کا نام ہے ایک یہ کہ اس کا نور معرفت اس کے نور ورع کو نہ بجھائے، دوسرے یہ کہ باطن سے کسی ایسے علم میں بات نہ کرے کہ ظاہر قرآن یا ظاہر حدیث کے خلاف ہو، تیسرے یہ کہ کرامتیں اسے ان چیزوں کی پردہ دری پر نہ لائیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائیں۔ (رسالہ قشیریہ) مولانا جامی! شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر خوارق عادات (کرامات) ظاہر ہوں اور وہ احکام شریعت کا پورا پابند نہ ہو وہ شخص زندیق ہے اور وہ خوارق جو اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوں مکر و استدراج ہیں۔" (مقال عرفا ص ۴۲ بحوالہ نفحات الانس)

بہار شریعت میں ہے، "مردے زندہ کرنا، پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو شفا دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا، غرض تمام خوارق عادات (ناممکن باتیں) اولیاء سے ممکن ہیں سوائے اس معجزہ کے جس کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی جیسے قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا یا دنیا میں بیداری میں اللہ عزوجل کے دیدار یا کلام حقیقی سے مشرف ہونا۔" حضرت

Marfat.com

سلیمان علیہ السلام کے صحابی آصف بن برخیا کی کرامت سورہ نمل میں مذکور ہے کہ آپ نے سینکڑوں میل کی مسافت سے پلک جھپکنے سے قبل تخت بلقیس کو دربار سلیمانی میں حاضر کر دیا۔ سورہ آل عمران میں حضرت مریم علیہا السلام کی کرامت بیان کی گئی ہے کہ بوقت ضرورت ان کے پاس غیب سے کھانا پانی موجود ہوتا۔ اس کے علاوہ بکثرت کرامات کتب تفاسیر و احادیث میں منقول ہیں بلکہ مشکوٰۃ شریف میں کرامات کا پورا باب موجود ہے جس میں 12 احادیث ہیں۔

ہر ولی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ ولایت کے لئے کرامت کا ہونا ضروری نہیں۔ سینکڑوں صحابہ کرام ایسے ہیں جن سے کوئی کرامت مروی نہیں، بے شمار اولیاء اللہ بھی ایسے ہیں جن سے کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی۔ بلکہ کئی اولیاء کرام ایسے بھی تھے جو کرامات ظاہر کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ داتا صاحب فرماتے ہیں کہ "میرے مرشد فرماتے تھے کہ اگر ولی اپنی ولایت ظاہر کرے تو یہ اس کی ولایت کے لئے نقصان دہ نہیں لیکن اگر وہ تکلف کے ساتھ اس کا اظہار کرے تو یہ تکبر ہے۔" حضرت نظام الدین اولیاء فرماتے ہیں "سلوک کے سو درجے ہیں ان میں سترہواں درجہ کرامت ہے اگر سالک اسی درجہ میں رہ جائے تو وہ باقی کے ۸۳ درجوں تک کیسے پہنچے گا؟" (فوائد الفواد)

اولیاء کرام کی یہ کرامات حق ہیں لیکن صرف یہ سمجھنا کہ جو کرامات دکھائے گا وہی ولی ہوگا یہ بالکل غلط نظریہ ہے۔ موجودہ دور میں اہل اللہ سے لوگوں کو دور کرنے میں ان ظاہر بین جہلا کا بھی بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے ایسے غلط نظریات کا چرچا کر کے یہ تصور پھیلایا کہ ولی وہ شخص ہوگا جو دن رات کرامات دکھاتا ہو، جو کوئی اس کے پاس جائے وہ اس کے دل کی باتیں بتانا شروع کر دے اور یہی نہیں بلکہ وہ اس کے مستقبل کے حالات اور غیبی خبریں بھی بتاتا ہو، ہوا میں مصلیٰ بچھا کے نمازیں پڑھتا ہو وغیرہ۔

Marfat.com

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں فرماتے ہیں کہ "کشف کے سر پر جوتا یعنی اہل تصوف کے نزدیک استقامت معتبر ہے نہ کہ کرامت۔" اسی لئے صوفیہ فرماتے ہیں الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی (دین پر) استقامت کا درجہ کرامت سے بلند ہے۔

یہ مسئلہ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے بہت عمدہ انداز میں سمجھایا ہے، آپ فرماتے ہیں، "شیخ سعد الدین حمویہ ایک مرد بزرگ تھے، شہر کا حاکم ان کا عقیدت مند نہیں تھا ایک دن حاکم شہر آپ کی خانقاہ پہنچا، آپ نے خوشی ظاہر کرتے ہوئے کچھ سیب منگوائے۔ ان میں ایک سیب خاصا موٹا تھا حاکم کے ذہن میں خیال آیا کہ اگر شیخ کامل ولی ہیں تو یہ موٹا سیب مجھے دے دیں۔ جیسے ہی حاکم کے دل میں خیال آیا شیخ نے وہ سیب اٹھالیا اور حاکم سے کہا، ایک دفعہ میں سفر میں تھا دوران سفر شہر میں ایک مجمع دیکھا، ایک بازی گر کرتب دکھا رہا تھا اس نے ایک گدھے کی آنکھوں پر کپڑا باندھ رکھا تھا، پھر اس نے ایک انگوٹھی تماشائیوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں رکھ دی اور لوگوں سے کہنے لگا جس ہاتھ میں انگوٹھی ہے اسے گدھا ڈھونڈ لے گا۔ پھر وہ گدھا لوگوں کے پاس چکر لگانے لگا۔ وہ سب کو سونگھتا ہوا اس آدمی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا، بازی گر نے آکر اس آدمی کے ہاتھ سے انگوٹھی لے لی۔ اس حکایت کو بیان کر کے شیخ نے والی شہر سے فرمایا، اگر کوئی شخص اپنے کشف اور کرامت کا ذکر کرتا ہے تو وہ اپنے آپ کو بازی گر کے اس گدھے کے درجے پر رکھتا ہے اور اگر وہ اس بارے میں کچھ نہیں کہتا تو تمہارے دل میں یہ خیال گزرتا ہے کہ اس میں باطنی فراست نہیں۔ یہ شیخ نے یہ فرما کر سیب حاکم شہر کے سامنے رکھ دیا۔" (فوائد الفواد)

عارف کامل حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں قدس سرہ، سراج العوارف فی الوصایا و المعارف میں فرماتے ہیں، "ولی پر اپنا حال چھپانا ایسا ہی فرض

Marfat.com

ہے جیسا کہ نبی پر اپنی نبوت کو ظاہر کرنا۔ ولی کی ولایت اگر مجبوراً ظاہر ہو جائے تو کوئی حرج نہیں البتہ قصداً اسے اپنی ولایت ظاہر نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت بہاء الدین نقشبند قدس سرہ سے لوگوں نے کرامت کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا اس سے بڑھ کر کرامت کیا ہوگی کہ اتنے گناہوں کے باوجود زمین پر چل رہا ہوں۔ اللہ اکبر!

شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے فرمایا یہ کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ بطخ اور ممولا (جو چڑیا کی ایک قسم ہے) بھی پانی پر چلتے ہیں۔ لوگوں نے کہا فلاں ہوا میں اڑتا ہے، فرمایا، چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔ لوگوں نے کہا فلاں پل بھر میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے فرمایا، شیطان ایک لحہ میں مشرق سے مغرب چلا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں، مرد تو وہ ہوتا ہے جو مخلوق میں رہ کر اس سے محبت اور تعلق رکھے، شادی کرے، دنیاوی امور میں الجھ جائے لیکن پھر بھی اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو۔"

(7) سوال: یہ بات واضح ہوگئی کہ ولی کے لئے کرامت ضروری نہیں تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ولی کی پہچان کیسے کی جائے؟

جواب: قرآن حکیم میں اولیاء اللہ کی تعریف یوں بیان ہوئی ہے، "وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں۔" (یونس۔ ۶۳) سورہ مریم آیت ۹۶ میں ارشاد ہوا، بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے عنقریب رحمان ان کے لئے محبت کر دے گا۔" یعنی انہیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دے گا۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اے جبریل میں اپنے

Marfat.com

فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ تو جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر وہ آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اے اہل آسمان! اللہ تعالیٰ اپنے فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پھر سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر زمین میں اس نیک بندے کی مقبولیت کا چرچا ہو جاتا ہے اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں جسے تفسیر مظہری میں بیان کیا گیا ہے، رسول معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، کیا میں تمہیں ان لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو سب سے بہتر ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے، فرمایا، یہ وہ لوگ ہیں جب ان کا دیدار ہو خدا یاد آ جائے کیونکہ ان کا دل ایسا آئینہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا عکس پڑ رہا ہے اور جب کوئی شے ایسے آئینہ کے سامنے رکھی جائے جس پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہوں تو وہ بھی روشن اور چمکدار ہو جاتی ہے۔

ان احادیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ ولی وہ ہے جسے مسلمان ولی اور مقرب جانیں اور دوسری علامت یہ ہے کہ ان کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ یاد آئے۔ یہ بات بھی عرض کر دوں کہ ولی کے بارے میں یہ سوچنا صحیح نہیں کہ کوئی ان کا مخالف ہی نہیں ہوگا سب عقیدت مند ہی ہوں گے۔ جیسا کہ بعض لوگ یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اولیاء و صوفیہ کرام تو کسی کو برا نہیں کہتے محض شیطانی دھوکا ہے کیونکہ قرآن مجید میں جا بجا نیکی کا حکم دینے اور بدی سے روکنے کا حکم دیا گیا ہے اولیاء کرام سے زیادہ کون اس فریضے کی اہمیت سے آگاہ ہوگا۔

تاریخ گواہ ہے کہ اہل اللہ نے ہر دور میں کلمہ حق بلند کیا ہے اور یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جب بھی برائی اور شر کی مذمت کی جائے گی برائی اور

Marfat.com

شر کو پسند کرنے والے اہل حق کے راستہ میں مشکلات اور رکاوٹیں ڈالنے کی بھرپور کوشش کریں گے اس لئے قرآن کریم نے یہ بات واضح فرمادی ہے، ''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت، اور یہی لوگ راہ پر ہیں۔'' (البقرۃ ۱۵۵ تا ۱۵۷، کنزالایمان)

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ملفوظات شریف میں بیان فرمایا ہے کہ ایک صاحب ولایت نے کسی دور دراز مقام سے محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز کی بارگاہ میں حاضری کا ارادہ کیا راہ میں جس سے حضرت محبوب الٰہی کا حال دریافت فرماتے لوگ تعریف ہی کرتے، انہوں نے اپنے دل میں کہا میری محنت ضائع ہوئی کیونکہ اگر یہ حق گو ہوتے تو کچھ لوگ ضرور ان کی برائی کرتے جب دہلی کے قریب پہنچے اور لوگوں سے پوچھا تو مذمتیں سنیں، کوئی کہتا کہ وہ دلی کا مکار ہے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ۔ انہوں نے کہا، الحمدللہ میری محنت وصول ہوئی۔

آپ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ہی کی مثال لیجئے۔ انگریز دور میں جب شان مصطفی علیہ السلام میں گستاخیوں کا فتنہ شروع ہوا تو آپ نے بدمذہبوں کے خلاف اعلان جہاد کر دیا۔ بارگاہ رسالت کے گستاخوں نے آپ کی مخالفت شروع کر دی، اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں، ''برملا فحش گالیاں دیتے ہیں بعض خبثا تو مغلظات سے بھرے ہوئے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں پھر ایک نہیں اللہ اعلم کتنے خطوط آتے ہیں مجھے اس کی پرواہ نہیں اس سے زیادہ میری ذات پر حملہ کریں میں تو شکر کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے مجھے دین کی ڈھال بنایا، کہ جتنی دیر وہ مجھے کوستے گالیاں

Marfat.com

دیتے، برا بھلا کہتے ہیں اتنی دیر اللہ و رسول جل جلالہٗ و ﷺ کی توہین و تنقیص سے باز رہتے ہیں ادھر سے کبھی اس کے جواب کا وہم بھی نہیں ہوتا اور نہ کچھ برا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری عزت ان کی عزت پر نثار ہی ہونے کے لئے ہے، قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا، ''البتہ تم مشرکوں اور اگلے کتابیوں سے بہت برا سنو گے۔'' بڑے بڑے ائمہ و مجتہدین و صحابہ و تابعین تو مخالفین کے سب و شتم سے بچے نہیں یہ در کنار جب اللہ واحد قہار اور اس کے پیارے حبیب و محبوب احمد مختار ﷺ کی شان گھٹانی چاہی، انہیں عیب لگائے تو اور کوئی کس گنتی میں۔'' (ملفوظات حصہ دوم)

اولیاء کرام کے حوالے سے کچھ باتیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں ان میں سے یہ نکتہ خاص توجہ کے لائق ہے کہ مومن اور متقی ہی ولی ہو سکتا ہے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ ہوا پر چار زانو بیٹھتا ہے تو اس سے دھوکہ نہ کھانا جب تک کہ یہ نہ دیکھ لو کہ فرض، واجب، مکروہ، حرام اور محافظت حدود و آداب شریعت میں کیسا ہے۔ (رسالہ قشیریہ)

اسی طرح عارف باللہ سیدنا ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امام طریقت سیدنا ابو علی رود باری بغدادی سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا فرمایا، ہاں پہنچا تو ضرور ہے مگر جہنم تک۔ (رسالہ قشیریہ)

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے مقال عرفاء میں عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ کا یہ قول نقل کیا ہے، آپ فرماتے ہیں، ''اے عاقل اے طالب حق! دیکھ یہ مشائخ طریقت و ارباب حقیقت سب کے سب شریعت مطہرہ کی تعظیم کر رہے اور

Marfat.com

کیوں نہ کریں کہ وہ واصل نہ ہوئے مگر اسی تعظیم اقدس اسی سیدھی راہ پر چلنے کے سبب اور ان سے یا ان کے سوا اور اولیاء کاملین کے سرداروں میں سے کسی سے بھی منقول نہیں کہ اس نے شریعت مطہرہ کے کسی حکم کی تحقیر کی ہو یا اس کے قبول کرنے سے باز رہا ہو بلکہ وہ سب اس کے حضور گردن رکھے ہوئے ہیں اور اپنے باطنی علوم کی بنیاد سنت محمدی ﷺ پر ہی رکھتے ہیں تو ہر گز تجھے دھوکہ میں نہ ڈالیں ان جاہلوں کی حد سے گزری ہوئی باتیں جو سالک بنتے ہیں حالانکہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں اور صراط مستقیم چھوڑ کر جہنم کی راہ چلتے ہیں۔"

Marfat.com

باب چہارم:

طلب مرشد وضرورت بیعت

(8) سوال: طلب مرشد کیوں ضروری ہے؟ اس سلسلے میں قرآن وسنت کی تعلیمات ارشاد فرمائیے نیز عقلی دلائل بھی بیان کیجئے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے، " بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا اور نماز پڑھتا رہا، البتہ تم لوگ دنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت اس سے بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔" (الاعلیٰ، ۱۴ تا ۱۷) ان آیات سے معلوم ہوا کہ فلاح وکامیابی کے حصول کے لئے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن بے حد ضروری ہے۔ جس طرح استاد کی شاگردی اختیار کئے بغیر کوئی فن آسانی سے کامل طور پر نہیں سیکھا جا سکتا اسی طرح مرشد کامل کی بیعت کے بغیر باطنی پاکیزگی اور تزکیہ نفس بہت مشکل ہے۔ مولانا روم علیہ رحمۃ القیوم فرماتے ہیں،

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر

" پیر کا دامن تھام لے کہ یہ سفر بغیر پیر کے آفتوں اور خوف وخطر سے پر ہے۔"

پس رہے را کہ ندیدی تو ہیچ

Marfat.com

ہین مرو تنہا زرہبر سر مپیچ

''یہ (طریقت کا) راستہ وہ ہے جو تو نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، خبر دار اس راستہ پر تنہا نہ جا اور رہبر و مرشد سے ہرگز منہ نہ موڑ۔''

ہر کہ او بیمرشدے درراہ شد

وز غولان گمرہ و درچاہ شد

''جو شخص بھی بغیر مرشد کے اس راستہ پر چلتا ہے وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔''

گر نباشد سایہء پیر اے فضول

بس ترا سر گشتہ دارد بانگ غول

''اے نا سمجھ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو شیطانی وسوسے تجھے بہت پریشان کریں گے۔'' (مثنوی شریف)

طریقت کا اہم مقام مرتبہ احسان کا حصول ہے اور اس سے بھی اعلیٰ قرب الٰہی کی وہ منزل ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے اور جس کے بارے میں حدیث پاک میں ارشاد ہے، من کان اللہ کان اللہ لہ، جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا۔'' اور شیخ سعدی فرماتے ہیں۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ

کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

''اے مسلمان! تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی نہ کر، تا کہ کوئی شے تیرے حکم سے روگردانی نہ کرے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ظاہر و باطن کی پاکیزگی عطا فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان طریقت و معرفت کے اعلیٰ درجے کو حاصل کیے ہوئے تھے لیکن جب وہ

Marfat.com

اپنے مرشد کامل رحمت عالم ﷺ کی محفل سے دور ہوتے تو اپنے قلب کی کیفیت کو متغیر پاتے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت حنظلہ ابن ربیع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، مجھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اور میرا حال پوچھا میں نے عرض کی حنظلہ تو منافق ہو گیا فرمایا، سبحان اللہ کیا کہہ رہے ہو میں نے عرض کی ہم آقا و مولیٰ ﷺ کے پاس ہوتے ہیں تو حضور ہمیں جنت و دوزخ کا ذکر سناتے ہیں اور ہم جنت و دوزخ کو اپنی نگاہوں کے سامنے محسوس کرتے ہیں لیکن جب ہم حضور ﷺ کے پاس سے گھر آتے ہیں تو بیوی، بچوں اور مال و اسباب میں مصروف ہو کر ہمارے دل کا حال پہلے جیسا نہیں رہتا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ معاملہ تو سب کے ساتھ پیش آتا ہے۔ پھر ہم حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا۔ آقا ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جو تمہارے دل کا حال میرے پاس ہوتا ہے اگر وہ ہمیشہ رہے تو فرشتے تمہارے بستروں پر تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کیا کریں لیکن اے حنظلہ کبھی کبھی۔ (یعنی کبھی مشاہدہ حق پر ساری توجہ رہے اور کبھی جائز دنیاوی امور بھی انجام دیے جائیں)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ مرشد کامل کی صحبت قلب کو پاکیزگی اور معرفت ربانی عطا کرتی ہے۔ اگر ہم موجودہ ماحول اور معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں تزکیہ نفس و مرتبہ احسان کا حصول بہت مشکل نظر آتا ہے یہاں تو قدم قدم پر شیاطین جن و انس اور نفس امارہ کے مکر و فریب کے خطرات موجود ہیں۔ اس پر فتن دور میں تو بیعت مرشد کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کسی ایسی ہستی کا دامن پکڑا جائے جو اس راہ سے واقف ہو اور علوم شریعت و طریقت کا جامع ہو اور طالبان حق کی راہنمائی کا فریضہ احسن طور پر سرانجام دے سکے۔ عارف باللہ سیدنا

Marfat.com

ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں۔" مرید پر واجب ہے کہ وہ کسی شیخ سے آداب طریقت سیکھے کیونکہ اگر اس کا کوئی استاد نہ ہو تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا۔" (رسالہ قشیریہ)

مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔ "اے غافل! تو نیند کا متوالا ہے پھر بھی اللہ تعالیٰ کے راستے پر سو، ہو سکتا ہے کہ کوئی سالک تجھے مل جائے اور تجھے غفلت کی نیند سے بیدار کر دے۔ پھر فرمایا، اگر چہ تو شیر ہے مگر جب تو بغیر راہنما کے راستہ طے کرے گا تو لومڑی کی طرح گمراہ و ذلیل ہو جائے گا، خبردار شیخ کامل کے پروں کے بغیر پرواز نہ کرنا، پھر تجھے شیخ کے لشکروں کی مدد نظر آئے گی۔"

آیئے اب قرآن مجید سے اس مسئلے میں راہنمائی حاصل کریں، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔" (مائدہ: ۳۵) اس آیت مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ خطاب اہل ایمان سے ہے، وسیلہ عمل صالح بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ تقویٰ میں اعمال صالحہ بھی شامل ہیں پس وسیلہ سے مراد مرشد کامل کی بیعت ہے۔ یہی بات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے القول الجمیل میں بیان فرمائی۔ لسان العرب میں ہے، "وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے۔" یہ وسیلہ علماء حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔ (تفسیر جواہر التنزیل)

مولانا روم نے بھی وسیلہ سے بیعت مرشد مراد لی ہے بلکہ آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ،

مولوی ہرگز نشد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نشد

میرے پیر و مرشد مفتیء اعظم ہند علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے،

وصل مولا چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو، ہرگز خدا ملتا نہیں

Marfat.com

دوسری آیت میں ارشاد ہوا، ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔'' (توبہ: ۱۱۹) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا گیا، ''ان کے راستے پر چل جو میری طرف متوجہ ہوئے۔'' (لقمان: ۱۵) مزید ارشاد ہوا، ''اہل ذکر سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔'' (الانبیاء: ۷) مزید ایک جگہ ارشاد ہوا، ''اور جسے وہ گمراہ کرے اس کے لئے تم نہ کوئی ولی پاؤ گے نہ مرشد۔'' (الکہف: ۱۷) ان آیات سے بھی علماء کرام نے طلب مرشد اور مرشد سے وابستگی پر استدلال کیا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں، (ترجمہ) ''تیرے بدن میں یہ بے معنی جان، نیام میں لکڑی کی تلوار کی طرح ہے جب تک وہ غلاف میں ہو قیمتی ہے جب باہر نکلے جلانے کی چیز ہے۔ میدان جنگ (یعنی میدان حشر) میں لکڑی کی تلوار نہ لے جا پہلے دیکھ لے تاکہ کام خراب نہ ہو (اس دنیا میں ہی تزکیہ نفس کر، تاکہ قیامت میں پچھتانا نہ پڑے)، اصل تلوار (یعنی پاک روح) تو اولیاء کے اسلحہ خانہ میں ہے، اگر اپنی روح کو قیمتی بنانا ہے تو اولیاء کی صحبت اختیار کرو۔ تھوڑی دیر اولیاء کی صحبت میں رہنا سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے اے انسان! اگر تو سنگ خارہ اور سنگ مرمر ہے تو بھی اہل دل کی صحبت اور نظر کرم سے موتی بن جائے گا، کسی حقیقی دولت والے کا ہاتھ تھام لے تاکہ اس کی بزرگی سے تو بھی بلندی پالے۔ نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی جبکہ بد بخت کی صحبت تجھے بد بخت بنائے گی۔'' (مثنوی جلد اول)

ولیء کامل قاری مصلح الدین صدیقی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے، ''انجن یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے پیچھے فرسٹ کلاس کا ڈبہ ہے یا تھرڈ کلاس کا وہ تو اپنی طاقت کے مطابق سب کو کھینچ لیتا ہے بشرطیکہ اسے کڑی مضبوطی ملی ہو۔ اسی طرح مسلمان گویا ریل کے ڈبے ہیں اور اولیاء اللہ ان کی مضبوط کڑیاں، اور سید عالم ﷺ سب کے آقا

Marfat.com

ورہبر، پس اگر ہم نے اولیاء اللہ کا دامن مضبوط تھاما تو انشاء اللہ ضرور منزل مقصود پر پہنچے گے۔"

دنیا دارالعمل اور آخرت دارالجزاء ہے انسان اس دنیا میں ایمان اور نیکیوں کی دولت جمع کرتا ہے اور جب اس کے راہ آخرت کے سفر پر روانہ ہونے کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان کے ڈاکے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر انسان یہ قیمتی دولت اولیاء کاملین کی حفاظت میں سونپ دے تو انشاء اللہ ایمان محفوظ رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی فرماتے ہیں کہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نزع کا جب وقت آیا تو شیطان آیا کیونکہ اس وقت شیطان بھرپور کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح اس کا ایمان سلب ہو جائے۔ اس نے پوچھا اے رازی! تم نے ساری عمر مناظروں میں گزاری بتاؤ تمہارے پاس خدا کے وجود پر کیا دلیل ہے؟ آپ نے ایک دلیل دی وہ خبیث معلم الملکوت رہ چکا ہے اس نے وہ دلیل علم کے زور سے توڑ دی۔ آپ نے دوسری دلیل دی اس نے وہ بھی توڑ دی، یہاں تک کہ آپ نے ۳۶۰ دلیلیں قائم کیں اور اس نے وہ سب توڑ دیں۔ اب آپ سخت پریشان و مایوس۔ شیطان نے کہا، اب بول خدا کو کیسے مانتا ہے؟ آپ کے پیر حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے میلوں دور کسی مقام پر وضو فرمارہے تھے اور چشم باطن سے مناظرہ بھی دیکھ رہے تھے آپ نے وہاں سے آواز دی، رازی! کہہ کیوں نہیں دیتا کہ میں خدا کو بغیر دلیل کے ایک مانتا ہوں۔ امام رزای نے یہ کہا اور حالت ایمان میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ (ملفوظات چہارم)

سچ ہے کہ،

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اعلیٰ حضرت نے اس بارے میں بہت پیاری بات ارشاد فرمائی، آپ ان

Marfat.com

کتوں کی مثال دیتے ہیں جب کے گلے میں کسی مالک کا ڈالا ہوا پٹا موجود ہوتا ہے۔
آپ نے بھی دیکھا ہو گا جب آوارہ کتے ختم کرنے کی بلدیہ کی طرف سے مہم چلائی جاتی ہے تو انہیں یہ حکم بھی دیا جاتا ہے کہ خبردار ہرگز کسی پٹے والے کتے کو نہ مارنا ورنہ اس کا مالک ہم پر مقدمہ کر دے گا۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

دل پہ کندہ ہو تیرا نام کہ وہ دزدِ رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا
تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

پیر طریقت حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ انسان کا نفس کتا ہے اس کے گلے میں شیخ کا پٹا ڈالو تا کہ مارا نہ جائے، شیخ کامل کی بیعت نفس کا پٹا ہے اور شجرہ اس کی زنجیر۔ اگر یہ پٹا قائم رہے تو انشاء اللہ نفس بہک نہ سکے گا۔ مرشد کامل کی بیعت پر ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ بندہ از خود نماز پڑھتا رہے یا کسی شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اقرار کرے کہ میں پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کروں گا، نفسیاتی طور پر اس اقرار کا اثر انسان کے ذہن پر زیادہ ہوتا ہے، اس طرح احساس ذمہ داری بڑھ جاتا ہے۔ مزید یہ کہ انسان کو یہ احساس بھی رہتا ہے کہ مجھ سے پیر و مرشد نماز کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں یا یہ کہ میرے پیر بھائی تو نمازی ہیں اگر میں نماز نہ پڑھوں گا تو شرمندگی ہو گی۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی بیعت مرشد کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں، "فلاح کی دو قسمیں ہیں، فلاح ظاہری اور فلاح باطنی۔ فلاح ظاہری یہ

Marfat.com

ہے کہ دل اور بدن دونوں پر جو احکام الٰہی ہیں سب بجا لائے، نہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کرے نہ کسی صغیرہ پر مصر رہے۔ نفس کی بری عادات اگر ختم نہ ہو سکیں تو معطل ضرور رہیں، مثلاً دل میں بخل ہے تو نفس پر جبر کر کے سخاوت کرے، حسد پاتا ہو تو بھی کسی کا برا نہ چاہے کہ یہ جہاد اکبر ہے اور اس کے بعد مواخذہ نہیں بلکہ اجر عظیم ہے یہی فلاح تقویٰ ہے کہ آدمی اس سے سچا متقی ہو جاتا ہے۔

فلاح باطنی یہ ہے کہ دل و جسم سے تمام بری صفات دور کی جائیں اور پھر اچھی صفات اختیار کر کے شرک خفی (یعنی ریا) کو مکمل ختم کیا جائے یہاں تک کہ لا مقصود الا اللہ، پھر لا مشھود الا اللہ پھر لا موجود الا اللہ کی تجلیاں جلوہ گر ہوں۔ یعنی پہلے دل غیر کے خیال سے خالی ہو پھر غیر نظر سے معدوم ہو اور پھر حق کی حقیقت جلوہ فرمائے کہ وجود اسی کے لئے ہے باقی سب سائے اور عکس۔ یہ فلاح احسان ہے۔ فلاح تقویٰ میں تو عذاب سے دوری اور جنت کا آرام تھا اور فلاح احسان اس سے عظیم ہے کہ عذاب کا کیا ذکر، کسی قسم کا اندیشہ و غم بھی پاس نہیں آتا، یہ مقام ولایت ہے۔ ان دونوں قسموں کی فلاح کے لئے پیر و مرشد سے تعلق بے حد ضروری ہے۔" (فتاویٰ افریقہ ملخصاً)

(9) سوال: بیعت کسے کہتے ہیں اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ بھی فرمائیں کہ پیر و مرشد میں کن صفات کا پایا جانا ضروری ہے؟

جواب: بیعت کے معنی ہیں خود کو بیچ دینا یا بک جانا، بیعت کی اصل یہ ہے نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر ۱۴۰۰ صحابہ کرام سے درخت کے نیچے بیعت لی جسے بیعت الرضوان کہا جاتا ہے اور اس کا ذکر قرآن پاک کی سورہ فتح میں ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سے بیعت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا دست قدرت ان کے ہاتھوں پر ہے۔" حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اسی لئے آپ سے بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔ معلوم ہوا کہ خلیفہ سے بیعت اصل سے بیعت ہوتی ہے لہٰذا ہم بالواسطہ طور پر جان کائنات علیہ السلام ہی سے بیعت کی نسبت قائم کرتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں،

"پیر کامل کے سوا کسی کو ہاتھ نہ پکڑاؤ، کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کی دستگیری حاصل ہے۔ اے مرید! وہ اپنے وقت کے نبی کا مظہر ہے کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے۔ تو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا اور ان بیعت کرنے والے صحابہ کا ساتھی بن گیا۔" (مثنوی جلد ۵)

علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ روح البیان میں فرماتے ہیں، فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کرام سے اکتساب فیض کا ثبوت ملتا ہے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام صحابہ کرام سے بیعت لیا کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی اطاعت و فرمانبرداری پر، کبھی ارکان اسلام پر قائم رہنے پر جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ملفوظات شریف جلد ۲ میں حضور کے حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے تین بار بیعت لینے کا ذکر فرمایا ہے۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ بیعت لینا نبی کریم علیہ السلام کی سنت اور بیعت ہونا صحابہ کرام کی سنت سے ثابت ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں، "اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کام حضور علیہ السلام سے عبادت کے طریق پر ثابت ہو اوہ سنت ہے لہٰذا بیعت کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔" (القول الجمیل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام عورتوں سے صرف کلام کے ذریعے بیعت لیتے تھے اور آپ کا دست مبارک کبھی کسی اجنبی عورت کے ہاتھ

Marfat.com

نے مس نہ ہوا۔ (بخاری)

امام اہلسنت نے فتاویٰ افریقہ میں اس موضوع پر بہت عمدہ اور مدلل گفتگو فرمائی ہے اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہوں آپ فرماتے ہیں، ''مرشد کی دو قسمیں ہیں

عام: جو کہ کلام اللہ، کلام الرسول، کلام ائمہ شریعت و طریقت اور کلام علماء حق ہے۔ یعنی عوام کا راہنما علماء حق کا کلام، ان کا راہنما ائمہ کا کلام، ان کا راہنما رسول ﷺ کا کلام اور حضور کا مرشد اللہ تعالیٰ کا کلام۔ فلاح ظاہری اور فلاح باطنی دونوں کے لئے اس مرشد عام کا ہونا ضروری ہے جو اس سے جدا ہے بلاشبہ کافر ہے یا گمراہ اور اس کی عبادت برباد و تباہ۔

خاص: یہ کہ بندہ کسی سنی صحیح العقیدہ، عالم شریعت و طریقت جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں،

(الف) شیخ اتصال: وہ ہے جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مرید کا سلسلہ نبی کریم ﷺ تک متصل ہو جائے اس کے لئے چار شرائط ہیں۔

(۱) شیخ کا سلسلہ حضور اقدس ﷺ تک صحیح متصل ہو کیونکہ منقطع ذریعہ سے اتصال ممکن نہیں۔

(الف) بعض لوگ بغیر بیعت، محض وراثت کے زعم میں اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

(ب) یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اجازت مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

(ج) یا سلسلہ ہی وہ ہے کہ قطع کر دیا گیا اور اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہ ہوس اس میں اجازت و خلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

Marfat.com

(د) یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو جامع شرائط نہ ہونے کی وجہ سے قابل بیعت نہ تھا، اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے اتصال ہرگز حاصل نہ ہوگا، بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی بات نادانی وحماقت ہے۔

(۲) شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہب و گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت سے بد دینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے جو کہ سرے سے اولیاء کرام کے منکر و دشمن ہیں، گمراہ کرنے کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار، خبردار، احتیاط، احتیاط، بقول مولانا روم،

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہ ہر دستے نباید داد دست

''بہت سے آدمی ابلیس کے روپ میں ہیں، لہٰذا بغیر تحقیق کے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہ دینا۔''

(۳) عالم دین ہو، علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی ہے اور عقائد اہلسنت سے مکمل واقف ہونا لازمی ہے کفر و اسلام کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ وہ آج بد مذہب نہیں تو کل ہو جائے گا۔ سینکڑوں کلمات وحرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل جہالت کے باعث اس میں پڑ جاتے ہیں۔ اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ ان سے کفریہ قول یا فعل صادر ہوا اور بغیر جانے توبہ ممکن نہیں، تو مبتلا کے مبتلا ہی رہے۔ اور اگر کوئی خبر دے تو سلیم الطبع جاہل ہو تو ڈر بھی جائے اور توبہ بھی کرلے مگر جو پیری کے سجادے پر ہادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں۔ ان کی عظمت جو خود ان کے قلوب میں ہے انہیں کب قبول کرنے دے۔ قرآن میں ارشاد ہوا، ''اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی، ایسے کو دوزخ کافی ہے۔ (البقرہ: ۲۰۶)

Marfat.com

اور اگر ایسے بھی حق پرست ہوئے اور مانا تو کتنا؟ صرف اتنا کہ خود توبہ کر لیں گے کفریہ قول وفعل سے جو بیعت فسخ ہو گئی، چاہئے تو یہ کہ اب کسی کے ہاتھ پر بیعت کریں اور شجرہ اس نئے شیخ کے نام سے دیں، اگرچہ وہ شیخ اول کا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو، مگر یہ ان کا نفس کیونکر گوارا کرے، وہ نہ اس پر راضی ہوں گے کہ آج سے سلسلہ بند کریں، مرید کرنا چھوڑ دیں پس لازماً وہی سلسلہ جو ٹوٹ چکا جاری رکھیں گے لہٰذا عقائد کا عالم ہونا لازمی ہے۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ اس شرط کا اگرچہ حصول اتصال سے تعلق نہیں کیونکہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں مگر پیر کی تعظیم لازمی ہے اور فاسق کی توہین واجب اور دونوں باتوں کا پایا جانا باطل اس لئے پیر کا فسق سے بچنا لازم ہے۔

(ب) شیخ اتصال:

جو مذکورہ بالا شرائط کا بھی جامع ہو اور مفاسد نفس اور شیطانی فریب کاریوں سے آگاہ ہو، دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو اور اپنے متوسل پر کمل شفقت رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے، جو مشکلات راہ میں پیش آئیں انہیں حل فرمائے۔ نہ محض سالک ہو اور نہ نرا مجذوب، عوارف المعارف میں ہے کہ "یہ دونوں ہی پیری کے قابل نہیں۔" کیونکہ ایک ابھی خود راہ میں ہے اور دوسرا تربیت کے طریقے سے غافل۔ بلکہ وہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور پہلا بہتر ہے۔

بیعت کی بھی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بیعت برکت: یعنی صرف تبرک کے لئے بیعت ہو جانا۔ آج کل عام بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہت سے لوگوں کی بیعت دنیاوی اغراض فاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں۔ اس بیعت کے لئے شیخ اتصال جو چاروں

Marfat.com

شرائط کا جامع ہو، کافی ہے۔ یہ بیعت بھی بے کار نہیں بہت مفید ہے اور دنیا و آخرت میں اس کے کئی فائدے ہیں محبوبان خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور ان سے سلسلہ متصل ہو جانا بھی بڑی سعادت ہے۔

اول: ان خاص خاص غلاموں اور سالکان راہ طریقت سے اس امر میں مشابہت ہو جاتی ہے اور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ ''من تشبہ بقوم فھو منھم ۔'' جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔'' (ابوداؤد)

دوم: ان ارباب طریقت کے ساتھ ایک سلسلہ میں منسلک ہو جانا بھی نعمت ہے۔ حدیث پاک میں ہے، ان کا رب عزوجل فرماتا ہے، ھم القوم لا یشقی بھم جلیسھم ۔ ''وہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔'' (بخاری مسلم)

سوم: محبوبان خدا رحمت والے ہیں وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ بہجۃ الاسرار شریف میں ہے، سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص آپ کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہو اور نہ خرقہ پہنا ہو، کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا؟ فرمایا، جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ کی توفیق دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے۔''

(۲) بیعت ارادت: یہ ہے کہ اپنا ارادہ و اختیار ختم کر کے خود کو شیخ کامل، واصل بحق کے سپرد کر دے، اسے اپنا حاکم، مالک اور متصرف جانے، اس کے چلانے پر راہ سلوک چلے، کوئی قدم بغیر اس کی مرضی کے نہ رکھے، اس کے لیے مرشد کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اس کے کچھ کام اگر صحیح معلوم نہ ہوں تو بھی انہیں افعال خضر

Marfat.com

علیہ السلام کی مثل سمجھے اور اپنی عقل کا قصور جانے اس کی کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے اپنی ہر مشکل اس پر پیش کرے۔ غرض یہ کہ اس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے، یہی سالکین کی بیعت ہے اور یہی مشائخ مرشدین کا مقصود ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے اور یہی بیعت حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری اور ہر خوشی و ناگواری میں آپ کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون و چرا نہ کریں گے۔''

(10) سوال: بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو باتیں پیران کرام بتاتے ہیں وہ ہم پہلے ہی جانتے ہیں اور بغیر بیعت ہوئے بھی ہم نمازیں پڑھتے ہیں لہٰذا ہمیں بیعت ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ خیال شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟

جواب: اس خیال کو شیطان کا وسوسہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ تقریباً ایسا ہی سوال اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ کی خدمت میں پیش کیا گیا جس کا مفصل جواب اعلیٰ حضرت کی تصنیف نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ میں دیکھا جا سکتا ہے۔ اسی کے چند نکات عرض کرتا ہوں۔ امام اہلسنت فرماتے ہیں، قرآن وحدیث میں شریعت، طریقت، حقیقت سب کچھ ہے اور ان میں سب سے زیادہ ظاہر و آسان شریعت کے مسائل ہیں اور ان آسان مسائل کا یہ حال ہے کہ اگر ائمہ مجتہدین ان کی تشریح نہ فرماتے تو علماء کچھ نہ سمجھتے اور علماء کرام ائمہ مجتہدین کے اقوال کی تشریح نہ کرتے تو عوام ائمہ کے ارشادات سمجھنے سے بھی عاجز رہتے اور اب بھی اگر اہل علم عوام کے سامنے مطالب کتب کی تفصیل اور صورت خاصہ پر حکم کی تطبیق

Marfat.com

نہ کریں تو عام لوگ ہرگز ہرگز کتابوں سے احکام نکال لینے پر قادر نہیں۔ ہزاروں غلطیاں کریں گے اور پچھ کا کچھ سمجھیں گے۔ اس لئے یہ اصول مقرر ہے کہ عوام علماء حق کا دامن تھامیں اور وہ علماء ماہرین کی تصانیف کا، اور وہ مشائخ فتویٰ کا اور وہ ائمہ ہدیٰ کا اور وہ قرآن وحدیث کا، جس نے اس سلسلے کو کہیں سے توڑ دیا وہ ہدایت سے اندھا ہو گیا اور جس نے ہادی کا دامن چھوڑا وہ عنقریب کسی گہرے کنوئیں میں گرا چاہتا ہے۔

عارف باللہ امام عبدالوھاب شعرانی فرماتے ہیں، "اگر بالفرض اہل زمانہ اپنے اوپر والوں کی بجائے اس سے بھی اوپر والوں کی طرف تجاوز کر جائیں (اور درمیانی واسطہ چھوڑ دیں) تو ان کا سلسلہ نبی کریم ﷺ سے منقطع ہو جائے گا۔" یعنی اگر حضور ﷺ قرآن کی تفصیل وتشریح اپنی شریعت سے نہ فرماتے اور ائمہ مجتہدین سنت نبوی کی تفصیل نہ بیان فرماتے اور اسی طرح ہر دور کے علماء اپنے اکابر علماء سے علم حاصل کرنے کے بعد اس کی تشریح نہ فرماتے تو شریعت ہم تک کیسے پہنچ پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ دین کی کتابوں کی شرحیں لکھی گئیں اور پھر ان شرحوں پر بھی حاشیے لکھے جاتے ہیں۔ غیر مقلدین اسی سلسلے کو توڑ کر گمراہ ہوئے۔

جب احکام شریعت میں یہ حال ہے تو پھر واضح ہے کہ مرشد کامل کے بغیر اسرار معرفت قرآن وحدیث سے خود نکال لینا کس قدر محال ہے یہ راہ سخت باریک اور مرشد کی روشنی کے بغیر سخت تاریک ہے۔ بڑے بڑوں کو شیطان لعین نے اس راہ میں ایسا مارا کہ تحت الثریٰ تک پہنچا دیا، تیری کیا حقیقت ہے کہ بے رہبر کامل اس میں چلے اور سلامت نکل جانے کا دعویٰ کرے۔ ائمہ کرام فرماتے ہیں آدمی کتنا ہی بڑا عالم عامل زاہد کامل ہو اس پر واجب ہے کہ ولی عارف کو اپنا مرشد بنائے، بغیر اس کے ہرگز چارہ نہیں۔ امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ فرماتے ہیں،

"پس معلوم ہوا اس تمام گفتگو سے جو ہم نے ثابت کی ہے کہ شیخ پکڑنے کا

Marfat.com

وجوب ہر عالم کے لئے ہے جو عین شریعۃ الکبریٰ کے مشاہدے تک پہنچنے کا طلبگار ہو، اگر چہ اس کے تمام ہم عصر اس کے علم و عمل اور زہد و تقویٰ پر متفق ہو کر اس کو قطبیت کبریٰ کا لقب دیں کیونکہ صوفیہ کے راستے کی کچھ شرطیں ہیں جن کو سوائے ان محققین کے کوئی نہیں پہچان سکتا نہ کہ وہ لوگ جو صرف اپنے دعاوی اور اوہام کے ساتھ ان میں داخل ہوتے ہیں اور بسا اوقات جس کو انہوں نے قطب کا لقب دیا ہوتا ہے وہ اس لائق نہیں ہوتا کہ کسی حقیقی قطب کا مرید ہو۔''

یہ اس کے لئے ہے جو اس راہ پر چلنا چاہے اور ہمت پست کوتاہ دست لوگ اگر راہ سلوک نہ چاہیں تو بھی انہیں توسل کے لئے شیخ کی حاجت ہے اگر چہ اللہ عزوجل اپنے بندوں کو کافی ہے وہ فرماتا ہے، ''کیا خدا اپنے بندوں کو کافی نہیں۔'' مگر قرآن عظیم نے حکم دیا، ''اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔'' اللہ کی طرف وسیلہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور رسول معظم ﷺ کی طرف وسیلہ مشائخ کرام سلسلہ بہ سلسلہ، جس طرح اللہ عزوجل تک بے وسیلہ رسائی قطعی ناممکن ہے اسی طرح حضور ﷺ تک رسائی بے وسیلہ دشوار عادی ہے۔ احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اکرم ﷺ صاحب شفاعت ہیں، اللہ عزوجل کے حضور وہ شفیع ہوں گے اور ان کے حضور علماء و اولیاء اپنے اپنے مریدوں کی شفاعت کریں گے۔ مشائخ کرام دنیا و دین و نزع و قبر و حشر سب حالتوں میں اپنے مریدوں کی امداد فرماتے ہیں، میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ارشاد ہے، ''ائمہ، فقہاء اور صوفیہ سب کے سب اپنے متبعین اور مریدین کا نزع کی حالت میں روح کا نکلنا اور منکر و نکیر کے سوالات، حشر و نشر اور حساب اور میزان پر اعمال تولے جانا اور پل صراط پر سے گزرنا ملاحظہ فرماتے ہیں اور ان تمام مقامات میں سے کسی ٹھہرنے کی جگہ سے غافل نہیں ہوتے۔''

اس محتاج بے دست و پا سے بڑھ کر احمق اپنی عافیت کا دشمن کون جو اپنی

Marfat.com

سختیوں کے وقت اپنے مددگار نہ بنائے۔ حدیث میں ہے کہ نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے بکثرت نیک بندوں سے رشتہ وعلاقہ محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مرد مومن کو شفاعت دی جائے گی کہ اپنے جاننے والوں کی سفارش کرے۔ اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ اور بالفرض اور کچھ بھی نہ ہوتا تو نبی مکرم ﷺ تک سلسلہ بیعت متصل ہونے کی کیا کم برکتیں تھیں کہ جس کے لئے علماء کرام آج تک حدیث کی سندیں لیتے ہیں۔

پس اولیاء کرام کی اسناد اور سلاسل کا کیا کہنا خصوصاً سلسلہ عالیہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم قطب عالم، صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہ الکریم وابایہ الکرام وعلیہ وسلم جو ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔ اور فرماتے ہیں، اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑ لوں گا۔ اسی لئے حضور غوث اعظم کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والا پیر) کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں، اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا ستر (پردہ) کھلے میں ڈھانک دوں گا۔ اور فرماتے ہیں، مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک اس میں میرے قیامت تک کے مریدوں کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا گیا وھبتھم لک یہ سب ہم نے تمہیں دے ڈالے۔ اس ارشاد مبارکہ کو آپ سے معتمد ائمہ نے روایت کیا ہے۔"

امید ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ کے اس جواب سے شیخ کامل سے وابستگی اور بیعت کی اہمیت واضح ہوگئی ہوگی۔

(11) سوال: حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ کا قول عوارف المعارف میں ہے کہ "جس کا کوئی پیر نہ ہو اس امام شیطان ہے۔" سبع سنابل شریف میں ہے،

Marfat.com

چو پیرت نیست پیرُ تست ابلیس
کہ راہ دیں زدہ ست از مکرو تلبیس

"اگر تیرا کوئی پیر نہیں ہے تو تیرا پیر شیطان ہے، جو دین کے راستے میں مکرو فریب سے ڈاکے ڈالتا ہے" نیز یہ بھی ہے،

سبک تربیعت پیرے بدست آر
بودے پیر مردن مرگ مردار

"بہت جلد کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت ہو جا، کیونکہ بغیر پیر کے مرجانا مردار موت کی مانند ہے۔"

آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے، "پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی میانہ چال پر ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گیا، یہی بڑا فضل ہے۔" (سورہ فاطر:۳۲، کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اس امت میں تین گروہ ہیں۔

(۱) اپنی جان پر ظلم کرنے والے۔

(۲) درمیانہ رو جو فرائض وواجبات کے پابند مگر سنن ومستحبات میں سست۔

(۳) مقربین بارگاہ الٰہی جو فرائض کی تکمیل کے ساتھ نوافل کے بھی پابند ہیں۔ ہر گروہ کے افراد کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے سے اعلیٰ درجہ کی طرف پہنچنے کے لئے کوشاں رہیں۔

سبع سنابل شریف میں اسی مقام پر ہے،

مریدی چیست ، توبہ از گناہاں

Marfat.com

شدن تقصیر ہا را عذر خواہاں
چودیں بے توبہ در نقصان و شین ست
مریدی ، عین نص و فرض عین ست
ندانی توبہ از خود کردن اے یار
برو خود را بمرد توبہ بسپار

یعنی ”مریدی کیا ہے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور اپنی غلطیوں کی عذر خواہی کرنا، چونکہ بغیر توبہ کے دین بھی نقصان میں اور بے رونق ہے اس لئے مریدی بے حد ضروری اور ہر شخص پر فرض ہے۔ اے دوست تو خود توبہ نہیں کرسکتا تو اپنے نفس کو کسی صاحب توبہ کے سپرد کر دے۔“ ان اشعار سے معلوم ہوتا ہے حضرت میر عبدالواحد بلگرامی چونکہ مریدی کی اصل روح گناہوں سے توبہ کو قرار دے رہے ہیں اس لئے بیعت ہونے کا مفہوم ان کے نزدیک گناہوں سے تائب ہونا ہے اور یقیناً اس کے فرض ہونے اور اس توبہ کو جلد از جلد اختیار کرنے سے کوئی صاحب عقل وفہم انکار نہیں کرسکتا۔ اس موضوع پر بھی اعلیٰ حضرت کے قلم حق رقم نے ایسے ہی ایک سوال کے جواب میں جو کچھ فتاوٰی افریقہ میں تحریر فرمایا، اس کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں،

”مطلق فلاح کے لئے مرشد عام کی قطعی ضرورت ہے۔ فلاح تقوٰی ہو یا فلاح احسان بغیر اس مرشد کے ہرگز نہیں مل سکتی اگرچہ مرشد خاص رکھتا ہو بلکہ خود مرشد خاص بنتا ہو۔“ پھر فرماتے ہیں، ”فلاح تقوٰی کے لئے مرشد خاص کی ضرورت ان معنوں میں نہیں کہ بغیر اس کے یہ فلاح مل ہی نہ سکے کیونکہ آدمی اپنے سے یا علماء سے پوچھ کر متقی بن سکتا ہے قلبی اعمال میں اگرچہ بعض دقیق باتیں ہیں مگر امام ابوطالب مکی اور امام غزالی جیسے ائمہ نے اپنی تصانیف میں انہیں بیان فرمادیا ہے۔

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ تقویٰ ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور وہ اس فلاح یعنی جہنم سے نجات کے لئے بفضل الٰہی کافی ہے پس صحیح العقیدہ مسلمان اگر تقویٰ اختیار کر لیں تو انہیں مرشد خاص کی ضرورت نہیں۔ جبکہ احسان یعنی سلوک راہ ولایت اعلیٰ درجہ کا مطلوب و محبوب ہے مگر تقویٰ کی طرح فرض نہیں ورنہ اولیاء کے سوا کہ ہر دور میں صرف ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوتے ہیں باقی کروڑوں مسلمان ہزار ہا علماء وصلحاء سب معاذ اللہ تارک فرض وفساق ہوں۔ اولیاء نے بھی کبھی اس بات کی عام دعوت نہ دی، کروڑوں میں سے چند کو اس راہ پر چلایا اور اس کے طالبوں میں سے بھی جسے اس بار کے قابل نہ پایا، واپس فرمایا، فرض سے واپس کرنا کیونکر ممکن تھا، عوارف المعارف شریف میں ہے، ''خرقہ تبرک ہر ایک کو دیا جا سکتا ہے اور خرقہ ارادت اسی کو دیا جائے گا جو اس کا اہل ہو نا اہل سے اس راہ کی شرائط کا مطالبہ نہ کریں گے صرف اتنا کہیں گے کہ شریعت کا پابند رہ اور اولیاء کی صحبت اختیار کر کہ شاید اس کی برکت اسے خرقہ ارادت کا اہل کر دے۔

پس ثابت ہوا کہ اس کا ترک فلاح کے منافی نہیں۔ ہاں جو اس کا ترک بوجہ انکار کرے اسے باطل و لغو جانے وہ ضرور گمراہ بے فلاح و مرید شیطان ہے جبکہ انکار مطلق ہو۔ اور اگر اپنے دور میں کسی کو بیعت کے لئے اہل نہ جانے تو اس کا حکم اختلاف منشا سے مختلف ہوگا۔ اگر یہ تکبر کے باعث ہے تو قرآن کا فرمان ہے، ''کیا جہنم میں متکبروں کا ٹھکانہ نہیں۔'' اور اگر بلا وجہ شرعی بدگمانی کے باعث سب کو نا اہل جانے تو یہ بھی کبیرہ ہے اور کبیرہ کا مرتکب فلاح نہ پائے گا اور اگر ان میں وہ باتیں ہیں جو شبہ میں ڈالتی ہیں اور یہ محض احتیاط کے طور پر بچتا ہے تو الزام نہیں۔'' مزید فرماتے ہیں، ''فلاح احسان کے لئے بے شک مرشد خاص کی حاجت ہے اور وہ بھی شیخ ایصال کی، شیخ اتصال اس کے لئے کافی نہیں اور اس کے ہاتھ پر بھی بیعت ارادت ہو، کہ

Marfat.com

بیعت برکت یہاں کافی نہ ہوگی۔"

اس گفتگو کے اختتام پر فرماتے ہیں، قرآن کریم کے لطائف لامتناہی ہیں۔ اس بیان سے سورہ مائدہ کی آیت ۳۵ (ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ فلاح پاؤ) کے مبارک جملوں کا حسن ترتیب واضح ہوا، یہ فلاح احسان کی طرف دعوت ہے اس کے لئے تقویٰ شرط ہے تو پہلے "اللہ سے ڈرو" یعنی تقویٰ کا حکم فرمایا۔ اب تقویٰ پر قائم ہو کر جو راہ احسان میں قدم رکھنا چاہے جو کہ عادتاً شیخ کامل کے وسیلے کے بغیر ناممکن ہے اس لئے دوسرے مرتبہ میں احسان پر چلنے سے قبل پیر و مرشد کی تلاش کا حکم دیا وابتغوا الیہ الوسیلۃ یعنی اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ جب وسیلہ مل جائے تو پھر اصل مقصود راہ طریقت و احسان کا حکم فرمایا کہ اس کی راہ میں مجاہدہ کرو تاکہ فلاح احسان پاؤ۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ اس راہ میں فلاح وسیلہ پر موقوف ہے۔ تو ثابت ہوا کہ یہاں بے پیرا فلاح نہ پائے گا اور جب فلاح نہ پائے گا تو نقصان و خسار اٹھائے گا اور پھر حزب اللہ (اللہ کے گروہ) کے بجائے حزب الشیطان (شیطان کے گروہ) سے ہوگا۔ کہ رب تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے، "سنتا ہے شیطان ہی کا گروہ خسارے والا ہے۔" (المجادلہ: ۱۹) سنتا ہے اللہ ہی کا گروہ فلاح والا ہے۔" (المجادلہ ۲۲) پس یہ جملہ بھی ثابت ہو گیا کہ "بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔" (فتاویٰ افریقہ)

اب مناسب ہوگا کہ اس تمام تحقیق کا خلاصہ بیان کر دیا جائے (جو سوال ۹ اور اس سوال کے جواب میں بیان کی گئی)

(۱) ہر بد مذہب فلاح سے دور ہلاکت میں چور ہے مطلقاً بے پیرا ہے اور ابلیس اس کا پیر ہے اگرچہ بظاہر کسی انسان کا مرید ہو بلکہ خود پیر بنے راہ سلوک میں قدم رکھے یا نہ رکھے ہر طرح لا یفلح و شیخہ الشیطان (وہ فلاح نہ پائے گا اور اس کا پیر

Marfat.com

شیطان ہے) کا مصداق ہے۔

(۲) سنی صحیح العقیدہ جو راہ سلوک میں نہ پڑا اگر فسق کرے تو فلاح پر نہیں مگر پھر بھی نہ بے پیرا اور نہ اس کا پیر شیطان بلکہ وہ جس جامع شرائط شیخ کا مرید ہو اس کا مرید ہے ورنہ مرشد عام کا۔

(۳) یہ اگر تقویٰ اختیار کرے تو فلاح پر بھی ہے اور بدستور اپنے شیخ یا مرشد عام کا مرید بھی۔ غرض یہ کہ صحیح العقیدہ سنی خاص بیعت نہ کرنے سے بے پیرا نہیں ہوتا اور نہ شیطان کا مرید۔ ہاں اگر فسق کرے تو فلاح پر نہیں اور اگر متقی ہو تو فلاح پر بھی ہے۔

(۴) اگر راہ سلوک میں مرشد خاص کے بغیر قدم رکھا اور راہ کھلی ہی نہیں اور نہ کوئی مرض مثل تکبر، خود پسندی وانکار پیدا ہوا تو اپنی پہلی حالت پر ہے اس میں کوئی تغیر نہ آیا شیطان اس کا پیر نہ ہوگا اور متقی تھا تو فلاح پر بھی ہے۔

(۵) اگر یہ مرض پیدا ہوئے تو فلاح پر نہ رہا اور بحالت انکار وفساد عقیدہ شیطان کا مرید بھی ہو گیا۔

(۶) اگر راہ کھلی تو جب تک مرشد ایصال کے ہاتھ پر بیعت ارادت نہ رکھتا ہو غالب ہلاک ہے۔ اس بے پیرے کا پیر شیطان ہوگا اگرچہ بظاہر کسی غیر قابل پیر یا محض شیخ اتصال کا مرید ہو یا خود شیخ بنتا ہو۔

(۷) ہاں اگر محض جذب ربانی کفالت فرمائے تو ہر بلا دور ہے اور اس کے پیر رسول اللہ ﷺ۔

ولی کامل اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت یہ تحقیق لکھنے کے بعد فرماتے ہیں، الحمد اللہ! یہ وہ تفصیل جمیل وتحقیق جلیل ہے کہ ان اوراق کے سوا کہیں نہ ملے گی۔ بیس برس پہلے بھی یہ سوال ہوا اور مختصر جواب لکھا گیا جس کی تکمیل وتفصیل یہ ہے کہ اس وقت قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوئی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

(12) سوال: اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر اولیاء کا دور گزر گیا اب اس دور میں کوئی جامع شرائط پیر کامل ملنا ناممکن ہے اس لئے ہمیں بیعت ہونے کی ضرورت نہیں ہے؟ ان کا یہ قول شریعت مطہرہ کی رو سے کیسا ہے؟

جواب: یہ خیال غلط ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اس بے راہ روی کے دور میں بھی اہل اللہ موجود ہیں اس کی دلیل یہ حدیث شریف ہے کہ ''میری امت میں کچھ لوگ قیامت تک دین حق پر قائم رہیں گے۔'' (مسلم) دوسری حدیث میں ہے۔ ''قیامت نہ آئے گی جب تک زمین پر اللہ والے لوگ موجود ہیں۔'' ان مردان خدا کو تلاش کریں۔ اس بات سے انکار نہیں کہ دھوکے باز لوگ بھی مشائخ ہونے کے دعوے دار ہیں مگر پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے ایسے جھوٹے پیروں کے متعلق ہی یہ فرمایا ہے۔ ''تیری زبان پرہیزگاروں جیسی ہے اور دل فاسق و فاجر، تیری زبان حمد الٰہی کرتی ہے اور دل اس پر معترض، تیرا ظاہر مسلمان ہے اور باطن کافر، تیرا ظاہر موحد ہے اور باطن مشرک، تیرا زہد و تقویٰ دکھاوا ہے اور باطن خراب و ویران، جیسے بیت الخلا پر رنگ و روغن اور کوڑا گھر پر قفل جب تک تو اس حالت پر ہے تیرے دل پر شیطان نے خیمہ لگالیا ہے اور اسے اپنا گھر بنالیا ہے کیونکہ ایمان والا تو اپنے باطن کو پہلے آباد کرتا ہے اور پھر ظاہر کی آبادی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔'' (الفتح الربانی)

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ دنیاوی اغراض و مقاصد اور ذاتی فائدوں کے لئے پیر تلاش کرتے ہیں۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی ارادت کا دعویٰ کرے اور اس کے غیر کو طلب کرتا ہو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تلوق میں دنیا کے مریدوں کی کثرت ہے

Marfat.com

اور آخرت کے مریدوں کی قلت۔"

مزید فرماتے ہیں۔ "اے تقدیر اور کاتب تقدیر سے ناواقف انسان! تجھ پر افسوس ہے کیا تو یہ گمان رکھتا ہے کہ اہل دنیا تجھے اس شے کے دینے پر قادر ہیں جو تیری تقدیر میں نہیں، ہرگز نہیں! یہ تو شیطان کا وسوسہ ہے جو تیرے دل و دماغ میں رچ بس گیا ہے اس لئے تو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے بجائے اپنے نفس، خواہشات اور مال و دولت کی بندگی کر رہا ہے اس بات کی کوشش کر کہ تو کسی فلاح والے (مرشد کامل) کو پالے کہ جس کی پیروی سے تجھے فلاح و کامیابی مل جائے۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں، جس نے فلاح والے کو نہ دیکھا اسے فلاح نہ ملے گی۔ لیکن تو فلاح والے کو دیکھتا بھی ہے تو سر کی آنکھوں سے، نہ کہ دل و دماغ اور ایمان کی آنکھوں سے۔ گویا کہ تیرے پاس ایمان ہی نہیں کہ بصیرت قلبی حاصل کر کے اپنی بھلائی کو دیکھ سکے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن وہ دل جو سینوں کے اندر ہیں وہ نابینا ہو جاتے ہیں۔"

ایک اور خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ "تو نابینا ہے اپنے لیے بینائی دینے والا تلاش کر، تو جاہل ہے اپنے لیے معلم ڈھونڈ، جب کوئی ایسا قابل مرشد تجھے مل جائے تو اس کا دامن پکڑ لے اور اس کے اقوال و مشوروں کو قبول کر اور اس سے سیدھا راستہ پوچھ۔ جب تو اس کی راہنمائی سے سیدھی راہ پر پہنچ جائے تو وہاں جا کر بیٹھ جا (اور درجہ کمال حاصل کر) تاکہ تو اس کو اچھی طرح پہچان لے اس وقت ہر گمراہ تیری طرف رجوع کرے گا اور لوگ تجھ سے روحانی غذا حاصل کریں گے۔" (الفتح الربانی)

Marfat.com

سیدنا غوث اعظم کی کرامت

سیدنا غوث اعظم قدس سرہ کی خدمت میں حضرت ابو الفتوح نے ایک ابدال کی وفات کی خبر دی اس رات آپ کے گھر ایک چور آیا۔ حجرہ میں آتے ہی اس کی بینائی سلب ہوگئی وہ باہر نکلنا چاہتا تھا کہ سیدنا غوث اعظم نے اس کا حال دریافت فرمایا، اس نے سارا حال سچ سچ بتادیا۔ آپ نے اسے توبہ کا حکم دیا پھر لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگایا جس سے اس کی بینائی لوٹ آئی۔ پھر آپ نے اسے فیض باطنی سے سلوک کی تمام منازل طے کرا کے ابدال کے مرتبہ پر فائز کردیا۔

Marfat.com

باب پنجم:

آداب مرشد

(13) سوال: مرشد کے آداب کیا ہیں جن کا لحاظ رکھنا ہر مرید کے لئے ضروری ہے؟

جواب: صوفیہ کے نزدیک مریدوں کے لئے مرشد کے آداب کا لحاظ رکھنا بے حد ضروری ہے۔ سورہ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو ان کے مرشد کامل نبی کریم ﷺ سے سبقت کرنے سے منع فرمادیا، ان سے اونچی آواز میں گفتگو اور در اقدس کے باہر سے آواز لگا کر بلانے کو خلاف ادب قرار دیا، عوارف المعارف میں مریدوں کے لئے یہی طرز عمل اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے نیز مجلس شیخ میں شرکت کے لئے یہ آداب بتائے گئے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ شیخ کے سامنے باادب، خاموش اور کچھ فاصلے پر بیٹھے، نیز کوئی اچھی بات بھی کہنی ہو تو پہلے اجازت طلب کرے۔

عوارف المعارف میں ہے کہ "جب مرید خود سے بلا اجازت بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ مقام طلب سے دور ہٹ جاتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے یہ مرید کی بڑی غلطی ہے۔" اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، "شیخ کی خدمت میں خاموش رہنا افضل ہے ضروری شرعی مسائل پوچھنے میں حرج نہیں۔ اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ شیخ کے حضور بیٹھ کر ذکر بھی نہ کرے کہ ذکر میں دوسری

Marfat.com

طرف مشغول ہوگا اور یہ حقیقتاً ذکر کی ممانعت نہیں بلکہ ذکر کی تکمیل ہے کہ وہ جو ذکر کرے گا بلا توسل ہوگا اور شیخ کی توجہ سے جو ذکر ہوگا وہ بوسیلہ ہوگا یہ بلا توسل ذکر سے بدرجہا افضل ہے۔ اصل چیز حسن عقیدت ہے، یہ نہیں تو کچھ نفع نہیں۔'' (ملفوظات حصہ سوم)

اولیاء فرماتے ہیں کہ تصوف سراپا ادب ہے جو ادب سے محروم رہتا ہے وہ مقام قرب سے بھی دور ہو جاتا ہے۔ مرید کے لئے ضروری ہے کہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر رتبہ طلب نہ کرے صرف اپنے شیخ ہی کے لئے تمام اعلیٰ مراتب کا متمنی رہے۔ مرید کو اپنا ارادہ اور اختیار ختم کر دینا چاہئے۔ میر عبدالواحد بلگرامی سبع سنابل میں فرماتے ہیں،

تو تصرف پائی خود ، بردست پیراں واگذار
مردہ را دردست زندہ، کے بود ہیچ اختیار

''تو اپنے تصرفات کو پیر کامل کے حوالے کر دے، کیونکہ جو مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے اختیار ہی کب ہوتا ہے۔''

شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں: ''شیخ مریدوں کے لئے الہام کا محافظ ہے جیسے حضرت جبریل علیہ السلام وحی کے محافظ تھے۔ شیخ کامل بھی حضور ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے کلام میں نفسانی خواہشات کو دخل نہیں دیتا۔ لہٰذا جب شیخ زبان سے کچھ بولتا ہے تو اس کا نفس خوابیدہ ہوتا ہے، شیخ کی زبان پر حق تعالیٰ کی طرف سے جو کلمات وارد ہوتے ہیں وہ خود بھی انہیں سامعین کی طرح سنتا ہے۔ اس کی دلیل میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ غوطہ خور موتی کی تلاش میں سمندر میں غوطے لگا کر اپنی تھیلی میں سیپیوں کو جمع کرتا ہے جن میں موتی موجود ہوتے ہیں مگر وہ ان موتیوں کو سمندر سے نکل کر دیکھتا ہے اور اس وقت ساحل پر موجود لوگ بھی موتی دیکھنے میں برابر

Marfat.com

شریک ہوتے ہیں۔"

مکاشفۃ القلوب میں امام غزالی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ "جو شخص علماء ربانی کی محفل میں اکثر حاضر ہوتا ہے اس کی زبان کی رکاوٹ دور ہوتی ہے ذہن کی الجھنیں کھل جاتی ہیں اور جو کچھ وہ حاصل کرتا ہے اس کے لئے خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے لئے ایک طرح کی ولایت ہوتا ہے اور نفع دیتا ہے۔" پیر و مرشد یا دینی استاد کی ناشکری باپ کے ساتھ نافرمانی کے برابر ہوتی ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ استاد یا مرشد کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ والدین جسمانی زندگی کا سبب ہیں جبکہ مرشد و استاد روحانی زندگی کا باعث ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے، "میں تمہارا باپ ہی ہوں کہ تم کو علم سکھاتا ہوں۔" (احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن حبان) دوسری حدیث میں ارشاد ہوا۔ "جس نے کسی کو قرآن پاک کی ایک آیت سکھا دی وہ اس کا آقا ہو گیا۔" (طبرانی) ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا، "جس سے علم سیکھو اس کے سامنے تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔" (یہ احادیث اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے شرح الحقوق لطرح العقوق میں بیان فرمائی ہیں۔)

آپ ملفوظات شریف (حصہ اول) میں فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما جب حصول علم کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے در اقدس پر جاتے اور وہ باہر نہ ہوتے تو آپ براہ ادب انہیں آواز نہ دیتے بلکہ ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر لیٹ جاتے پھر جب حضرت زید رضی اللہ عنہ باہر تشریف لاتے تو فرماتے اے میرے آقا ﷺ کے چچازاد بھائی آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ آپ عرض کرتے، مجھے مناسب نہ تھا کہ آپ کو اطلاع کرتا۔ یہ وہی ادب ہے جس کی تعلیم سورہ حجرات میں دی گئی ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے مامون رشید کی تعلیم کے

Marfat.com

لئے امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ (جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی ہیں) سے عرض کی۔ تو فرمایا، میں یہاں پڑھانے نہ آؤں گا۔ عرض کی شہزادہ آپ کے مکان پر آجایا کرے گا مگر اس کا سبق پہلے ہو۔ فرمایا، یہ بھی ناممکن ہے جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا، آپ نے پڑھانا شروع کر دیا۔ ایک روز اتفاقاً ہارون رشید کا گزر ہوا، دیکھا کہ امام کسائی اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور مامون رشید پانی ڈال رہا ہے۔ خلیفہ کو یہ دیکھ کر غصہ آ گیا، اس نے مامون کے کوڑا مارا اور کہا بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لیے دیئے ہیں ایک ہاتھ سے پانی ڈال اور دوسرے ہاتھ سے استاد کا پاؤں دھو۔ سبحان اللہ! یہ ہے ادب۔

عوارف المعارف میں ہے، مرید کو چاہئے کہ شیخ کے ساتھ باادب رہ کر اپنے ظاہر و باطن کی عمدہ تعمیر کرے۔ اگر اسے اپنی کم علمی کی وجہ سے شیخ کا کوئی فعل ناگوار معلوم ہو تو وہ حضرت خضر و حضرت موسیٰ علیہما السلام کا واقعہ یاد کرے اور یقین رکھے کہ شیخ اپنی زبان علم و حکمت سے اس کی توجیہہ پیش کر سکتا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے جواب دے دیا اس نے پھر اس جواب پر اعتراض کیا تو حضرت جنید نے فرمایا، اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں تو مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ایک ولی اللہ کا قول ہے، اگر کوئی شخص واجب التعظیم ہستی کا احترام نہیں کرتا تو وہ ادب کی برکت سے محروم ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ جو اپنے استاد کو انکار میں جواب دے دے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔"

آداب میں سے یہ بھی ہے کہ شیخ کو امور بشری میں مافوق الفطرت دیکھنے کی تمنا نہ کرے، شیخ سے نسبت رکھنے والے لوگوں اور چیزوں کا ادب کرے، شیخ کے ہر حکم پر سر تسلیم خم کرے، سوالات کی کثرت نہ کرے، شیخ سے کرامات طلب نہ کرے کیونکہ کرامت کا طالب اہل طریقت کے نزدیک ان منکروں کی مثل ہے جو انبیاء کرام سے

Marfat.com

معجزے طلب کیا کرتے تھے۔ جہاں سے بھی فیض ملے اسے اپنے پیر ہی کا فیض سمجھے، اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔ شیخ سے اپنا اندرونی حال ہرگز نہ چھپائے کہ شیخ کامل ہی روحانیت میں ترقی کا وسیلہ ہوتا ہے۔ آداب میں سے ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ اپنے تمام مشائخ کو دیگر تمام مشائخ سے برتر جانے اور ان کی محبت خصوصاً اپنے شیخ کی محبت کو دل میں راسخ کرے۔ مرید کو یہ بھی یقین رکھنا چاہئے کہ بارگار رسالت ﷺ سے جو بھی فیض ملے گا وہ میرے شیخ ہی کے وسیلے سے ملے گا۔

(14) سوال: آپ نے جو آخری جملہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''بارگاہ رسالت سے جو فیض ملے گا وہ شیخ ہی کے وسیلے سے ملے گا۔'' براہ کرم اس کی کچھ وضاحت فرمادیجئے؟

جواب: پہلے تو یہ بات سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں بارگار رسالت ﷺ ہی سے عطا ہوتی ہیں۔ اس بارے میں ملفوظات شریف میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بہت ایمان افروز نکتہ بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کسی منعم (یعنی نعمت دینے والے) کا دوسرے کو کوئی نعمت نہ دینا چار وجوہات کی بنا پر ہوتا ہے۔

یا تو دینے والے کو اس نعمت پر دسترس نہیں، یا دے سکتا ہے مگر بخل کی وجہ سے نہیں دیتا یا جسے نہ دی وہ اس نعمت کا اہل نہ تھا یا وہ اہل تو ہے مگر اس سے بھی زیادہ اسے کوئی اور محبوب ہے کہ اس کے لئے نعمت مخصوص کر رکھی ہے۔ الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات قدرت الٰہی کے تحت ہیں اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر سخی سے بڑھ کر جواد و غنی اور حضور اقدس ﷺ ہر فضل و کمال کے اہل اور حضور ﷺ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی محبوب نہیں۔ پس لازم ہے کہ الوہیت کے سوا جتنے فضائل جس قدر نعمتیں اور جس قدر برکتیں ہیں مولیٰ عزوجل نے سب سے اعلیٰ

Marfat.com

درجہ ءکمال پر حضور ﷺ کو عطا فرمائیں۔ بخاری شریف میں ارشاد گرامی موجود ہے کہ" بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے۔"

یہ بات پہلے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ رسول معظم ﷺ ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کی طرف وسیلہ مشائخ کرام ہیں۔ مرید کو یہ یقین ہونا چاہئے کہ اسے بارگاہ نبی ﷺ سے جو بھی ملے گا اس کے مشائخ طریقت ہی کے وسیلے سے ملے گا۔ اسے اپنے شیخ کا دامن مضبوطی سے تھامے رہنا چاہئے۔ اس بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے نقاء السلافہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ایک حدیث بیان فرمائی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف نسبت کرے یعنی کسی دوسرے کو اپنا باپ بنائے یا اپنے آقا کے سوا کسی دوسرے کو اپنا آقا بنائے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے نہ ان کا فرض قبول اور نہ نفل۔

جو لوگ اپنے شیخ کے ہوتے ہوئے غیر سے ارادت قائم کرتے ہیں انہیں کیا یہ خوف نہیں کہ کہیں بحکم قیاس جلی اس حدیث صحیح کی وعید شدید سے حصہ پائیں۔ امام شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جس طرح مذاہب اربع میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید لازم ہے اسی طرح مرید کو ایک ہی پیر سے وابستہ رہنا لازم ہے۔ مدخل شریف میں ہے کہ" مرید کو چاہئے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اپنے شیخ ہی کے دامن سے وابستہ رہے اور تمام کاموں میں اس پر اعتماد کرے اور وقت ضائع کرنے سے بچے۔" (نقاء السلافۃ فی احکام البیعۃ والخلافۃ)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا، اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں اُس مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ حضرت یحییٰ کے ہاتھ

Marfat.com

میں دے چکا ہوں اب دوسرے کو نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ اعلیٰ حضرت سے جب سوال کیا گیا کہ حضرت سیدی احمد زروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جب کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو زروق کہہ کر ندا کرے میں فوراً اس کی مدد کروں گا، تو آپ نے جواب میں فرمایا، میں نے کبھی اس قسم کی مدد طلب نہ کی جب کبھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا "یک در گیر محکم گیر" (ایک ہی در پکڑو مگر مضبوط پکڑو) میں ۳۰ سال کی عمر میں حضرت محبوب الٰہی کی بارگاہ میں حاضر ہوا احاطہ میں مزامیر وغیرہ کا شور مچا ہوا تھا طبیعت منتشر ہوئی تھی میں نے عرض کی حضور میں آپ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اس شور وغل سے مجھے نجات ملے جیسے ہی پہلا قدم روضہ مبارک میں رکھا یوں معلوم ہوا کہ ایک دم سب چپ ہو گئے ہیں، میں سمجھا کہ واقعی سب لوگ چپ ہو گئے ہیں قدم درگاہ شریف سے باہر نکالا تو پھر وہی شور وغل تھا پھر اندر قدم رکھا تو وہی خاموشی۔ معلوم ہوا کہ یہ سب حضرت کا تصرف ہے یہ بین کرامت دیکھ کر مدد مانگنی چاہی بجائے حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ کے نام مبارک کے یا غوثاہ زبان سے نکلا وہیں میں نے اکسیر اعظم قصیدہ بھی تصنیف کیا۔

پھر فرمایا، ارادت اہم ترین شرط ہے۔ بیعت میں بس مرشد کی ذرا سی توجہ درکار ہے اور دوسری طرف اگر ارادت نہیں تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ جب تک مرید یہ اعتقاد نہیں رکھے گا کہ میرا شیخ تمام اولیائے زمانہ سے میرے لئے بہتر ہے، نفع نہ پائے گا۔ سبع سنابل شریف میں ہے کہ ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم ہو گیا جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گیا جلاد نے کہا اس وقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا، تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے۔ اور سچی بات یہ ہے کہ کعبہ جسم کا قبلہ ہے اور شیخ روح کا قبلہ ہے اس کا نام ارادت ہے۔ اگر اسی طرح صدق

Marfat.com

عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لو تو فیض ضرور ملے گا۔ اگر شیخ خالی ہے تو شیخ کا شیخ تو خالی نہ ہوگا اور بالفرض وہ بھی نہ سہی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو معدن فیض و منبع انوار ہیں ان سے ضرور فیض آئے گا بس سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہئے۔

(15) سوال: فی زمانہ خانقاہی نظام بالکل بے اثر ہو کر رہ گیا مرید لاکھوں ہیں مگر انہیں اپنے عقائد کا بھی پتہ نہیں، جنہیں وراثت میں پیری مل جائے انہیں اپنے بزرگوں کا نام کیش کرانے سے اور اپنے خاندان میں سجادہ نشین ہونے کے دعوے داروں سے لڑنے کی فرصت نہیں ملتی۔ ان حالات میں خانقاہیں روحانی تربیت کا ذریعہ کیسے بن سکتی ہیں؟

جواب: خانقاہی نظام اس لئے غیر مؤثر ہو گیا ہے کہ اس کے چلانے والے چلے گئے۔ ہمارے ہاں خانقاہوں کا تصور اب یہ ہے کہ جیسے کسی افسر کا انتقال ہو تو اس کے بعد اس کی پنشن اس کے گھر والوں کو ملنے لگے۔ جب یہ نظام پنشن میں تبدیل ہو جائے تو خیر کی توقع کیونکر رکھی جائے۔ ماننے والے بھی ایسے جاہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے صریح احکامات کے برخلاف شریعت مطہرہ کے پیر بنا لیتے ہیں۔ فیض روحانیت نہ ہو تو حرج نہیں کم از کم شریعت کا اتباع تو ہو اور اتباع شریعت تو ہر مسلمان کا خاصہ ہونا چاہئے پھر شیخ کا حق تو یقیناً زیادہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ خانقاہوں سے رشد و ہدایت کا سلسلہ اس لئے بند ہو گیا کہ پیر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے کے دستار باندھ دی جاتی ہے نہ علم نہ داڑھی نہ تقویٰ نہ نماز۔ ظاہر ہے کہ ایسا شیخ مریدوں کی تربیت نہیں کرتا بلکہ مرید اس کی پرورش کرتے ہیں۔

نیک اور مخلص لوگ بھی موجود ہیں مگر برے لوگوں کی کثرت نے خانقاہی نظام کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ ایک دور تھا کہ مرید شیخ کے جتنا قریب ہوتا تو پتہ چلتا کہ شیخ تہجد گزار بھی ہے، شب بیدار بھی ہے، اس کے دل میں عقیدت و محبت اور راسخ ہوتی۔

Marfat.com

لیکن آج مرید شیخ کی جتنا قریب ہوگا اتنے عیب زیادہ کھلیں گے اور وہ متنفر ہوگا۔ اصل بات وہی ہے کہ جب خانقاہی نظام کھانے اور کمانے کا دھندہ بن جائے تو پھر اصلاح کیسے ہوگی؟ آج مشائخ کرام کو جمع ہو کر سوچنا چاہئے کہ لوگ مشائخ سے کیوں برگشتہ ہیں؟ خانقاہیں اور آستانے کیوں ویران ہوتے جا رہے ہیں؟

پیران پیر امام الاولیاء قطب الاقطاب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "پہلے اپنے نفس کو نصیحت کر پھر غیر کو نصیحت کر، جب تک تجھے خود اصلاح کی حاجت ہو تو غیر کی طرف متوجہ نہ ہو، تجھ پر افسوس کہ جو خود نابینا ہے دوسرے کو کیا راہ دکھائے گا؟ ڈوبتے ہوؤں کو دریا سے وہی بچا سکتا ہے جو خود اچھا تیرنے والا ہو، رب تعالیٰ کی طرف بندوں کی وہی راہنمائی کر سکتا ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہو۔" (الفتح الربانی)

اگر ہر شیخ اپنی ذمہ داری محسوس کرے اپنے مریدوں کو عقائد اہلسنت کی تعلیم دے اور اسلاف کے طریقوں کے مطابق ان کی عملی تربیت کرے اور ان کی خدمت کو عار نہ سمجھے کیونکہ ہم سب کے آقا و مولیٰ ﷺ کا ارشاد ہے "قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے۔" تو یقیناً لوگ قریب آنے لگیں گے۔ ان تمام باتوں کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ شیخ اپنے مریدوں سے یافت کا سلسلہ نہ رکھے۔ شیخ دوسروں کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی تعلیم دیتا ہے اس کو پہلے خود عملی ثبوت دینا چاہئے۔ سورۃ الطلاق میں ارشاد ہے "اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔" (کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن از امام احمد رضا بریلوی)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "اے ایمان والو اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا۔" (سورہ محمد) پہلے بھی مشائخ خدمت کیا کرتے تھے ان کی

Marfat.com

ضرورتیں دست غیب سے پوری ہوتی رہیں کیونکہ وہ قناعت پسند اور متوکل تھے اور ان کی ضرورتیں محدود تھیں۔ لیکن آج قناعت اور توکل کے نہ ہونے اور مال و دولت جمع کرنے کی ہوس کی وجہ سے سکون قلب بھی چھن گیا اور مال و اولاد سے برکت بھی اٹھ گئی پھر روحانیت کہاں ملے گی؟

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے توکل علی اللہ ماہانہ وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے، ایک بار ایک صاحب کی خدمت میں مدینہ طیبہ 50 روپے روانہ کرنے تھے۔ اتفاقاً اس وقت آپ کے پاس کچھ نہیں تھا آپ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی، سرکار میں نے حضور کے بھروسے پر بندگان خدا کے لئے کچھ مہینے مقرر کیے ہوئے ہیں اگر کل 50 روپے کا منی آرڈر روانہ ہو جائے گا تو اس شخص کی وقت پر مدد ہو جائے گی ورنہ تاخیر ہو جائے گی۔ یہ رات اسی فکر و کرب میں گزری علی الصبح ایک سیٹھ صاحب آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور 51 روپے بطور نذر حاضر کیے اس وقت آپ پر بے حد رقت طاری ہو گئی، ارشاد فرمایا یہ سرکاری عطیہ ہے کیونکہ 51 روپے ملنے کے کوئی معنی نہیں سوائے اس کے کہ 50 روپے بھیجنے کے لئے ایک روپیہ منی آرڈر کی فیس بھی چاہئے اور وہ ایک روپیہ زائد موجود ہے چنانچہ اسی وقت منی آرڈر ارسال کیا گیا۔ سبحان اللہ!

خوف خدا کی باتیں

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کسی چڑیا کو دیکھتے تو فرماتے، کاش میں بھی تیری طرح ہی ایک پرندہ ہوتا تاکہ قیامت میں اعمال کے حساب سے بچ جاتا۔ سیدنا

Marfat.com

عمر رضی اللہ عنہ عذاب سے متعلق قرآنی آیات سن کر بے ہوش ہو جاتے اور کئی دن بیمار رہتے۔ آپ فرماتے، کاش میری ماں مجھے نہ جنتی۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس جاتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کی داڑھی مبارک بھیگ جاتی۔

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے، صحابہ کرام راتوں کو جاگ کر نمازوں میں قرآن کی تلاوت کرتے، صبح کو ان کے بال منتشر اور چہرے زرد دکھائی دیتے، وہ چلتے ہوئے خوف خدا سے لڑکھڑاتے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہتی تھیں، جبکہ آج لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہر طرف غفلت اور بے خوفی کے ساتھ ادھر ادھر پھر رہے ہیں کسی کے چہرے پر خوف خدا کا اثر نظر نہیں آتا، پھر اس کے بعد کسی نے آپ کو کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

باب ششم:

تعلیمات تصوف

(16) سوال: سالک اور مجذوب میں کیا فرق ہے؟

جواب: سلوک ''راستے پر چلنے'' کو کہتے ہیں اور اس راستے پر چلنے والے کو سالک کہا جاتا ہے جبکہ تصوف کی اصطلاح میں قرب الٰہی و معرفت ربانی حاصل کرنے کے ذرائع اپنانے کو سلوک کہتے ہیں۔ سالک شریعت وطریقت کا جامع ہوتا ہے جبکہ مجذوب ہوش میں نہیں ہوتا اس لئے وہ شریعت کا مکلف نہیں۔ شیخ ابن عربی فرماتے ہیں کہ ''ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے نقش قدم پر ہوتا ہے۔'' جیسے سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں،

وکل ولی لہ قدم وانی
علی قدم النبی بدر الکمال

''ہر ولی کے لئے ایک قدم یعنی مقام ہے اور میں آسمان کمال کے بدر کامل نبی کریم ﷺ کے قدم مبارک پر ہوں۔'' خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری فرماتے ہیں،

چوں پائے نبی شد تاج سرت تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش درت افتادہ چوں پیش شاہ گدا

Marfat.com

"جب رسول پاک کا قدم مبارک آپ کے سر کا تاج ہے تو آپ کا قدم مبارک تمام دنیا کے سر کا تاج ہے۔ سارے جہان کے اقطاب آپ کے در پر ایسے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے گدا ہوتے ہیں۔"

حالت جذب والے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر ہیں کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تجلی الٰہی کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ جذب کی کیفیت از خود طاری ہوتی ہے جان بوجھ کر طاری نہیں کی جا سکتی۔ بلکہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ "سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت مطہرہ کا مقابلہ نہ کرے گا۔" یعنی باوجود جذب کے وہ شرعی احکام کو چیلنج نہ کرے گا مجذوب کی تقلید میں اپنے آپ کو ویسا بنا لینا گمراہی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے سچے وجد کی یہی تعریف کی ہے کہ وہ فرائض و واجبات میں مخل نہیں ہوتا۔ آپ فرماتے ہیں، "سید ابوالحسن احمد نوری علیہ الرحمہ پر وجد طاری ہوا تین شب و روز ہو گئے کسی نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی تو فرمایا نماز کا کیا حال ہے عرض کی، نمازوں کے وقت ہوشیار ہو جاتے ہیں اور پھر وہی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا، الحمد للہ ان کا وجد سچا ہے۔ اسی طرح ایک صاحب صالحین میں سے تھے، باوجود ضعیف ہونے کے باجماعت نماز نہ چھوڑتے۔ ایک رات نماز عشاء کے وقت گر پڑے اور چوٹ آگئی، بعد نماز عرض کی الٰہی اب میں بہت ضعیف ہو گیا ہوں، بادشاہ اپنے بوڑھے غلاموں کو خدمت سے آزاد کر دیتے ہیں مجھے آزاد فرما۔ ان کی دعا قبول ہوئی مگر یوں کہ صبح اٹھے تو مجنوں تھے کیونکہ جب تک عقل تکلیفی باقی ہے نماز معاف نہیں۔ سچے مجذوب بھی نماز نہیں چھوڑتے اگرچہ لوگ انہیں نماز پڑھتا نہ پائیں۔"

Marfat.com

(17) سوال: مشائخ کرام شجرہ شریف عطا کرتے ہیں اور اس کے پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اس کے کیا فائدے ہیں؟

جواب: شجرہ شریف میں سلسلہ عالیہ کے تمام مشائخ کے نام لکھے ہوتے ہیں اور مرید کے لئے وظائف وضروری ہدایات بھی۔ شجرہ شریف پڑھنے کی تلقین اس لئے کی جاتی ہے کہ جب بندہ شجرہ شریف پڑھے گا تو بار بار پڑھنے سے اسے اپنے مشائخ کے نام بھی یاد ہو جائیں گے اور ہر بار انہیں ایصال ثواب کرنے سے ان کی برکتیں بھی حاصل ہوں گی (یہ امر طے شدہ ہے کہ اولیاء کرام اپنے چاہنے والوں اور ایصال ثواب کا تحفہ بھیجنے والوں کو نفع دیتے ہیں) مزید یہ کہ ضروری ہدایات ووظائف پڑھنے سے مرید کو اپنا وہ عہد بھی یاد رہے گا جو اس نے شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیا تھا نیز اور ادووظائف پڑھنے سے دین ودنیا کی برکتیں اور رحمتیں حاصل ہوں گی حدیث شریف میں ہے کہ نیک لوگوں کا ذکر معصیت کو دھوتا ہے، ایک اور روایت میں ہے کہ "صالحین کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"

عارف باللہ سید عبد الواحد بلگرامی سبع سنابل میں فرماتے ہیں: "سچے مریدوں کو اپنے مشائخ کا ذکر کرنے میں ایسے ہی ایمانی لذت حاصل ہوتی ہے جیسے انہیں رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرنے میں لذت ملتی ہے، پیروں کا ذکر ان کے ایمان کو تازہ کرتا ہے اور ان کے واقعات اس کے ایمان پر تجلیاں ڈالتے ہیں۔"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اخبار الاخیار کے مقدمہ میں فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کا تذکرہ باعث رحمت وقرب الٰہی ہے کیونکہ عاشق کو اپنے محبوب کا تذکرہ اچھا لگتا ہے اور محبوب بھی عاشق کا ذکر کرنا پسند کرتا ہے ان بزرگوں کا تذکرہ ایسی عبادت ہے جسے ہر آدمی بغیر محنت کے ہر حال میں ادا کرسکتا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا قرب اسے نصیب ہوسکتا ہے۔"

Marfat.com

(18) سوال: اورادو وظائف پڑھنے کے لئے کسی شیخ سے اجازت لینے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: ایسا وظیفہ جو ثواب کے لئے پڑھا جائے، جائز ہے اس کے لئے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ جو وظیفہ کسی خاص عمل کے لئے ہو اس کے لئے شیخ سے اجازت ضروری ہے۔ چونکہ شیخ روحانی معاملات کو اچھی طرح جانتا ہے اس لئے وہ بتائے گا کہ یہ وظیفہ جلالی ہے یا جمالی، اس کے پڑھنے میں کن آداب و شرائط کا خیال رکھنا ہوگا، نیز شیخ اس وظیفے سے متعلق تمام ظاہری و باطنی امور کی تعلیم دینے کے علاوہ روحانی توجہ بھی دے گا اور یہ روحانی توجہ بعض وظائف میں کیمیا کا اثر کرتی ہے۔ بعض اوقات لوگوں نے بزرگوں سے پوچھا کہ فلاں مشکل در پیش ہے بزرگ نے الہام الٰہی سے بتایا، فلاں وظیفہ پڑھو کام ہو جائے گا۔ اس وظیفہ میں ساری برکت اسی بزرگ کی ہوتی ہے۔ لیکن ایک بات یاد رہے کہ وظائف پڑھنے کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہونا چاہئے جب وہ راضی ہوگا تو سب کام سنور جائیں گے۔ من کان للہ کان اللہ لہ، یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ہو گیا اللہ تعالیٰ اس کا ہو گیا۔

(19) سوال: تصور شیخ سے کیا مراد ہے؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں شیخ مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ''الیاقوتۃ الواسطہ'' میں تصور شیخ اور رسول اللہ ﷺ کے تصور کو خدا تک پہنچنے کا راستہ قرار دیا ہے، تصوف میں ''تصور شیخ کے ذریعے روحانی تربیت کیسے ہوتی ہے؟

جواب: قرآن پاک کی سورہ یوسف میں مذکور ہے کہ زلیخا نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ ارادہ کر لیا اور وہ یعنی یوسف علیہ السلام بھی ارادہ کر لیتے اگر اپنے رب کی برہان نہ دیکھ لیتے۔ اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول

Marfat.com

تفسیر صاوی میں موجود ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی صورت ظاہر ہوئی جسے اس آیت میں رب کی برہان کہا گیا ہے اور اسی کے باعث آپ اس ارادے سے معصوم و محفوظ رہے۔ اس آیت سے اولیاء و صوفیہ نے تصور شیخ یا رابطہ کا ثبوت لیا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے کہ انہوں نے اپنے ماموں ہند بن ابو ہالہ رضی اللہ عنہ سے نبی مکرم ﷺ کا حلیہ مبارکہ پوچھا تا کہ وہ اپنے ذہن میں محفوظ کر سکیں۔ یہ حدیث بھی تصور شیخ کی دلیل ہے۔ متعدد احادیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ صحابہ کرام حدیث بیان کرتے وقت فرماتے، کانی انظر الیٰ رسول اللہ ﷺ ''گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔'' مواہب الدنیہ اور کتب فقہ میں بھی اس بات کی تصریح موجود ہے کہ روضہ رسول کی حاضری کے وقت زائر کو چاہئے کہ حضور انور ﷺ کے چہرہ اقدس کا تصور کرے۔ ان تمام دلائل سے تصور شیخ کا ثبوت ملتا ہے۔

مزید گفتگو سے قبل ایک بات کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ تصور شیخ عام لوگوں کے لئے نہیں ہوتا۔ مریدین پہلے تمام تربیتی مراحل پورے کرتے ہیں اس کے بعد شیخ ان میں سے صاحب استعداد مریدوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے یوں سمجھ لیجئے کہ آفیسرز ٹریننگ کے لئے بھرتی سینکڑوں ہوتے ہیں مگر پاسنگ آؤٹ چند کی ہوتی ہے۔ آج تو شیخ ہے کل نہیں ہوگا تو کچھ لوگ ضرور ہونے چاہئیں جو اس سلسلے کو جاری رکھ سکیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات جلد سوم میں فرماتے ہیں: ''تصور شیخ بلا کسی تکلف کے حاصل ہو جانا پیر و مرید کے درمیان کامل نسبت کی علامت ہے جو فائدہ پہنچانے اور فائدہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور بارگاہ الٰہی میں پہنچنے کا کوئی راستہ

Marfat.com

اس سے زیادہ قریب کا نہیں ہے۔ جسے طریقت کی بڑی دولت ملی ہو اسے یہ سعادت بھی عطا کی جاتی ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فقرات میں ارشاد فرمایا، "پیر کا سایہ ذکر الٰہی سے بڑھ کر ہے۔" شاہ ولی اللہ محدث دہلوی القول الجمیل میں فرماتے ہیں، "جب مرشد موجود نہ ہو تو اس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان محبت و تعظیم سے خیال کرتا ہے پس اس کے تصور سے وہی فائدہ پہنچے گا جو اس کی صحبت سے پہنچتا ہے۔" الیا قوۃ الواسطہ میں اعلیٰ حضرت نے آپ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے "ہماری صحبت (اور تصوف کی تعلیم) تو رسول اللہ ﷺ تک متصل ہے اگر چہ خاص یہ آداب و اشغال ثابت نہیں۔"

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ ملفوظات حصہ دوم میں فرماتے ہیں، "خلوت میں صورت شیخ کا تصور کرے اور یہ خیال کرے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو شیخ کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے فیوض و انوار شیخ کے قلب پر فائز ہو رہے ہیں اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آ رہے ہیں اس تصور کو قائم کرے یہاں تک کہ تکلف کی حاجت نہ رہے۔ کچھ عرصہ بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ شجر و حجر اور در و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی بلکہ کسی حال میں بھی جدا نہ ہوگی اور ہر کام میں مددگار ہوگی۔"

اس بارے میں اعلیٰ حضرت نے یہ واقعہ بھی بیان فرمایا ہے کہ حافظ الحدیث سیدی احمد سلجماسی کہیں تشریف لے جا رہے تھے راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسین عورت پر پڑ گئی پہلی نظر بلا ارادہ تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھی تو دیکھا کہ پہلو میں آپ کے مرشد حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں، "احمد! عالم ہو کر یہ حرکت؟" آپ فوراً تائب ہوئے۔

عارف کامل حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ سراج العوارف

Marfat.com

میں فرماتے ہیں، ''اپنے مرشد کو ہر آن ہر وقت اپنی ہر حالت سے آگاہ اور خبردار جانے یعنی حقیقتاً اپنی صفت علیمی اور علام الغیوبی کے ساتھ اس مظہر یعنی برزخ شیخ میں جلوہ گر ہے وہ میرے حال سے واقف ہے۔ درحقیقت شیخ کوئی چیز نہیں، جو کچھ ہے وہی ہے چنانچہ وہی تمام عالم میں مختلف مظاہر میں جلوہ گر ہے یہاں بھی اپنی صفت ہدایت اور اپنے اسم ہادی کے ساتھ اس برزخ میں تجلی فرما ہو کر ہدایت فرماتا ہے اور شیخ اس کے اسم ہادی کا مظہر ہے۔ وہی صفت علیمی اور علام الغیوبی کے ساتھ اس برزخ میں تجلی فرما رہا ہے اور ہمارے حال سے آگاہ و خبردار ہے اور شیخ اس کے اسم علیم کا مظہر ہے اور بس۔ تو ہدایت کرنا اور خبردار رہنا سب اسی کے لئے ہے اور شیخ تو بس مظہر ہے ہاں ہدایت علیمی اور علامی کی نسبت مجازاً شیخ کی جانب کردی جاتی ہے حقیقتاً نہیں کہ حقیقتاً تو خود ہی فنا ہونے والوں میں ہے۔

برزخِ انتہا میں مرشد کو محض اسم ہادی اور اللہ تعالیٰ کی صفت علیمی کا مظہر جانے اور برزخ کا آخری درجہ یہ ہے کہ نہ شیخ رہے نہ برزخ شیخ، جو کچھ ہو صرف ایک وہی ذات ہو تو جب اس طرح متواتر کرے گا تو طالب کا دل صفت روح کے ساتھ جڑ جائے گا اور دل صاف ہو کر تجلیات کے قابل بن جائے گا اور رفتہ رفتہ وہ برزخی صورت کلام کرنے لگے گی اور سالک کو زبان حال وقال کے ہر سوال کا جواب سن لینے کی لیاقت پیدا ہو جائے گی اور صورت ملک وملکوت اور جبروت ولاہوت کے تمام مقامات سالک پر ظاہر کردے گی اور اسی صورت کے ذریعے تمام ارواح سے عالم ملکوت میں ملاقات ہوگی یہاں تک کہ حضور سرور عالم ﷺ کی روح مبارک کی حضوری نصیب ہو گی۔ ملکوت میں کوئی روح آنحضرت ﷺ کی روح پر فتوح جیسی یا اس سے مشابہ نہیں ہے اس روح مبارک کی حضوری سے اس راہ کے علوم کی گہرائیاں اور باریکیاں طالب کے علم میں آئیں گی۔ اور یہ صورت عالم مثال میں ہے اور یہ عالم ملکوت کی کنجی۔ عالم

Marfat.com

مثال، عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان برزخ ہے یہاں ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ عالم مثال میں ہر شخص کی ایک صورت ہے اور یہ صورت موت کے بعد باقی رہتی ہے اس کے برخلاف صورت جسمانی انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ عام طور پر فنا ہو جاتی ہے خواب میں جو صورت نظر آتی ہے وہ یہی صورت مثالی وروحانی ہوتی ہے اور جو کامل ہوتے ہیں وہ اسی صورت مثالی کی قوت سے ایک آن میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں اور دکھائی دیتے ہیں اور ہزاروں جگہ کسی شکل میں آنے کی قدرت دیکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ برزخ کی اس مشق کے مکمل ہو جانے کے بعد شیخ. کی یہ صورت مثالی ہمیشہ سالک کے دائیں بازو، ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلے سے نظر میں موجود رہے گی اور اس کے کام بنائے گی، مشکلیں حل کرے گی اور حیوانات کے درجے سے انسانیت کی بلندی پر پہنچائے گی پس اگر انسانی صورتوں اور درندہ سیرتوں کو کسی اصلی و کامل انسان کی صحبت کا اتفاق پڑ جائے تو اسے غنیمت جانے کہ اس کی صحبت کے فیض و برکت سے اپنی بھولی ہوئی اصلیت یاد آجائے گی اور یہ بھی انسان کامل بن جائے گا ورنہ مدتوں اپنی غلطی میں پڑے پڑے مر جائیں گے۔ اللہ ہمیں جہالت کے اندھیرے سے نکالے اور بلند مرتبے کی روشنی تک پہنچادے۔ آمین آمین!

اس مسئلے پر ایک حکایت یاد آگئی کہ ایک گڈریے نے کسی شیر کے بچے کی پرورش کی اور اسے بکریوں کی رکھوالی کی تربیت دی یہاں تک کہ وہ شیر کا بچہ اپنے آپ کو گڈریے کا کتا سمجھنے لگا۔ ایک روز جنگل کا شیر ادھر آنکلا اور اس نے بکری کو لے جانا چاہا، شیر کے بچے نے اس شیر کا مقابلہ کیا۔ جنگل کا شیر بولا. بھائی کیا کرتے ہو ہم دونوں ایک ہی نسل سے ہیں اور یہ بکریاں ہماری خوراک ہیں۔ یہ بولا نہیں نہیں میں شیر نہیں ہوں میں تو گڈریے کا کتا ہوں۔ شیر نے کہا تم غلط کہتے ہو دراصل یہاں کی

Marfat.com

پرورش اور تربیت سے تمہیں دھوکا ہوا ہے اس لئے تم شیر ہونے کے باوجود خود کو کتا سمجھتے ہو، آؤ میں تمہاری رہبری کروں اور تمہیں ہلاکت کے اس گڑھے سے نکال کر سلامتی کے کنارے پر پہنچاؤں۔ پھر جنگل کا شیر اسے دریا کے کنارے پر لے گیا اور اپنے برابر کھڑا کر کے کہا، پانی میں دیکھ! میری اور تیری شکل وصورت ایک سی ہے یا الگ الگ؟ جب اس نے غور سے دیکھا تو پتا چلا کہ میں تو شیر ہوں اور یہ غیر جنس کی صحبت و تربیت کا اثر تھا کہ میں اپنے آپ کو کتا سمجھتا رہا۔ پھر وہ دونوں واپس آئے اور بکریوں پر حملہ کر کے چیر پھاڑ اور کھا گئے۔

گڈریا دیکھ کر چلایا تو کیا کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا بس خاموش! تو نے مجھے میری اصلیت بھلا کر کتا بنا دیا تھا خدا کا شکر ہے کہ میرے ایک بھائی نے مجھے راستہ دکھایا اور میں ہلاکت سے بچ گیا۔ اس حکایت کو بیان کر کے عارف کامل فرماتے ہیں، میرے بھائی! اس حکایت پر غور کر، اور اپنے آپ کو پہلی تین صفتوں سے نکال کر اپنی اصلی صورت میں لا تا کہ تو کامل انسان بن جائے۔ تو شیر ہے ارے کتوں میں کیوں پڑ گیا ہے؟ اٹھ کسی شیر کے پیچھے لگ تا کہ وہ تجھے تیرا شیر ہونا بتلا دے اور تجھے کتے پن کی ذلت سے چھٹکارا دلائے۔

(20) سوال: آپ نے مکتوبات مجدد الف ثانی کے حوالے سے فرمایا کہ "پیر کا سایہ ذکر الٰہی سے بڑھ کر ہے۔" بظاہر یہ قول خلاف شرع معلوم ہوتا ہے، از راہ کرم اس کی وضاحت فرما دیں؟

جواب: یہ قول شریعت کے عین مطابق ہے۔ دیکھئے ایک آدمی ذکر کرتا ہے اور دوسرا پیر کے زیر سایہ ذکر کرتا ہے۔ اول الذکر تو محض ذکر کا ثواب پائے گا جبکہ دوسرے کو پیر کی صحبت عالم بنا دے گی۔ پیر کامل نہ صرف ذکر کی تعلیم دے گا بلکہ ذکر

Marfat.com

کے آداب و مسائل اور طریقت کے نکات بھی سکھائے گا۔ پس اس دونوں میں وہی فرق ہوگا جو عالم اور عابد میں ہوتا ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے، "عالم کی فضیلت عابد پر وہی ہے جو چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر۔" (ترمذی، ابوداؤد) دوسری حدیث میں ارشاد ہوا، ایک عالم شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے (مشکوٰۃ) اسی لئے مولانا روم فرماتے ہیں،

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

(21) سوال: مراقبہ و محاسبہ سے کیا مراد ہے؟ قرآن و حدیث اور اقوال صوفیہ کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان فرمائیں؟

جواب: ولیء کامل حضرت علامہ قاری محمد مصلح الدین صدیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مراقبہ کے لغوی معنی نگرانی اور حفاظت کرنے کے ہیں اور تصوف کی اصطلاح میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ کو ہر وقت اس بات کا شعور اور یقین رہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ مراقبہ گردن جھکا کر اور آنکھیں بند کر کے بیٹھنے کا نام نہیں بلکہ یہ ایک قلبی عمل ہے جو ہر وقت جاری رہنا چاہئے۔ قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیات میں مراقبہ کی تعلیمات بیان ہوئی ہیں۔

(۱) بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (النساء۔۱)
(۲) اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (الاحزاب۔۵۲)
(۳) تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے۔ (الرعد۔۳۳)
(۴) کیا یہ نہ جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ (العلق۔۱۴)
(۵) بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔ (الفجر۔۱۴)

Marfat.com

(۶) اور وہ تمہارے ساتھ ہے خواہ تم کہیں ہو اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔
(الحدید۔۴)

(۷) اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو کچھ سینوں میں چھپا ہے۔
(مومن۔۱۹)

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ سب کو دیکھ رہا ہے وہ آنکھوں کی چوری اور سینوں میں چھپی ہوئی باتیں بھی جانتا ہے اور اس کا علم ہر شے پر حاوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر مستحکم یقین پیدا کرنے اور اس یقین کے ذریعے اصلاح احوال کرنے کا نام ہی مراقبہ ہے جو کہ صوفیہ کی تعلیمات کا اہم جزو ہے۔ حدیث جبریل جو پہلے بیان کی جا چکی ہے، اس میں احسان سے اکابر صوفیہ نے مراقبہ مراد لیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ضرور یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" (بخاری، مسلم)

ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، تم اللہ تعالیٰ کے حق کی نگرانی کرو اور فکر کے ساتھ اس کی رضا طلب کرتے رہو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ ایک اور حدیث میں ارشاد گرامی ہے، اللہ سے ڈرو تم جہاں کہیں بھی ہو (مسلم) ان احادیث سے بھی مراقبہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے، مراقبہ یہ ہے کہ ہمیشہ ایسے رہو گویا خدا کو دیکھ رہے ہو۔ ابن عطا فرماتے ہیں کہ بہترین اطاعت ہر وقت اللہ تعالیٰ کا مراقبہ ہے۔ جریری کا قول ہے کہ تصوف کی اصل دو باتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے نفس پر اللہ تعالیٰ کا مراقبہ لازم کر لو دوم یہ کہ تمہارے ظاہری اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔

مراقبہ اس لئے ہوتا ہے کہ بندہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو ایسے

Marfat.com

یادر کھے کہ خلاف شرع کوئی کام اس سے سرزد نہ ہو جبکہ محاسبہ اعمال سے قبل اور بعد میں بھی ان کا احتساب کرنے اور انہیں جانچنے کا نام ہے۔ ارشاد ربانی ہے،" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر جان دیکھے کہ کل کے لئے آگے کیا بھیجا اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔" (الحشر۔ ۱۸) دوسری جگہ یوں ارشاد ہوا،" اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔" (البقرہ۔ ۱۱۰) ایک اور جگہ فرمایا گیا،" اور ڈرو اس دن سے جس دن کوئی جان دوسرے کا بدلہ نہ ہو سکے گی۔" (البقرہ۔ ۴۸) مزید فرمایا گیا،" کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔" (البقرہ۔ ۴۴) ایک اور جگہ ارشاد ہوا،" تو کیا تم غور نہیں کرتے۔" (الانعام۔ ۵۵)

ان آیات مقدسہ میں گذشتہ و آئندہ کا محاسبہ کرنے کی تعلیم و ترغیب دی گئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حاسبوا قبل ان تحاسبوا یعنی" اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تم سے حساب لیا جائے اور اپنے اعمال تو لو اس سے پہلے کہ ان کا وزن کیا جائے۔" احیاء العلوم میں امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو اس کا انجام سوچ لے اگر انجام اچھا ہو تو وہ کام کر اور اگر انجام خراب ہو تو اس سے باز رہ۔ (مشکوٰۃ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رات کو اپنی ٹانگوں پر درہ لگاتے اور فرماتے اے نفس تو نے آج کیا کچھ کیا؟ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ بندہ متقین سے نہیں ہوتا جب تک کہ اپنے نفس سے اس طرح حساب نہ کرے جیسے کاروباری شریک سے کیا کرتے ہیں۔ حضرت ذوالنون سے کسی نے پوچھا کہ بندہ جنت میں کن باتوں سے پہنچتا ہے؟ فرمایا، پانچ باتوں سے اول دین پر ایسی استقامت

Marfat.com

سے جس میں ٹیڑھا پن نہ ہو، دوم ایسے اجتہاد سے جس میں سہو نہ ہو، سوم ظاہر و باطن میں مراقبہ سے، چہارم موت کے بعد کے لئے تیاری کرنے سے، پنجم نفس کا محاسبہ کرنے سے قبل اس کے کہ اس کا حساب شروع ہو۔

صوفیہ فرماتے ہیں کہ ہر دن کے آخر میں سونے سے قبل ایک لمحہ ایسا ضرور ہونا چاہئے جس میں بندہ اپنے نفس کا محاسبہ اور باز پرس کرے اور اپنے آپ سے وہ حساب لے جو قیامت میں اس سے کوئی اور لے گا۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ بندہ اگر ہر گناہ پر اپنے گھر میں ایک کنکر ڈال لیا کرے تو تھوڑے ہی دنوں میں اس کا گھر بھر جائے۔ بندہ باوجود کثیر گناہ کرنے کے انہیں بھول جاتا ہے مگر کراما کاتبین نہیں بھولتے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے ہیں" (المجادلہ۔ ۶) اگر ہم روزانہ اپنا احتساب کرنے کی عادت ڈال لیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فضل و کرم سے روزانہ ہمارے گناہوں میں بتدریج کمی ہوتی جائے گی۔

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، "جس نے مخلوق کو توحید کے ذریعے، دنیا کو زہد کے ذریعے اور ماسوی اللہ کو بے رغبتی کے ذریعے فنا کر دیا اس نے پوری کامیابی حاصل کر لی اور دنیا و آخرت کی بھلائی کو پا لیا، قبل اس کے کہ تمہیں موت آئے اپنے نفس، خواہشات اور شیاطین کو مار دو اور عام موت سے پہلے خاص موت کو اختیار کر لو یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو دل سے نکال پھینکو۔ (الفتح الربانی)

خانہء خالی نما تا منزل جاناں شوی
کایں ہوسناکاں دل و جاں جائے دیگر می کنند

"دل کا گھر غیر سے خالی کر تا کہ یہ محبوب کی جلوہ گاہ بنا جائے، اہل حرص و ہوس کے دل و جاں غیروں کا ہی مسکن ہوتے ہیں۔"

Marfat.com

(22) سوال: تزکیہ نفس یا مجاہدہ کسے کہتے ہیں؟ قرآن وسنت اور اقوال صوفیہ کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان فرمائیں؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں مجاہدہ کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔'' (المائدہ۔۳۵) دوسری جگہ ارشاد ہوا، ''اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔'' (الحج۔۷۸) ایک اور جگہ ارشاد ہوا، ''اور جنہوں نے ہماری راہ میں مجاہدہ کیا ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔'' (العنکبوت۔۶۹) بعض مفسرین نے ان آیات میں جہاد سے مجاہدہ مراد لیا ہے خصوصاً آخر الذکر آیت میں مجاہدہ نفس ہے (تفسیر صاوی) کیونکہ یہ آیت جہاد کفار کا حکم آنے سے پہلے نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کا یہ ارشاد مبارک بھی مجاہدہ کی دلیل ہے کہ مجاہد وہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے نفس سے جہاد کیا۔ (ترمذی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ''سارا مجاہدہ ان آیات کریمہ میں جمع فرما دیا ہے کہ ''جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔'' (النزعٰت۔۴۰،۴۱) یہی جہاد اکبر ہے حدیث میں ہے کہ ایک غزوہ سے واپسی پر حضور ﷺ نے فرمایا، ''اب ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ رہے ہیں۔''

ایک صاحب کو انار کھانے کی خواہش ہوئی۔ تیس سال گزر گئے مگر نہ کھایا اس کے بعد خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تیرے نفس کا بھی تجھ پر کچھ حق ہے۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی۔ فرمایا، تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور تشریف لائیں اور فرمائیں اب یہی بہتر ہے کہ صبر کر۔ فوراً خواہش دور ہوگئی۔ اس قسم کی خواہش یا تو نفسانی ہوا کرتی ہے یا

Marfat.com

شیطانی ہے جسے پہچاننے کی دو علامات ہیں ایک یہ کہ شیطانی خواہش میں بہت جلدی کا تقاضا ہوتا ہے کہ فوراً کرلو جبکہ نفس کو ایسی جلدی نہیں ہوتی۔ دوسرے یہ کہ نفس اپنی خواہش پر جما رہتا ہے جب تک وہ خواہش پوری نہ ہو اسے بدلتا نہیں جبکہ شیطانی خواہش کی پہچان یہ ہے کہ ایک خواہش پوری نہ ہوئی تو تیسری خواہش پیدا ہوگئی کیونکہ شیطان کا مقصد گمراہ کرنا ہے خواہ کسی طور پر ہو۔ ایک صاحب کسی بزرگ کے یہاں آئے دیکھا کہ پانی کا مٹکا دھوپ میں رکھا ہے انہوں نے کہا پانی گرم ہوگیا آپ سائے میں رکھ لیتے۔ فرمایا، صبح تو سایہ ہی تھا، پھر دھوپ آگئی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم کی کہ نفس کی خاطر قدم اٹھاؤں۔ (ملفوظات اول)

ممکن ہے کہ آپ یہ سوال کریں کہ انار کھانے ٹھنڈے پانی کی خواہش کرنا گناہ تو نہیں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اولیاء کرام تقویٰ کے اس اعلیٰ مقام پر ہوتے ہیں کہ اگر انہیں کسی چیز کے بارے میں شبہ ہو جائے کہ یہ نفس کا تقاضا ہے تو وہ اس سے گریز کرتے ہیں۔ آپ دیکھئے کہ اول الذکر واقعہ میں یہی پرہیز اور تقویٰ حضور ﷺ کی بشارت کا سبب بنا۔ یہی وجہ ہے کہ جب نفس کی اطاعت کے خوف سے وہ ایسی پاک اشیاء سے گریز کرتے ہیں تو حرام و ناجائز چیزوں سے یقیناً وہ بدرجہا نفرت کرتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ وصل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، خواہشات ترک کر دینا۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ مومن کے ایمان کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار چیزوں کو چھوڑ دے۔ (ترمذی) اور یہ بات مشاہدہ سے ثابت ہے کہ شیطان جب کسی کو گمراہ کرتا ہے تو پہلے اس سے مستحب چھڑواتا ہے پھر رفتہ رفتہ اسے سنتوں کا تارک بنا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ سنتوں کو ہلکا سمجھنے لگ جاتا ہے اور پھر وہ واجبات و فرائض میں بھی غفلت کرنے لگتا ہے اور آخر کار بدعقیدہ و گمراہ ہو جاتا ہے۔ اس کے

Marfat.com

برعکس اہل اللہ مجاہدوں اور ریاضتوں کے ذریعے تزکیہ نفس پر زور دیتے ہیں تا کہ نفس ہمیشہ مطیع وفرمانبردار رہے۔

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا تو ان کی خدمت میں شہد ملا ہوا پانی پیش کیا گیا آپ نے فرمایا یہ بہت اچھا ہے مگر مجھے قرآن پاک کی یہ آیت یاد آ رہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی خواہشات دنیا ہی میں پوری ہونے کا ذکر فرمایا ہے اس آیت کا ترجمہ یہ ہے ''تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور ان سے نفع حاصل کر چکے۔'' میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کے بدلے کے طور پر یہ نعمتیں جلدی نہ دے دی گئی ہوں۔ چنانچہ آپ نے وہ پانی نہ پیا۔ (مشکوٰۃ) یہ مجاہدہ ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ''خواہشات کا غلام دنیا و آخرت میں عذاب میں مبتلا رہتا ہے، دنیا میں ان کے حصول کی وجہ سے اور آخرت میں ان کے حساب و کتاب کے باعث۔ جس کی خوراک زیادہ ہوگی اس کے پیٹ کا گوشت بھی زیادہ ہوگا اور اس کی شہوات بھی زیادہ ہوں گی اور آخر کار اس کے گناہ بھی زیادہ ہوں گے۔ پس جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اس کا دل سخت ہوگا وہ خوف خدا نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ نافرمان ہوگا اور جہنم میں جائے گا۔''

پیران پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ الفتح الربانی میں فرماتے ہیں، ''تو اپنے باطن میں رب تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کر اگرچہ ظاہر میں مخلوق کے ساتھ رہ۔ اپنے نفس کو حملہ کے لیے سر نہ اٹھانے دے اور اس پر سوار ہو جا ورنہ وہ تجھ پر سوار ہو جائے گا اور اسے زیر کر لے ورنہ وہ تجھے زیر کر لے گا۔ اگر تیرا نفس اطاعت الٰہی میں تیرا فرمانبردار ہو جائے تو بہتر ورنہ اس کو بھوک و پیاس اور تذلیل و تنہائی سے سزا دے اور جب تک تو مطمئن نہ ہو جائے اور نفس ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرنے

Marfat.com

لگے اس وقت تک تو یہ کوڑا اس سے نہ اٹھا اور اسے ہمیشہ شکستہ و کمزور رکھ۔ ان سب امور پر تجھے جبھی مدد مل سکتی ہے کہ تو رضائے الٰہی کا طالب رہے اور گناہوں سے بچے، تیرا ظاہر و باطن یکساں ہو جائے اور احکام الٰہی سے موافقت ہو نہ کہ مخالفت، اطاعت ہو نہ کہ معصیت، شکر ہو نہ کہ ناشکری، ذکر ہو نہ کہ نسیان اور خیر ہو نہ کہ شر۔"

امید ہے کہ ان دلائل سے تزکیہ نفس و فلاح حقیقی کے لئے مجاہدات کی اہمیت واضح ہو گئی ہو گی۔

(23) سوال: قرآن پاک میں ہے نماز بے حیائی سے روکتی ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے لوگ نماز پڑھنے کے باوجود وی سی آر اور گانے بجانے کی بے حیائیوں میں مبتلا ہیں۔ اس کا کیا سبب ہے؟

جواب: اس کے دو اہم اسباب ہیں، اول یہ کہ ان کی نماز کامل نہیں ہوتی وہ نہ نماز کی ظاہری شرائط کا خیال کرتے ہیں نہ باطنی شرائط کا۔ بس وہ سر سے بوجھ اتارنے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوا، "تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں۔" (الماعون) یعنی نہ تو پابندی سے نمازیں ادا کرتے ہیں اور نہ ہی نمازوں کو صحیح طریقے کے مطابق ادا کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا، "جس شخص کی نماز اسے بے حیائی اور برے کاموں سے نہ روکے وہ درحقیقت نماز ہی نہیں۔" (الدر المنثور) معلوم ہوا کہ جب تک پورے حقوق ادا نہ کئے جائیں نماز کامل نہیں ہوتی۔

دوم یہ کہ جب تک وہ لوگ نماز پڑھتے ہیں کم از کم اتنی دیر تک تو یقیناً وہ بے حیائی اور برے کاموں سے بچے رہتے ہیں اور بے شک یہ رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک بڑا فائدہ ہے، جو انہیں حاصل ہوتا ہے۔ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ

Marfat.com

نماز میں وسوسے اور دنیاوی خیالات بہت آتے ہیں اس لیے نماز پڑھنے کا کیا فائدہ؟ تو یہ بات بھی شیطان ہی کا دھوکا ہے۔ وہ عبادت سے دور کرنے کے لئے وسوسے ڈالتا ہے اور عبادت کا اثر زائل کرنے کے لئے نماز کے فوراً بعد گناہ کے کاموں کی طرف راغب کرتا ہے۔ لیکن ان وجوہ کی بنا پر نماز ہرگز نہیں چھوڑنی چاہئے۔ مثنوی مولانا روم میں ہے کہ ایک ذکر الٰہی کرنے والے کو شیطان نے بہکایا، کہ تم نے اتنا ذکر کیا اس سے کیا فائدہ ہوا، اس وسوسہ کی وجہ سے اس نے ذکر و عبادت سب چھوڑ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کو وحی کی کہ اس ذاکر و عابد سے کہہ دو کہ جب بادشاہ کسی پر خفا ہوتا ہے تو اس کو اپنی بارگاہ میں نہیں آنے دیتا۔ بارگاہ میں حاضری کی سعادت دینا ہی اس کی رضا کی علامت ہے۔ اسی طرح میرا اپنے ذکر کی توفیق دینا ہی میری رضامندی ہے۔

صحابہ کرام جب نماز پڑھتے تو اردگرد سے بے نیاز ہو کر سکون و اطمینان سے نماز ادا کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ خشوع کرنے والے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز سکون سے پڑھتے ہیں۔ جامع صغیر میں ہے کہ نماز اس شخص کی طرح پڑھا کرو جسے یقین ہو کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ حضرت حاتم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا آپ نماز کس طرح پڑھتے ہیں؟ فرمایا، جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو اچھی طرح وضو کر کے جائے نماز پر اطمینان سے کھڑا ہو جاتا ہوں اور یہ تصور کرتا ہوں کہ کعبہ میرے سامنے ہے، جنت میرے دائیں طرف اور دوزخ میرے بائیں طرف ہے اور میں پل صراط پر کھڑا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ موت کا فرشتہ میرے سر پر ہے اور یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر میں نہایت عاجزی سے اللہ اکبر کہتا ہوں معانی کو ذہن میں رکھ کر تلاوت کرتا ہوں نہایت خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتا ہوں پھر اللہ کی رحمت سے اس کے قبول ہونے کی امید رکھتا

Marfat.com

ہوں اور اپنے اعمال کے ناقص ہونے کی وجہ سے اس کے ٹھکرا دیئے جانے کا خوف کرتا ہوں۔ اللہ اکبر! یہ ہے اللہ والوں کی نماز! باری تعالیٰ ہمیں اولیاء کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ خشوع وخضوع کے متعلق غیب بتانے والے آقا نبی اکرم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ ضرور یقین رکھو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ تصور ہمارے دلوں میں راسخ ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے (اور صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ خلوت وجلوت میں ہم یہ تصور رکھیں) تو ہم گناہ چھوڑ دیں گے اور ہماری زندگیوں میں روحانی انقلاب آ جائے گا۔ اس کو حدیث پاک میں احسان کی کیفیت سے تعبیر فرمایا گیا جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا۔ یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ نماز میں احسان کی تکمیل اور حقیقی روحانیت کا حصول جبھی ممکن ہے کہ جان کائنات رحمت عالم ﷺ کی روحانی بارگاہ میں حاضری دی جائے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اشعۃ اللمعات جلد اول میں فرماتے ہیں، ''بعض اہل معرفت نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرے اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہوئے ہے پس حضور ﷺ (روحانی طور پر) نمازیوں کی ذوات میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس حقیقت سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے روشن اور کامیاب ہو جائے۔''

Marfat.com

(24) سوال: اکثر ایسا ہوتا ہے کہ نماز کی مسلسل پابندی کر لیں تو بڑائی کا احساس پیدا ہونے لگتا ہے صوفیہ نے خود پسندی کو تکبر کی ایک قسم قرار دیا ہے اور اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ اس مرض کا کیا علاج ہے؟

جواب: اس مرض کا علاج نبی کریم ﷺ کی اس حدیث مبارکہ میں موجود ہے جسے بخاری و مسلم نے روایت کیا کہ سرکار ابد قرار ﷺ کا ارشاد ہے، "جب تم کسی سے کوئی اپنے سے اعلیٰ کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے سے ادنیٰ کو بھی دیکھ لے۔ اب اس حدیث پاک سے یہ مسئلہ یوں سمجھئے کہ جب آدمی عبادات کی پابندی کرے تو ان محبوبان خدا کو یاد کرے جو ایک لمحہ بھی یاد خدا سے غافل نہ رہے، امام اعظم نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر ادا فرمائی۔ امام احمد بن حنبل دن بھر فقہی تعلیم و تدریس کے باوجود رات دن میں تین سو رکعات نفل پڑھتے۔ امام ابو یوسف قاضی القضاۃ ہونے کی مصروفیات ہونے کے باوجود دو سو رکعات نفل پڑھتے۔ حافظ حدیث حضرت ثابت بنانی نے پچاس برس شب بیداری کی۔ حضرت سعید بن مسیّب نے پچاس برس عشاء کے وضو سے فجر پڑھی۔ امام اعظم رمضان میں ۶۱ قرآن پاک تلاوت فرماتے۔ اور بارگاہ الٰہی میں ساری ساری رات رونے والوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

اب جو شخص پانچ نمازوں کی پابندی کرے اور ساتھ ہی ان بزرگان دین کے واقعات بھی پڑھتا رہے تو بڑائی کا احساس پیدا نہیں ہوگا بلکہ نیکی کی طرف مزید شوق و ذوق اور رغبت پیدا ہوگی۔ اور اسی طرح آدمی جب اپنے سے ادنیٰ کو دیکھے تو خدا کا شکر کرے، شیخ سعدی فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بارگاہ الٰہی میں آفات روزگار پر شکوہ نہ کیا لیکن ایک بار تنگ دستی کی وجہ سے صبر کا دامن چھوٹ گیا میرے پاس جوتی خریدنے کی بھی استطاعت نہ تھی میں ننگے پاؤں جا رہا تھا اور دل ہی دل میں کڑھتا تھا

Marfat.com

کہ میری نظر ایسے شخص پر پڑی جس کے پاؤں ہی نہیں تھے۔ میں نے فوراً خدا کا شکر ادا کیا کہ جوتی نہ سہی اللہ تعالیٰ نے مجھے پاؤں تو دیئے ہیں۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جو عبادات سے غافل ہوں ان کو حقیر نہ سمجھے بلکہ ان کی اصلاح کے لئے خلوص دل سے کوشش کرے اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور بزرگان دین کے حالات زندگی پڑھے اس سے آدمی غرور و تکبر سے بھی بچے گا اور مزید نیک بننے کے لئے جستجو بھی کرے گا۔ امام غزالی منہاج العابدین میں فرماتے ہیں، اپنے نیک اعمال کو عظیم اور بڑے سمجھنے کا نام خود پسندی یا عجب ہے۔ اس سے بچنا دو وجہ سے ضروری ہے۔ اول یہ کہ اس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے محروم ہو جاتا ہے اور دوم یہ کہ اس سے نیک اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ اس سے بچاؤ کے لئے ضروری ہے کہ بندہ اپنے اعمال کو حقیر جانے، لوگوں کی تعریف و توصیف کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا طلب گار رہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے ہماری برائیوں، ہمارے عیوب اور گناہوں کی گندگی کے باوجود اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت عطا فرمائی۔ بلاشبہ اسے اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل جانے۔ اور پھر اپنے نیک اعمال کی قبولیت کے بارے میں فکر مند رہے۔

امام غزالی فرماتے ہیں کہ عطا سلمی علیہ الرحمہ نے نہایت اچھا کپڑا بنا پھر اسے فروخت کے لئے بازار میں لے گئے اور بزاز کو دکھایا، اس نے بہت کم قیمت لگائی اور اس کپڑے کے بہت سے عیب بتا دیئے۔ عطا رونے لگے۔ بزاز آپ سے معذرت کرنے لگا اور آپ کی مانگی ہوئی قیمت دینے پر راضی ہو گیا۔ آپ نے فرمایا، میں اس لئے نہیں رویا بلکہ میرے رونے کا اصل سبب یہ ہے کہ میں کپڑے کی صنعت جانتا ہوں میں نے مضبوط، عمدہ اور خوبصورت کپڑا بنانے کے لئے بہت محنت کی اور میرے نزدیک اس میں کوئی عیب نہیں تھا۔ لیکن جب میں اس کے

Marfat.com

عیوب جاننے والے کے پاس لایا تو اس نے سارے عیوب ظاہر کر دیے جن سے میں بے خبر رہا۔ مجھے یہ فکر ہوئی کہ ہمارے ان اعمال کا کیا ہوگا جو کل اللہ تعالیٰ علام الغیوب کی بارگاہ میں پیش کیے جائیں گے تو معلوم نہیں کہ ان میں کتنے عیوب اور کتنی خامیاں ظاہر ہوں گی، جن سے آج ہم بے خبر اور غافل ہیں۔ پھر امام صاحب نے فرمایا، ایسے اخروٹوں کی کثرت کوئی نفع نہیں دیتی جن میں گری اور مغز نہ ہو اور ایسے مکانوں کی بلندی کوئی فائدہ نہیں دیتی جن کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں۔ لہٰذا ان حقائق کو ذہن نشین رکھنا چاہیے۔

(25) سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو غوث اعظم کہنا شرک ہے اس بارے میں آئمہ دین کے اقوال ارشاد فرمایئے نیز یہ بھی بتایئے کہ غیر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: غوث اعظم کے معنی ہیں "بڑا فریاد رس" اور غوث الثقلین کے معنی ہیں "جن وانس کے فریاد رس"۔ جیسے مددگار و حاجت روا حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کی دی ہوئی طاقت سے اس کے محبوب بندے بھی مددگار و حاجت روا ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عطا سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غوث اعظم ہیں۔

اعلیٰ حضرت محدث دہلوی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الامن والعلیٰ میں حضور ﷺ کے دافع بلا و مشکل کشا ہونے کے ثبوت میں ۶۰ آیات اور ۳۰۰ احادیث پیش فرمائی ہیں ان میں حدیث نمبر ۱۸۹ میں ہے کہ خلافت فاروقی میں جب قحط پڑا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو مصر میں فرمان بھیجا اور اس میں یہ بار بار تحریر کیا، فیا غوثاہ ثم غوثاہ۔ یعنی ارے فریاد کو پہنچو ارے فریاد رسی کرو۔ اس حدیث کو ابن خزیمہ نے صحیح میں، حاکم نے مستدرک میں اور بیہقی نے سنن میں

Marfat.com

روایت کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ غوث کا لفظ مخلوق کے لئے بولنا جائز ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ ائمہ نے یہ لفظ سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے لئے استعمال فرمایا۔

مرزا مظہر جانجاناں نے اپنے ملفوظات میں غوث الثقلین اور غوث اعظم کے لقب آپ کے لئے تحریر فرمائے، قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے سیف المسلول میں متعدد بار غوث الثقلین کا لقب ارشاد فرمایا، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ہمعات میں غوث اعظم لکھا جبکہ انفاس العارفین میں ان کے والد اور نانا نے بھی غوث اعظم ہی کے لقب سے پیران پیر کو یاد کیا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں غوث اعظم تحریر فرمایا، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بھی مکاشفات غیبیہ میں غوث الثقلین اور مکتوبات میں غوث اعظم کے لقب سے یاد فرمایا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اور مولانا عبدالرحمٰن جامی نے غوث الثقلین فرمایا اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں غوث اعظم اور غوث الثقلین فرمایا۔ ائمہ دین کے حوالے پیش کرنے کے بعد اب دیو بندی وہابی حضرات کے پیشوا اور امام مولوی اسماعیل دہلوی کا حوالہ پیش کرتا ہوں کہ

؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ان کی کتاب صراط مستقیم (اردو) مطبوعہ سعید اینڈ سنز کراچی ملاحظہ فرمایئے ص ۱۹۸ پر اور ص ۲۱۸ پر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم کہا گیا ہے جبکہ ص ۲۴۲ پر غوث الثقلین کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیران پیر و دستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم یا غوث الثقلین کہنا ہر گز شرک یا ناجائز نہیں۔

اب آپ کے دوسرے مسئلے کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں! سورہ البینہ کی آخری آیت میں ارشاد ہے۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن

Marfat.com

خشی ربہ ۔ یعنی رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابی ہو یا غیر صحابی جو خشیت الٰہی رکھتا ہو اس کے لئے رضی اللہ عنہ کا اطلاق جائز ہے۔ علامہ شامی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ "صحابہ کرام کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا مستحب ہے اور تابعین وغیرہ کے لئے رحمۃ اللہ علیہ۔ اور اس کا الٹ یعنی صحابی کے لئے رحمۃ اللہ علیہ اور تابعین اور ان کے بعد کے علماء و اولیاء کے لئے رضی اللہ عنہ بھی جائز ہے۔" امام قاضی عیاض مالکی کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ "انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ علماء و اولیاء کو غفران و رضا سے یاد کیا جائے یعنی غفر اللہ تعالیٰ لھم اور رضی اللہ عنھم کہا جائے۔" (شرح شفا) اکابرین امت کا اسی پر عمل ہے۔

امام رازی نے تفسیر کبیر کی جلد ۶ میں امام اعظم کو جبکہ محدث علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ا میں امام اعظم، امام شافعی اور کئی اولیاء کرام کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ا میں امام شافعی کو اور امام بخاری کو بھی رضی اللہ عنہ لکھا ہے نیز اخبار الاخیار میں ۱۵ جگہ حضور غوث پاک کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے فقیہہ اعظم علامہ شامی نے فتاویٰ شامی کی پہلی جلد میں امام اعظم ابوحنیفہ (تابعی) کو ۶ جگہ اور امام شافعی کو ۷ جگہ رضی اللہ عنہ تحریر فرمایا ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں حضرت غوث اعظم کے نام کے ساتھ کئی جگہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے نیز القول الجمیل میں بھی حضور غوث اعظم، خواجہ نقشبند اور خواجہ غریب نواز کے اسماء گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہم تحریر کیا ہے۔ اسی طرح کی بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن سب سے اہم گواہی معترضین کے گھر سے ملاحظہ فرمائیں۔ تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۲۸ پر اکابرین دیوبند مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے ناموں کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہما لکھا گیا ہے، غیر مقلدوں کے پیشوا

Marfat.com

نواب صدیق حسن بھوپالی کی کتاب "الداء والدواء" کے صفحہ ۱۵۳ پر ختم خواجگان و ختم مجدد کے ساتھ رضی اللہ عنہم جبکہ صفحہ ۱۵۴ پر شیخ عبدالقادر جیلانی کے اسم گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ تحریر کیا گیا ہے۔ ثابت ہوا کہ غیر صحابہ کے ناموں کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا ہر مکتبہ فکر کے نزدیک جائز ہے۔

(26) سوال: گیارہویں شریف کیا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فاتحہ پڑھنے سے کھانا حرام ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ گیارہویں شریف تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے شروع کی تھی، راہنمائی فرمایئے؟

جواب: حضور غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی، ذکر واذکار اور فاتحہ ولنگر وغیرہ پر مشتمل محفل عموماً کسی بھی دن اور خصوصاً چاند کی ۱۱ تاریخ کو منعقد ہوتی ہے، اسے گیارہویں شریف کہا جاتا ہے۔ اس کی اصل ایصال ثواب ہے جو کہ قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، "عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔" (الحشر۔۱۰) معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا دوسرے مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت کرنا قرآن سے ثابت ہے اور ایصال ثواب بھی دراصل دعا ہی کی ایک صورت ہے۔

ابوداؤد اور نسائی نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بارگاہ نبوت میں عرض کی، یارسول اللہ ﷺ! ام سعد کا انتقال ہوگیا اب ان کے ایصال ثواب کے لئے کون سا صدقہ بہتر ہے؟ فرمایا، پانی۔ لہٰذا حضرت سعد نے کنواں کھدوا کر فرمایا، "یہ ام سعد کے لئے ہے۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی شے کو میت کی طرف منسوب کرنا نہ تو گناہ ہے اور نہ ہی اس طرح وہ شے حرام ہوتی ہے

Marfat.com

جیسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنوئیں کو اپنی والدہ کی طرف منسوب کیا اسی طرح ہم گیارہویں شریف کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث پاک بخاری و مسلم میں ہے جس میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے متعلق سوال کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، تمہارے صدقہ خیرات کا انہیں ثواب پہنچے گا۔ ترمذی کی ایک حدیث میں ایک شخص کا اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے باغ کا صدقہ دینا بیان ہوا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی ہم اپنے مردوں کے لئے دعائیں، صدقات و خیرات اور حج کرتے ہیں کہ یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں؟ فرمایا، ہاں ضرور پہنچتی ہیں، اور وہ ان سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تم ایک دوسرے کے ہدیے سے خوش ہوتے ہو۔ (مسند احمد) حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمیشہ حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے (ترمذی) نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کی طرف سے قربانی فرمائی (مسلم، ابوداؤد، ترمذی) ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایصال ثواب سنت سے ثابت ہے، نیز مالی و بدنی عبادات کا ایصال ثواب ارواح مسلمین کو ہوتا ہے اور وہ ایصال ثواب کا ہدیہ پا کر خوش ہوتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں، ”حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد کی طرح سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو انہی سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ، درود، صدقات اور ان کے نام کی نذریں مسلمانوں میں رائج و معمول ہیں چنانچہ تمام اولیاء سے بھی یہی معاملہ کیا جاتا ہے۔ (الامن والعلی بحوالہ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۹۶) آپ اپنے فتاویٰ کی پہلی جلد میں فرماتے ہیں، ”نیاز کا وہ کھانا جس کا ثواب امام حسن و امام حسین رضی اللہ عنہما کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ، قل اور درود پڑھا جائے تو وہ کھانا برکت والا ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔“

Marfat.com

شاہ صاحب کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کھانے پر فاتحہ پڑھتے وقت سورہ فاتحہ، چاروں درود اور قل شریف پڑھا جاتا ہے اور اس سے طعام متبرک ہو جاتا ہے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی عوارف المعارف میں اُس کی حکمت یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''تلاوت کرنے سے کھانے کے اجزاء ذکر کے انوار سے معمور ہو جاتے ہیں اور کھانے میں کوئی خرابی بھی پیدا نہیں ہوتی اور ایسا طعام کھانے سے دل کی کیفیت بھی بدل جاتی ہے۔''

کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھنا اور دعائے برکت کرنا متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ غزوہ تبوک کے دن حضورﷺ نے کھانے پر برکت کی دعا فرمائی، بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے کھانا سامنے رکھ کر کچھ پڑھا اور دعا فرمائی۔ بخاری و مسلم کی ہی ایک اور حدیث میں نبی کریمﷺ کا حلوہ پر دعائے برکت فرمانا مذکور ہے۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ کھانا سامنے رکھ کر اس پر تلاوت کرنا اور دعا مانگنا بلاشبہ جائز ہے۔ بلکہ مسلم شریف میں ہے کہ جس کھانے پر اللہ کا نام نہ لیا جائے شیطان اسے اپنے لئے حلال سمجھتا ہے یعنی بسم اللہ پڑھ کر کھانا چاہئے۔ سورۃ الانعام آیت ۱۱۸ میں ارشاد ہوا، ''تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔'' آپ بتایئے کہ فاتحہ میں کیا پڑھا جاتا ہے۔ کیا چاروں قل اور سورۂ فاتحہ پڑھنے سے کھانا حلال ہو جاتا ہے؟ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ پڑھنے سے شیطان اس کھانے کو حرام نہیں سمجھتا اور قرآن سے معلوم ہوا کہ جس طعام پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے وہ کافر نہیں کھاتے۔ سچ ہے کہ پاک چیزیں پاک لوگوں کے لئے اور ناپاک چیزیں ناپاک لوگوں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے۔ آمین!

Marfat.com

اکابرین دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۲۳ پر لکھتے ہیں، ''ثواب پہنچانے کی جو شکل اس زمانے میں رائج ہے کسی ایک قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے حضرت غوث پاک قدس سرہ کی گیارہویں، دسواں، بیسواں، چہلم، ششماہی، برسی وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ، شب برات کا حلوہ اور ایصال کے دوسرے طریقے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، ''بے شک ہمارے شہروں میں غوث اعظم کی گیارہویں شریف مشہور ہے اور یہی تاریخ اہل ہند میں سے آپ کی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے۔'' (ماثبت بالسنۃ) شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ماہ ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو غوث الثقلین کا عرس کیا کرتے تھے (اخبار الاخیار) امام عارف کامل شیخ عبدالوہاب متقی مکی قدس سرہ بھی غوث الثقلین کا عرس کیا کرتے تھے (ماثبت بالسنۃ) محدث دہلوی قدس سرہ اسی کتاب میں عرس کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''بعض متاخرین مشائخ مغرب نے فرمایا ہے کہ جس دن اولیاء کرام وصال فرما کر بارگاہ قدس میں پہنچتے ہیں اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی امید ہے اور یہ متاخرین ہی کے بتائے ہوئے مستحسن اعمال میں سے ہے۔''

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں، حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ اور اکابرین شہر وغیرہ جمع ہوتے، نماز عصر تا مغرب تلاوت قرآن کرتے اور حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعریف میں قصائد اور منقبت پڑھتے بعد مغرب سجادہ نشین، مریدین و حاضرین کے درمیان بیٹھ کر انہیں ذکر بالجہر کراتے اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی پھر طعام و

Marfat.com

شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء ادا کر کے لوگ رخصت ہوتے۔
(ملفوظات عزیزی) .

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات اپنی کتاب کلمات طیبات میں جمع فرمائے ہیں اس کا فارسی نسخہ مطبوعہ دہلی ص ۷۷ ملاحظہ ہو، مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک وسیع چبوترہ پر بہت سے اولیاء کرام حلقہ کی صورت میں مراقبہ میں ہیں جن میں خواجہ نقشبند اور حضرت جنید بغدادی بھی تشریف فرما ہیں، پھر یہ حضرات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے استقبال کو چل دیئے۔ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ چادر اوڑھے برہنہ پاؤں ایک صاحب بھی تھے جن کا ہاتھ تعظیم سے آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر ایک صاف وشفاف حجرہ مبارک ظاہر ہوا جس پر نور کی بارش ہو رہی تھی، یہ تمام بزرگ اس میں شامل ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا عرس یعنی گیارہویں شریف ہے اور یہ تمام بزرگ اس عرس کی تقریب میں تشریف لے گئے ہیں۔"

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ شیخ عبدالوہاب متقی مکی، شیخ امان اللہ پانی پتی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مرزا مظہر جانجاناں، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور اکابر اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ نہ صرف گیارہویں شریف کے جواز کے قائل تھے بلکہ خود گیارہویں شریف کیا کرتے تھے اور یہ سب اعلیٰ حضرت سے پہلے زمانے کے بزرگ ہیں بلکہ ماثبت بالسنۃ کی عبارت سے تو یہ ثابت ہوا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے یعنی ۹۵۸ھ تا ۱۰۵۲ھ میں گیارہویں شریف تمام شہروں میں مشہور ہو چکی تھی۔ جبکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث

Marfat.com

بریلوی قدس سرہ ۱۲۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ پس معلوم ہوا کہ گیارہویں شریف اور اعراس اولیاے کرام امت مسلمہ کا صدیوں سے معمول رہے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک بنیادی اصول حدیث پاک کے حوالے سے سن لیجئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ''جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔'' (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) یعنی کوئی جائز کام جو نیا اور مسلمانوں میں رائج ہو جائے تو اسے ناجائز یا گناہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ بدعت سیئہ بھی ہوتی ہے اور حسنہ بھی۔ فتاویٰ عزیزی ج اول سے زیر بحث موضوع پر ایک عبارت پیش کیے دیتا ہوں، فرماتے ہیں ''صورت مروجہ جس میں بہت سے لوگ جمع ہو کر قرآن پاک ختم کرتے ہیں پھر طعام و شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کی جاتی ہے یہ صورت حضور ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانے میں معمول نہ تھی لیکن کوئی اگر اس طرح کرے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طریقے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ زندوں اور مردوں دونوں کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔''

(27) سوال: اولیاء اللہ کے لئے نذر ماننا کیسا ہے؟ بعض لوگ اسے شرک گردانتے ہیں اس مسئلہ کی بھی وضاحت فرمادیجئے؟

جواب: قرآن مجید کی سورہ دھر آیت ۷ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے، ''(وہ) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے۔'' (کنز الایمان) سورہ حج آیت ۲۹ میں ارشاد ہوا، ''پھر اپنا میل کچیل اتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر کا طواف کریں۔'' ان آیات سے معلوم ہوا کہ صالحین اپنی منتوں اور نذروں کو پورا کرتے ہیں۔

Marfat.com

نذر کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ ایسی عبادت اپنے اوپر واجب کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب نہ کی ہو جیسے کوئی یہ منت مانے کہ فلاں کام ہونے پر سو رکعات نفل پڑھوں گا۔ یہ نفل اس نے نذر کے ذریعہ اپنے اوپر واجب کر لیے۔ عرف میں نظر کا مفہوم ہے کسی بزرگ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنا مثال کے طور پر کوئی یہ نظر مانے کہ فلاں کام ہو جانے پر داتا صاحب پر کھانا تقسیم کروں گا یا گیارہویں شریف کروں گا وغیرہ۔ اس نذر کا مقصد ان بزرگ کو ایصال ثواب کرنا ہوتا ہے یہ نظر بلاشبہ جائز ہے اور ایصال ثواب کے مسنون ہونے میں تو کوئی شک نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے نذر کی دو قسمیں ارشاد فرمائی ہیں چنانچہ بخاری شریف میں ہے کہ جو نذر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہو وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اسے پورا کرنا چاہئے اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ہو وہ شیطان کے لئے ہے اسے پورا نہیں کرنا چاہئے۔ اس حدیث سے نذر کی دو قسمیں نذر فی طاعة الله نذر فی معصية الله معلوم ہوئیں۔

نذر فی طاعة الله کی مزید دو قسمیں ہیں۔

(۱) نذر مجازی۔ (۲) نذر حقیقی۔

نذر مجازی یہ ہے کہ لغوی معنوں میں یا عرف میں کوئی شے بطور ہدیہ و نذرانہ کسی کی خدمت میں پیش کی جائے یا کسی ولی کے ایصال ثواب کے لئے کوئی جانور نامزد کر دیا جائے اور اس نذر کا مقصد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو اور ثواب عطا فرمائے تو یہ نظر بالکل جائز اور باعث خیر و برکت ہے جبکہ نظر حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نور مجسم ﷺ سے دریافت کیا کہ ان کی والدہ نے ایک نذر مانی تھی اور وہ نذر پوری کرنے سے قبل

Marfat.com

ہی انتقال کر گئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تم اپنی والدہ کی طرف سے نذر کو پورا کرو۔ ابو داؤد کے حوالے سے مشکوٰۃ میں یہ حدیث موجود ہے کہ ایک صحابی نے مقام بوانہ پر ایک اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی تھی انہوں نے رسول معظم ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ بات عرض کی تو آپ نے فرمایا، کیا وہاں جاہلیت کے بتوں میں سے کوئی بت ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ پھر فرمایا، کیا وہاں مشرکوں کا کوئی میلا لگتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا، تم اپنی نذر پوری کرو۔

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ کسی ولی کے مزار پر یا کسی خاص جگہ جا کر بھی کوئی منت پوری کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہاں بتوں کی پوجا نہ ہوتی ہو، مشرکوں کا میلا نہ لگتا ہو اور وہ منت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر مبنی نہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام منت مانتے تھے اور نبی ﷺ ان منتوں کو پورا کرنے کی تعلیم ارشاد فرماتے تھے۔ علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں، جو نذر اولیاء اللہ کے لئے مانی جاتی ہے اور اسے مریض کے شفا حاصل کرنے اور غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے وہ نذر مجازی ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ اولیاء کے مزارات پر خادمین کے لئے صدقہ کیا جائے۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمایئے وہ فرماتے ہیں، "اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچایا جائے اور یہ مسنون ہے اور صحیح احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ام سعد رضی اللہ عنہا کا حال بخاری و مسلم میں مذکور ہوا، مقصد یہ ہے کہ نذر کا ثواب کسی ولی کی روح کو پہنچایا جائے اور ولی کا ذکر جس عمل کی نذر مانی ہے اس کے لئے ہے نہ کہ مصرف کے لئے، اور طعام و مال کا مصرف اس ولی کے عزیز و اقارب، اس کے خدام اور اس کے متوسلین ہیں بلاشبہ ان نذر کرنے والوں کا یہی مقصود ہے اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے

Marfat.com

اور اس کا پورا کرنا واجب ہے کیونکہ شرعاً یہ معتبر اور باعث قربِ الٰہی ہے۔" (فتاویٰ عزیزی (فارسی) جلد ا ص ۱۲۱)

نذر پورا کرنے سے متعلق ایک واقعہ یاد آیا ہے جسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں تحریر کیا ہے اس کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کیونکہ شاہ ولی اللہ وہ ہستی ہیں کہ جنہیں دیوبندی اور اہلحدیث حضرات بھی اپنا پیشوا کہتے ہیں جبکہ وہ خالص اہلسنت عقائد رکھتے تھے۔ لکھا ہے کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فرہاد بیگ کو کوئی مشکل پیش آئی اس نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ! اگر میری مشکل حل ہوگئی تو اتنے روپے ان حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کروں گا۔ وہ مشکل حل ہوگئی اور وہ شخص نذر دینا بھول گیا کچھ دنوں بعد اس کا گھوڑا شدید بیمار ہوگیا اور مرنے کے قریب تھا کہ ہمیں علم ہوا تو ایک خادم کے ذریعے اسے پیغام بھیجا کہ یہ پریشانی نذر پوری نہ کرنے کی وجہ سے ہے اگر اپنا گھوڑا سلامت چاہتے ہو تو جو نذر تم نے فلاں جگہ مانی تھی وہ بھیج دو۔ فرہاد بیگ نے وہ نذر بھیج دی اسی وقت اس کا گھوڑا صحت یاب ہوگیا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نصیحت

"اگر بنیاد مضبوط نہ ہو تو اوپر کی عمارت مضبوط ہونے کا فائدہ نہیں اگر بنیاد ہو اور اوپر کی تعمیر میں نقص آجائے تو اس نقص کی تلافی ہو سکتی ہے۔

اعمال کی بنیاد توحید و اخلاص ہے جس کی یہ بنیاد کمزور ہو اس کے پاس کچھ نہیں۔"

Marfat.com

باب ہفتم:

ترک دنیا اور تصوف

(28) سوال: موجودہ دور میں جبکہ برائیاں تیزی سے رگ و پے میں سرایت کرتی جارہی ہیں اور ہر شخص دنیا کی محبت اور زیادہ سے زیادہ مال کمانے کی فکر میں مبتلا ہے فلاح اور روحانیت عملی طور پر کیسے حاصل کی جاسکتی ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے: "(قیامت کے دن) مجرم آرزو کرے گا کاش اس دن کے عذاب سے چھٹنے کے بدلے میں اپنے بیٹے اور اپنی جورو اور اپنا بھائی اور اپنا کنبہ جس میں اس کی جگہ ہے اور جتنے زمین میں ہیں سب، پھر یہ بدلہ دینا اسے بچا لے! ہرگز نہیں وہ تو بھڑکتی آگ ہے کھال اتار لینے والی، بلا رہی ہے اس کو جس نے پیٹھ دی اور (حق سے) منہ پھیرا اور جوڑ کر (مال کو) محفوظ کرلیا۔" (المعارج:۱۱۔۱۸، کنزالایمان) ان آیات مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن منکرین حق کو پیش آنے والی حالت بیان فرمادی ہے تاکہ مسلمان دنیا کی محبت میں آخرت کو فراموش نہ کردیں اور اخروی زندگی کے لئے نیکیوں کو جمع کرتے رہیں۔

یہ بات ذہن نشین رکھیے کہ دنیا عمل کی جگہ ہے اور آخرت سزا اور جزا کی۔ اس پر یقین کامل کرکے پہلے دین کا علم حاصل کیجیے کہ علم بہت سی روحانی بیماریوں کا علاج ہے اور پھر تمام حرام کاموں سے بچیے خصوصاً حرام کمائی سے۔ امام مالک رضی

Marfat.com

اللہ عنہ سے پوچھا گیا، دنیا سے بے رغبت ہونے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا، حلال کمائی اور چھوٹی اُمیدیں۔ (مشکوٰۃ)

حلال مال کمانا کوئی بری بات نہیں ہے بس یہ حلال مال راہ خدا میں دل کھول کر خرچ کریں خوب خیرات کریں آپ دیکھیں گے کہ مال کی محبت دل سے نکل جائے گی۔ یہاں حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے ایک ارشاد کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے آپ نے فرمایا، ''گذشتہ زمانے میں مال جمع کرنا ناپسندیدہ کام تھا لیکن آج مال مومن کے لئے ڈھال ہے یعنی بہت سے گناہوں سے بچنے کا ذریعہ ہے، اگر یہ مال نہ ہوتو حاکم و امراء ہمیں رومال بنا لیتے یعنی اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتے پس جس کے پاس کچھ مال ہو اسے چاہئے کہ اس کی حفاظت کرے اور بڑھائے کیونکہ اس پُر فتن دور میں اگر کوئی محتاج ہو جائے تو عجب نہیں کہ وہ جو چیز پہلے خرچ کرے وہ اس کا دین ہو لہٰذا حلال مال میں فضول خرچی کی گنجائش نہیں۔'' (مشکوٰۃ)

آپ غور فرمائیں کہ رہائش، لباس اور طعام یہ ضروریات زندگی ہیں جس کے پاس اتنا مال بھی نہ ہو وہ بقدر ضرورت مال ضرور جمع کرے البتہ جسے اللہ تعالیٰ نے خوب نوازا ہو اور وہ اپنا مال وی سی آر اور ڈش انٹینا خریدنے میں لگائے اور ایسی ہی دیگر عیاشیوں کے لئے مزید کمانے کی فکر میں رہے تو وہ یقیناً دنیا کا بندہ اور نفس کا غلام ہے۔ اور تعالیٰ کے بندے تو جو کچھ مال و اولاد ان کے پاس ہو سب کو اللہ تعالیٰ ہی کی امانت سمجھتے ہیں۔ ایک صحابی ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچے کا انتقال ہو گیا رات جب وہ گھر آئے تو بیوی نے نہ بتایا۔ انہوں نے کھانا کھایا، صحبت بھی کی اور پھر بیوی نے کہا اگر کوئی امانت رکھوائے اور پھر واپس لے لے تو ہمیں شکوہ و افسوس کرنا چاہئے یا نہیں؟ انہوں نے فرمایا، نہیں۔ اب انہوں نے بچے کے انتقال کا بتا دیا۔ صبح جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے تو آپ نے فرمایا، رات جو صحبت کی تھی اللہ تعالیٰ اس کے

Marfat.com

بدلے میں لڑکا عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ!

جب بندہ سب کچھ اپنا سمجھنے لگ جائے تو پھر کاروبار میں نقصان پر بھی پریشانی ہوگی راہ خدا میں دینے پر بھی پریشانی ہوگی ٹھوکر لگنے پر بھی پریشانی ہوگی اور اگر وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا سمجھنے لگ جائے تو پھر بندہ ہر مصیبت و نقصان پر یہی کہے گا، بے شک ہم سب اللہ تعالیٰ کے ہیں اور ہمارے مال اولاد بھی، جو گیا اسی نے دیا تھا اسی نے لیا ہے۔ اس طرح غم محسوس نہ کرے گا لیکن یہ جذبہ بتدریج آئے گا اس جذبہ کی ترقی کے لئے انفاق فی سبیل اللہ کرتا رہے۔ یہی صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ اس سے دنیا کی محبت دل سے نکلتی ہے اور روحانیت سے آشنائی حاصل ہوتی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ دنیا کا غم دل میں تاریکیاں لاتا ہے جبکہ آخرت کی فکر اور اس کے لئے کوشش کرنا دل میں نورانیت پیدا کرتا ہے۔" (المنبہات) اس کے ساتھ ساتھ فرائض، واجبات اور سنتوں کی پابندی کرے، تمام حرام کاموں سے بچے اور اپنے پیرومرشد سے مجاہدہ اور ذکر وفکر کے لئے راہنمائی لے پھر روزانہ اپنا محاسبہ بھی کرے اور کوشش کرے کہ لہو ولعب اور شیطانی تفریحات سے دور رہے کہ یہ چیزیں غفلت کا باعث بنتی ہیں۔

صوفیہ فرماتے ہیں، "جو گناہوں کو چھوڑ دے اس کا دل نرم ہو جاتا ہے اور جو حرام سے بچے اور حلال رزق کھائے اس کی فکر میں پاکیزگی پیدا ہو جاتی ہے۔" یہ بات فراموش نہ کرے کہ دین کے راستے میں مشکلات اور آزمائشیں آیا کرتی ہیں تکلیف دہ باتیں بھی سننی پڑتی ہیں خصوصاً داڑھی رکھنے پر مغرب پرست لوگوں کے طعنے اس معاشرے میں عام سے بات ہوگئی ہے۔ بہرحال جتنی آزمائش زیادہ ہوگی اس میں صبر کرنے کا اجر بھی اتنا زیادہ ہوگا۔ بس مومن کو چاہئے کہ اعتراف شکست نہ کرے اور رحمت الٰہی سے ہرگز مایوس نہ ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بت کے ستون

Marfat.com

میں رہ کر بھی توحید کا درس دیتے رہے۔ نبی کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ بھی ہمارے لئے روشن مثال ہے۔

ایک ایمان افروز حدیث مبارکہ بیان کرتا ہوں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محبت رسول ﷺ ایک آزمائش اور امتحان ہے۔ ایک صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں عرض گزار ہوئے، یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ فرمایا، سوچ لے تو کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی قسم میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں، یہ بات تین بار کہی۔ آپ نے فرمایا، اگر تو سچا ہے تو فقیری کے مقابلے کے لئے اچھی طرح تیار ہوجا یقیناً مجھ سے محبت کرنے والے کی طرف فقیری سیلاب کے بہنے سے بھی زیادہ تیز دوڑتی ہے۔ (ترمذی) یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ مصائب و آفات سے محبت کرتے تھے امام غزالی نے مکاشفۃ القلوب میں سیدنا ضحاک علیہ الرحمہ کا یہ قول بیان فرمایا ہے کہ، "جس نے ہر چالیس راتوں میں ایک بار بھی کوئی مصیبت اور پریشانی نہ دیکھی اس کے لئے رب تعالیٰ کے ہاں کوئی بھلائی نہیں۔" بلکہ بخاری شریف میں ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا، "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اس مصائب میں مبتلا فرماتا ہے۔" تاکہ یہ مصائب اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں اور صبر کرنے پر اسے بیش بہا اجر و ثواب عطا کیا جائے۔

جب بندہ خود نیک ہوجائے تو اپنے گھر والوں کو دین کی تعلیمات سکھائے اور پھر اپنے احباب کو دین کی طرف راغب کرے۔ سورہ والعصر میں دنیا و آخرت میں فلاح حاصل کرنے کی یہی چار شرائط بیان ہوئی ہیں۔ ارشاد ہوا، "اس زمانہ محبوب (ﷺ) کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق (بات) کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی (ان تکلیفوں اور مشقتوں پر جو دین کی راہ میں پیش آئیں)۔" (کنز الایمان)

Marfat.com

کامیابی کا فلسفہ ایک حدیث پاک میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ تمام تعلیمات تصوف کا خلاصہ سامنے آجاتا ہے۔ مختار کل ختم الرسل ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، ''وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے خالص کردیا، اس کی زبان کو سچائی اور دل کو سکون عطا فرمایا، اس کے مزاج کو سیدھا اور درست رکھا، اس کے کانوں کو حق سننے والا اور آنکھوں کو حق دیکھنے والا بنایا، ان دونوں کے ذریعے سے ہی ہدایت دل میں اترتی ہے اور پھر دل اس کی حفاظت کرتا ہے پس جس نے اپنے دل کو ہدایت کی حفاظت کرنے والا بنایا بے شک وہ کامیاب ہوگیا۔'' (مسند احمد، بیہقی) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

واسطہ پیارے کا ایسا ہو کہ جو سنی مرے
یوں نہ فرمائیں ترے شاہد کہ وہ فاجر گیا
عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

(29) سوال: صوفیہ کرام دنیا کی بہت مذمت کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ حدیث شریف میں ارشاد ہے، ''دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے۔'' اس حدیث کی شرح بھی بیان فرمادیجئے؟

جواب: دنیا کے معنی ہی حقیر اور ادنیٰ چیز کے ہیں۔ دنیا کو حقیر جاننا اور اس کی بے ثباتی پر یقین رکھنا تصوف کی روح ہے اور دراصل یہ قرآن حکیم ہی کی تعلیم ہے۔ سورۃ الانعام آیت ۳۲ میں ارشاد ہوا، ''اور دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل اور کود، اور بے شک پچھلا گھر بھلا ان کے لئے جو ڈرتے ہیں، تو کیا تمہیں سمجھ نہیں۔'' (کنزالایمان)

سورہ حدید آیت ۲۰ میں فرمایا گیا، ''جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل

Marfat.com

اور کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا، اس مینہہ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن (بھوسہ) ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا جا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔" (کنز الایمان)

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ دنیا کیا ہے، دنیا اشیاء کا نام نہیں دنیا مال و دولت کا نام نہیں بلکہ خدا کی یاد سے غفلت کا نام ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش و نقرہ فرزند وزن

یعنی جو چیز اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دے وہ دنیا اور یہ یقیناً قابل نفرت و مذمت ہونی چاہئے۔ قرآن مجید کی ان آیات میں دنیا کی زندگی کو کھیل کود اس لئے فرمایا گیا کہ جیسے بچے کچھ دیر کے لئے کھیل کود میں شریک ہوتے ہیں اور اس کے بعد ایک دوسرے کو چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں یہی حال اہل دنیا کا ہے اور دنیا کی زندگی کو دھوکا اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ سانس کا سلسلہ کس وقت منقطع ہو جائے گا کوئی نہیں جانتا۔ بقول شاعر

؎ سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

لہٰذا دنیا کی رنگینیوں اور آسائشوں کو ہی مقصد بنا کر آخرت سے غافل رہنا بہت بڑی نادانی ہے۔

ہمارے سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ کے مشائخ فرماتے ہیں، "اے عزیز یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خوش تھے مگر تو رو رہا ہے ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب رو رہے ہوں لیکن تو خوشی محسوس کرے۔ تو اگر اخلاص سے یاد الٰہی میں گریہ و زاری کرتا ہے، ہجر حبیب و فراق محبوب میں دل تپاں، سینہ بریاں، گریہ کناں

Marfat.com

رہے تو ضرور ضرور وقت انتقال وصال محبوب پا کر تو شاد و فرحاں ہوگا اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشان ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے دنیا سے بچالیتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار (یعنی استسقا کی بیماری والے) کو پانی سے بچاتا ہے۔ (احمد، ترمذی) آپ کی سیرت مبارکہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے اس دنیا کی کم سے کم چیزوں کو استعمال فرمایا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ مجھے میرے رب نے اختیار دیا کہ میں چاہوں تو احد پہاڑ سونا بن جائے مگر میں نے یہ پسند کیا کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں۔ (ترمذی) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی جسم اقدس پر چٹائی پر سونے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ ہم نے عرض کی کہ آپ ہمیں اجازت دیتے کہ ہم بستر بچھا دیتے۔ آپ نے فرمایا، مجھے دنیا سے کیا تعلق؟ بس میرا تعلق دنیا سے ایسا ہے جیسے کوئی سوار درخت کے سائے میں کھڑا ہو اور پھر درخت کو چھوڑ کر چلا جائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

اب ہم سوال مذکور حدیث پاک پر گفتگو کرتے ہیں، محسن انسانیت سید عالم ﷺ نے فرمایا، "دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتے۔" یہ بات قابل غور ہے کہ کوا بھی مردار کھاتا ہے لیکن اس حدیث پاک میں دنیا دار کو کوے سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ دنیا کو مردار سے اور اس کے طلبگاروں کو کتوں سے تشبیہ دی گئی کیونکہ دنیا پرستوں میں بھی وہی صفات موجود ہوتی ہیں جو مردار کھانے والے کتوں میں پائی جاتی ہیں۔ علماء فرماتے ہیں کہ کتا مردار اکیلے ہی کھاتا ہے خواہ وہ مردار گائے وغیرہ بڑا جانور ہی کیوں نہ ہو بلکہ جب کوئی اور کتا اس کے ساتھ شریک ہونا چاہے گا تو وہ فوراً اس پر غرانا اور بھونکنا شروع کر دے گا۔ یہی حال دنیا دار کا ہے وہ ہرگز نہیں چاہتا کہ کوئی اور اس کی

Marfat.com

دنیا میں شریک وحصہ دار بنے جبکہ کوا مردار دیکھ کر کائیں کائیں کر کے اپنی برادری جمع کر لیتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ کتا مردار رات دن کھاتا ہے جبکہ کوے کی خصلت یہ ہے کہ وہ دن ہی میں کھاتا ہے رات میں نہیں۔ آپ دیکھ لیجئے مال و دولت کمانے کی ہوس دنیا دار پر ایسی سوار ہوتی ہے کہ رات دن کماتا ہے نہ دن کو سکون اور نہ رات کو آرام، ہر وقت دنیا جمع کرنے کی فکر اس پر مسلط رہتی ہے۔ تیسری بات یہ کہ کتا مرے ہوئے کتے کو بھی کھا لیتا ہے یعنی اپنے مردار بھائی کو بھی نہیں چھوڑتا جبکہ کوا مردہ کوا نہیں کھاتا۔ دنیادار کا حال دیکھ لیں وہ بھی اپنے بھائی سے حسد کرتا ہے دنیا کمانے کی خاطر وہ مسلمان بھائیوں کو تو عموماً اور بعض اوقات سگے بھائیوں کو بھی دھوکا دینے سے دریغ نہیں کرتا۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ارشاد ہے، "دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔" یہاں دنیا کو قید خانہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آپ دیکھئے کہ جب تک کوئی آدمی جیل سے باہر ہے وہ اپنی آزادی سے گھوم پھر سکتا ہے، جب چاہے کھا پی سکتا ہے لیکن جو آدمی جیل میں ہو وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتا اسے وہاں کے نظام الاوقات کے مطابق عمل کرنا ہوگا، فلاں وقت کھانا ہے فلاں چیز کھانے کو ملے گی فلاں وقت سونا ہے فلاں وقت فلاں کام کرنا ہے وغیرہ۔ مومن کے لئے دنیا کی مثال ایسی ہے۔ یہاں مومن کی اپنی مرضی نہیں چلے گی اللہ تعالیٰ عزوجل اور رسول معظم ﷺ کی مرضی اور احکام کے مطابق زندگی گزارنا ہوگی۔ جب ان کا حکم ہوگا نیند سے بیدار ہونا ہوگا، جب ان کا حکم ہوگا نماز پڑھنی ہوگی، جب ان کا حکم ہوگا روزے رکھنا ہوں گے، جو چیزیں وہ حرام قرار دیں گے ان سے بچنا ہوگا، جن امور کی وہ اجازت دیں گے وہی کام کرنے کا اختیار ہوگا۔ گویا مخصوص حدود میں رہتے ہوئے زندگی گزارنا ہوگی۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ ان حدود کو پامال کریں گے، دینی تعلیمات کا مذاق اڑائیں گے اور

Marfat.com

آزادی چاہیں گے اور دنیا کو کافروں کی جنت کی طرح اپنی "جنت" بنانا چاہیں گے ان کا آخرت میں وہی ٹھکانہ ہوگا جو کہ کافروں کا ہوگا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

مجدد دین وملت مصلح امت امام احمد رضا قادری بریلوی مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے فرماتے ہیں، اے مسلمان! گمراہی کی ظلمتیں، شیاطین جن وانس کی مکاریاں، بد مذہبوں کی فریب کاریاں اور نفس کا گناہوں کی طرف مائل ہونا وغیرہ۔ اتنے زیادہ خطرات کے ہوتے ہوئے تو اپنی دولت ایمان سے بے فکر نہ رہ بلکہ اس کی حفاظت کر اور خواب غفلت سے بیدار ہو جا۔ آپ فرماتے ہیں،

سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
آنکھ سے کاجل صاف چرالیں یاں وہ چور بلا کے ہیں
تیری گٹھڑی تاکی ہے اور تو نے نیند نکالی ہے
یہ جو تجھ کو بلاتا ہے یہ ٹھگ ہے مار ہی رکھے گا
ہائے مسافر دم میں نہ آنا مت کیسی متوالی ہے
سونا پاس ہے سُونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے
آنکھیں ملنا، جھنجھلا پڑنا لاکھوں جمائی انگڑائی
نام پر اٹھنے کے لڑتا ہے اٹھنا بھی کچھ گالی ہے
وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا
ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

پھر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین سید عالم ﷺ

Marfat.com

کا وسیلہ پکڑنے اور ان سے مدد مانگنے کی تعلیم دیتے ہیں جو کہ تصوف کا اہم جزو ہے۔
فرماتے ہیں،

تم تو چاند عرب کے ہو پیارے تم تو عجم کے سورج ہو
دیکھو مجھ بے کس پر سب نے کیسی آفت ڈالی ہے
مولیٰ تیرے عفو و کرم ہوں میرے گواہ صفائی کے
ورنہ رضا سے چور پہ تیری ڈگری تو اقبالی ہے

(30) سوال: دنیا کی مذمت کے بارے میں آپ کی ایمان افروز باتیں تو دل قبول کرتا ہے لیکن عرض یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے رغبتی کیسے اختیار کر سکتے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ''دنیا دار گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔''؟

جواب: اس حدیث پاک میں بھی دنیا داری سے مراد وہ دنیا داری ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل اور نور مجسم ﷺ کی اطاعت سے غافل رکھے۔ ایک حدیث پاک میں یہ ارشاد ہے کہ ''دنیا لذتوں اور خواہشوں سے گھری ہوئی ہے پس دنیا کی لذتیں اور خواہشیں تم کو آخرت سے غافل نہ کر دیں۔'' طبرانی) ایک اور حدیث میں فرمایا گیا کہ ''دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔'' (مشکوٰۃ) گویا ہر برائی کا آغاز دنیا کی محبت سے ہوتا ہے اور دنیا نام ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی چیزوں کا، بقول اکبر الہ آبادی

اسے ہم آخرت کہتے ہیں جو مشغول حق رکھے
خدا سے جو کرے غافل اسے دنیا سمجھتے ہیں

پس دنیا سے بے رغبت ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جائز طریقے سے دنیا کی

Marfat.com

نعمتیں استعمال کریں لیکن دل میں دنیا کی محبت نہ آنے دیں۔ یعنی وہ محبت ہرگز نہ آنے دیں جو یادالٰہی سے اور اطاعت رسول اللہ ﷺ سے غفلت کا سبب بنے۔ اس لئے قرآن کریم میں مال واولاد کو آزمائش بتایا گیا ہے اور یہ نصیحت کی گئی ہے کہ ''اے ایمان والو تمہارے مال نہ تمہاری اولاد کوئی چیز تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرے اور جو ایسا کریں تو وہی لوگ نقصان میں ہیں، اور ہمارے دیئے میں کچھ ہماری راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آئے پھر کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے تھوڑی مدت تک کیوں مہلت نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں ہوتا۔''
(المنافقون: ۹۔۱۰، کنزالایمان)

صوفیہ فرماتے ہیں، دنیا رحمت ہے جب تک اس کی محبت دل سے باہر ہو جیسے سمندر میں کشتی چلے اور پانی کشتی سے باہر رہے تو رحمت ہے ورنہ تباہی وبربادی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو دنیا سے بے رغبت ہو جائے دنیا اس کی طرف دوڑتی ہے۔ آپ دنیا کو سائے کی طرح سمجھ لیجئے کہ اگر آپ سائے کی مخالف سمت چلیں گے تو وہ آپ کے پیچھے آئے گا اور اگر آپ سائے کے پیچھے دوڑنے لگ جائے تو ہرگز سائے کو قابو نہ کر پائیں گے اور وہ آپ سے بہرصورت آگے ہی رہے گا۔

حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خواب میں ایک عورت دیکھی جو عمدہ زیورات اور خوبصورت لباس سے آراستہ و پیراستہ تھی۔ جو بھی اس کے قریب سے ہو کر گزرتا وہ اس پر حملہ آور ہو کر اسے زخمی کر دیتی۔ وہ عورت جب سامنے سے آتی تو نہایت مکروہ اور خبیث و بدصورت بڑھیا لگتی، مگر جب منہ پھیرتی تو پیچھے سے بہت حسین و جمیل اور جوان نظر آتی۔ اس شخص نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے۔ وہ بڑھیا بولی اللہ تعالیٰ تجھے مجھ سے صرف اس صورت میں بچائے گا جب کہ تو مال و دولت سے بغض

Marfat.com

رکھے۔ اس نے سوال کیا آخر تو ہے کون؟ بڑھیا نے جواب دیا، میں دنیا ہوں۔ (روض الریاحین)

اعلیٰ حضرت دنیا کی حقیقت یوں بیان فرماتے ہیں،

دنیا کو تو کیا جانے یہ بس کی گانٹھ ہے حرافہ
صورت دیکھو ظالم کی تو کیسے بھولی بھالی ہے
شہد دکھائے زہر پلائے قاتل ڈائن شوہر کش
اس مردار پہ کیا للچایا دنیا دیکھی بھالی ہے

صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ بعض صحابہ کرام باوجود کثرت مال کے زہد وتقویٰ کا پیکر بنے رہے اور کبھی بھی انہوں نے دنیا کی محبت کو دل میں جگہ نہیں دی۔ اس طرح ائمہ واولیاء کرام نے بھی تجارت کی اور مال کمایا جو دین کے لئے خرچ کیا۔ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہم عمدہ لباس پہنتے لیکن اخلاص اور للّٰہیت ان کے پیش نظر رہتی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس کی فتح کے وقت تشریف نے لے گئے تو آپ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ کسی نے عرض کی آج کوئی عمدہ سی پوشاک زیب تن فرمایئے تا کہ کافر مرعوب ہوں۔ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت عمدہ پوشاک اور گھوڑوں سے نہیں دی بلکہ رسول کریم ﷺ کی اطاعت وغلامی کی وجہ سے عزت سے نوازا ہے۔ پس ہم جب بھی اسلام کے سوا کسی اور ذریعہ سے عزت چاہیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں رسوا کردے گا۔ (ترغیب وترہیب)

قرآن کریم میں ایسے ہی مخلص مومنوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے، ''وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید وفروخت، اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے، ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں الٹ جائیں گے دل اور

Marfat.com

آنکھیں۔"(النور:۳۷، کنزالایمان)

پس ہمیں چاہئے کہ نہ اتنی پرآسائش زندگی گزاریں کہ نفس مغرور اور غافل ہو جائے اور نہ اتنی غربت و تنگی کے ساتھ زندگی گزاریں کہ شیطان ہمیں تقویٰ کا جھانسہ دے بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق درمیانی راہ اختیار کریں۔

ایک ایمان افروز نصیحت

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے ایک شخص کو آواز سے ہنستے دیکھا تو فرمایا، کیا تو پل صراط سے گزر چکا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کیا تجھے علم ہے تو جنتی ہے یا جہنمی؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا، جب تجھے اپنا انجام معلوم نہیں تو پھر یہ ہنسی کیسی ہے؟ پھر وہ شخص زندگی بھر نہیں ہنسا۔ (احیاء العلوم)

Marfat.com

باب ہشتم:

وسیلہ اور زیارت قبور

(31) سوال: وسیلہ سے کیا مراد ہے؟ نیز یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ دعا میں وسیلہ اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: لغوی طور پر کسی شے کو کسی مقصد کے حصول کا ذریعہ بنانا توسل ہے جبکہ شرعاً توسل یہ ہے کہ کسی ایسی شے کو دعا کی قبولیت کا ذریعہ بنایا جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب و پسندیدہ ہو۔ جیسا کہ پہلے بھی اس آیت کریمہ کے بارے میں ہم نے گفتگو کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔'' اس آیت میں وسیلہ اختیار کرنے کا حکم موجود ہے، علماء فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ کی اطاعت تکمیل ایمان کا وسیلہ ہے نیز حضور اکرم ﷺ کو حیات ظاہری میں، بعد وصال اور قیامت کے دن وسیلہ بنانا صحابہ کرام اور دیگر اہل ایمان کا طریقہ ہے جو کہ مضبوط دلائل و براہین سے ثابت ہے اسی طرح محبوبان خدا کو وسیلہ بنانا بھی امت مسلمہ کا معمول رہا ہے۔

بعض لوگ اعمال صالحہ ہی کو وسیلہ قرار دیتے ہیں حالانکہ کوئی شخص ہرگز یہ نہیں جانتا کہ اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں مقبول ہیں یا نہیں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ کے بارگاہ الٰہی میں مقبول ہونے میں کسی مومن کو شبہ نہیں ہوسکتا تو جب

Marfat.com

ان اعمال صالحہ کو جو کہ مخلوق ہیں اور جن کی مقبولیت مشکوک ہے، وسیلہ بنایا جا سکتا ہے تو سب سے بہتر مخلوق نبی کریم ﷺ کو وسیلہ کیوں نہیں بنایا جا سکتا، جو اللہ تعالیٰ کے محبوب مقبول بندے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے حضور ﷺ کے وسیلے سے اپنے لیے دعا کی، ارشاد باری تعالیٰ ہوا، اے آدم (علیہ السلام) تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے پہچانا، عرض کی اے رب تعالیٰ جب تو نے مجھ میں روح پھونکی تو میں نے عرش پہ یہ لکھا ہوا پایا، لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ جس ہستی کے نام کو ملایا ہے وہ یقیناً تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ارشاد ہوا، ''تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، مجھے ان کے وسیلے سے پکارو میں بخش دوں گا اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔'' اس حدیث کو امام حاکم نے مستدرک میں، امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں، امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں، امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں اور امام سبکی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شفاء السقام میں بیان کیا اور اس کی سند کو صحیح قرار دیا۔

اہل کتاب کا حضور ﷺ کی اس دنیا میں آمد سے قبل آپ کو وسیلہ بنانا قرآن سے ثابت ہے۔ ارشاد ہوا، ''اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔'' (البقرۃ۔ ۸۹) صحابہ کرام اپنی حاجات اور مشکلات میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں فریاد کرتے اور آپ ﷺ ان کی مشکل کشائی فرماتے۔ اس بارے میں فقیر کی کتاب ''ضیاء الحدیث'' کا پہلا باب ایمانیات ملاحظہ فرمائیں کہ صحاح ستے والے سے متعدد احادیث وہاں ملیں گی۔ بعد از وصال حضور ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنے سے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی معرفت حدیث جس میں روضہ مطہرہ کی چھت میں سوراخ کر کے بارش کے لیے توسل کیا گیا اور حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

روایت جس میں انہوں نے سرکار ابد قرار ﷺ کے اسم گرامی کا وسیلہ پیش کیا، یہ دونوں احادیث بھی وہاں دیکھی جا سکتی ہیں۔

اب ہم حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد آپ کو وسیلہ بنانے کے متعلق ایک اہم حدیث بیان کرتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ ایک شخص کسی ضرورت کے لئے بار بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا لیکن آپ توجہ نہ فرماتے اس شخص کی ملاقات حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو اس نے شکایت کی، حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ تم وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرو پھر یہ دعا مانگو، اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو کہ نبی رحمت ہیں، یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کے دربار میں اس لئے متوجہ ہوا ہوں کہ میری یہ حاجت پوری ہو جائے، یا اللہ! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما (پھر اپنی حاجت کا ذکر کرنا)۔

چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا تو دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کی خدمت میں لے گیا آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور اس کی حاجت پوچھی۔ اس نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا آپ نے اسے پورا کر دیا پھر فرمایا، جب تمہیں کوئی حاجت پیش آئے ہمارے پاس آ جانا۔ وہ شخص وہاں سے نکل حضرت عثمان بن حنیف سے ملا اور ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے اگر آپ امیر المومنین سے میرے بارے میں بات نہ کرتے تو وہ کبھی میری طرف متوجہ نہ ہوتے اور میری حاجت پوری نہ کرتے۔ انہوں نے جواب میں فرمایا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں نے ان سے کوئی گفتگو نہیں کی بلکہ اصل بات یہ ہے کہ میں نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک نابینا شخص خدمت اقدس میں آیا اور اپنی بینائی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے اسے یہی طریقہ اور یہی دعا تعلیم

Marfat.com

فرمائی (جو کہ مذکور ہو چکی) اور خدا کی قسم! ابھی ہم مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے کہ وہ نابینا شخص ایسے ہمارے پاس آ گیا کہ گویا وہ نابینا ہی نہ تھا۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ امام طبرانی نے اسے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے (الترغیب والترہیب) جبکہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ نابینا صحابی والی حدیث ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے بھی روایت فرمائی ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ جب اس شخص نے یہ خیال ظاہر کیا کہ شاید اس کی حاجت کے سلسلے میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سے کوئی بات کی ہے، تو صحابی رسول نے اس کے خیال کو غلط قرار دیتے ہوئے فوراً وہ حدیث بیان فرمائی جس میں ان کے سامنے ایک نابینا صحابی کو آنکھیں مل گئی تھیں تاکہ اس پر واضح ہو جائے کہ اس کی حاجت حضور ﷺ کا وسیلہ اختیار کرنے، ان کو پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کی وجہ سے پوری ہوئی ہے الحمد للہ، اہلسنت کا عقیدہ بھی صحابہ کرام کے عقیدے کے عین مطابق ہے۔

اب رہا تبرکات انبیاء کرام سے توسل کرنا تو اس بارے میں متعدد احادیث ضیاء الحدیث کے ایمانیات کے باب میں بیان کر دی ہیں ایک دلیل قرآن کریم سے سن لیجئے۔ ارشاد ہوا "اور ان سے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکے کی، اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے۔" (البقرہ۔ ۲۴۸) تفاسیر میں ہے کہ اس تابوت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، آپ کے کپڑے، نعلین پاک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا اور دیگر تبرکات تھے۔ اس صندوق کو بنی اسرائیل جنگ کے موقع پر آگے رکھتے اور اس کی برکت سے فتح پاتے (تفسیر خزائن العرفان) اس آیت سے واضح ہے کہ اس تبرکات والے صندوق کا وسیلہ اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کی رضا تھی اسی لیے انہیں فتح حاصل

Marfat.com

ہوتی اور حاجات روا ہوتی ہیں اور یہی نہیں بلکہ بخاری شریف میں رسول مکرم ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "تمہارے کمزور لوگوں کی برکت سے ہی تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔"

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کے تبرکات تھے آپ نے بوقت وصال یہ وصیت فرمائی کہ مجھے کفن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کرتا اور آپ کا تہبند پہنا کر حضور کی چادر میں لپیٹ دیا جائے۔ میرے گلے، منہ اور اعضائے سجدہ پر سرکار کے موئے مبارک اور ناخن مبارک کے تراشے رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دیا جائے۔

ایک ایمان افروز بات یہ بھی عرض کر دوں کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کا وسیلہ اختیار کرتے (جیسا کہ آپ کے جبہ سے شفا حاصل کرنا۔ (مسلم)، روضہ مطہرہ سے توسل کرنا۔ مشکوٰۃ، ایک صحابی کا کفن کے لئے آپ کی چادر مانگنا۔ (بخاری)، وضو کے پانی سے توسل کرنا۔ (بخاری) وغیرہ مگر خاص بات یہ ہے کہ حضور ﷺ خود اپنی برکتیں اپنے غلاموں کو عطا فرماتے، صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آپ نے خود برکت کے لئے آٹے میں لعاب دہن ڈالا، برتن میں انگلیاں ڈال دیں ان سے پانی کے چشمے جاری ہوئے، آپ خود اپنی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر میں لیٹے اور یہ دعا فرمائی۔ "اے اللہ میری چچی کو بخش دے، اسے اس کی دلیل دکھا دے، اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کے حق کے سبب اس کی قبر کشادہ فرما دے، بے شک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔" اس دعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زندہ کے علاوہ وصال کئے ہوئے لوگوں کا توسل بھی جائز ہے۔ جیسا کہ انبیاء کرام کے حق سے توسل مذکور ہوا۔ اور بھی بے شمار دلائل ہیں جن کی اس مختصر وقت میں گنجائش نہیں۔

Marfat.com

(32) سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ زندہ کا وسیلہ جائز ہے مگر مردہ کا جائز نہیں اس کی دلیل کے طور پر بخاری شریف کی وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل اختیار کرنے کا ذکر ہے؟ اس مسئلے کی بھی وضاحت فرما دیجئے؟

جواب: انبیاء کرام سے بعد ان کے وصال کے توسل کرنا اس حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے جسے فقیر نے ابھی بیان کیا۔ اس حدیث پاک کو طبرانی نے اوسط اور کبیر میں جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے جبکہ ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے روایت کر کے ابن ابی شیبہ، ابن عبدالبر، دیلمی اور ابونعیم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے، نورالدین ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اسی حدیث کے حوالے سے جذب القلوب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، "اس حدیث سے زندگی اور بعد وصال دونوں حالتوں میں وسیلہ چاہنے کا ثبوت ملتا ہے جب دیگر انبیاء کرام علیہم السلام سے بعد وصال توسل جائز ہے تو سید الانبیاء علیہ والثناء سے توسل بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا بلکہ اس حدیث کی رو سے اولیاء سے ان کی وفات کے بعد وسیلہ چاہنے کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بعد وصال کے لئے صرف انبیاء کرام کی تخصیص نہیں اگر یہ انہی کی خصوصیت ہو تو پھر اس کی دلیل کہاں ہے؟"۔

بعد وصال نبی کریم ﷺ کو پکارنا اور مدد چاہنا، اس بارے میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے صحیح حدیث ابھی بیان کی گئی۔ اس حدیث کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ نے بھی اپنے رسالہ "انوار الانتباہ فی حل ندائے یا رسول اللہ" کے آغاز ہی میں نقل فرمایا ہے۔ اس رسالے میں امام اہلسنت مزید دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں، امام بخاری کتاب الادب المفرد میں

Marfat.com

اور امام ابن السنی اور امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا، انہیں یاد کیجئے جو آپ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں حضرت نے بآواز بلند کہا یا محمد (ﷺ)! فوراً! پاؤں صحیح ہو گیا، امام نووی شارح مسلم نے کتاب الاذکار میں ایسی ہی حدیث بیان فرمائی ہے۔ دور فاروقی ۱۸ھ میں قحط پڑا تو حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے ان کی قوم بنی مزینہ نے بکری ذبح کرنے کی درخواست کی، جب کھال اتاری تو نیچے سے سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر حضرت بلال مزنی رضی اللہ عنہ نے فریاد کی یا محمداہ۔ رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ نے زندگی کی بشارت دی (تاریخ کامل ابن اثیر) یہ واقعہ حافظ ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ ج ۷ میں بیان کیا ہے۔ ان احادیث سے ندائے یا رسول اللہ کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

اب ہم بخاری کی اس حدیث کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں جس کا سوال میں حوالہ دیا گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قحط ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے اور عرض کرتے، اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں تیری نبی ﷺ کا وسیلہ پیش کیا کرتے تھے اور تو ہمیں بارش عطا فرماتا تھا اب ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوب نبی ﷺ کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں تو بارش عطا فرما، پس بارش ہو جاتی۔ (بخاری ج ۱)

اس حدیث پاک سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) بارگاہ الٰہی میں صرف نیک اعمال ہی نہیں بلکہ صالحین سے بھی توسل کیا جا سکتا ہے۔

(۲) انبیاء علیہم السلام کے علاوہ امتی کا وسیلہ بھی جائز ہے۔

(۳) صالح امتی کا وسیلہ پیش کرنے پر صحابہ کرام کا اجماع بھی ثابت ہو گیا کیونکہ

Marfat.com

کسی نے اعتراض نہ کیا۔ بلکہ طبقات ابن سعد کی ساتویں جلد میں یہ واقعہ موجود ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب قحط پڑا تو حضرت یزید بن الاسود الجرشی رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا اور دعا کی تو فوراً بارش شروع ہو گئی۔ اس وقت کثیر تعداد میں صحابہ کرام اور تابعین عظام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے۔ اس سے بھی محبوبان خدا کا وسیلہ پیش کرنے پر صحابہ و تابعین کا اجماع ثابت ہوتا ہے۔

(۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہی وسیلہ بنایا کسی اور صحابی کو وسیلہ نہ بنایا کیونکہ آپ نبی ﷺ کا چچا ہیں مزید یہ کہ حضرت عباس کا بطور وسیلہ ذکر نہ کیا بلکہ فرمایا بِعَمِّ نَبِیِّنَا یعنی تیرے نبی کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں، ثابت ہوا کہ یہ وسیلہ دراصل نور مجسم ﷺ ہی کا وسیلہ ہے۔

علامہ عینی عمدۃ القاری شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا گیا تو آپ نے یہ دعا کی، اے اللہ تعالیٰ! بلا گناہوں کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اور توبہ سے ہی دور ہوتی ہے یہ لوگ میرے وسیلے سے اس لئے تیری بارگاہ میں متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ میرا تیرے نبی سے تعلق ہے۔"

اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے مکۃ المکرمہ کے مشہور محقق ڈاکٹر علامہ محمد علوی مالکی مدظلہ اپنی کتاب "مفاھیم یجب ان تصحح" میں فرماتے ہیں، "جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے یہ سمجھے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پیش کیا اور حضور ﷺ سے توسل نہ کیا کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زندہ تھے اور رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو چکا تھا۔ اس شخص کی عقل مر چکی ہے اس پر وہم غالب آ چکا ہے اور اس نے اپنے بارے میں کوئی اچھا تاثر نہیں دیا کیونکہ وہ سخت تعصب میں مبتلا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل صرف اسی لیے تھا کہ انہیں نبی کریم ﷺ سے قربت حاصل ہے۔"

Marfat.com

امید ہے کہ ان دلائل سے اہل باطل کے فریب کی حقیقت واضح ہوگئی ہوگی۔

(33) سوال: نبی کریم ﷺ کو دنیا میں تشریف آوری سے قبل وسیلہ بنایا گیا، ظاہری حیات میں بھی اور وصال ظاہری کے بعد بھی، جیسا کہ آپ نے دلائل پیش فرمائے، اب عرض یہ ہے کہ مزارات پر جانا اور وہاں جا کر دعا کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب: بیہقی، ابن خزیمہ اور دار قطنی نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان عالیشان روایت کیا ہے کہ "جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔" ایک اور حدیث میں ارشاد ہے، جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ ایسا ہے جیسا اس نے میری ظاہری حیات میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ) اسی لئے فقہا فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے روضہ مطہرہ کی زیارت سب سے افضل سنتوں سے ہے (جذب القلوب) اب عام مسلمانوں کی قبور پر حاضری کے بارے میں حدیث شریف سنئے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا، میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ ان کی زیارت کرو کیونکہ زیارت قبور دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔" (ابن ماجہ) ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ ہر سال شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔ (شامی باب زیارۃ القبور)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عام مسلمانوں کی قبور کی زیارت مستحب و مسنون ہے اور محبوبان خدا کے مزارات کی زیارت تو اہتمام سے کرنی چاہئے جیسا کہ رسول معظم ﷺ کا معمول تھا، علامہ عبدالغنی نابلسی کشف النور عن اصحاب القبور میں فرماتے ہیں کہ "حضور ﷺ جنت البقیع میں قبروں کی زیارت فرماتے اور ان کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرماتے یہ بھی بعد وصال کرامت کا ثبوت ہے کیونکہ اگر حضور علیہ

Marfat.com

السلام نہ جانتے کہ مومنوں کی قبروں کے پاس دعا خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہے تو ان قبروں کے پاس یہ دعا نہ مانگتے کہ اسئال الله لی و لکم العافیة یعنی ''میں اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتا ہوں۔'' مومنوں کی قبروں کی برکت سے دعا کا قبول ہونا بعد از وصال کرامات سے ہے یہ عام مومنوں کی قبروں کے بارے میں ہے خواص، مقربین ومحبوبان خدا کی شان تو بہت بلند ہے۔''

قاضی عیاض مالکی کتاب الشفا میں فرماتے ہیں کہ عباسی خلیفہ منصور جب روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا تو وہاں امام مالک رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ خلیفہ نے پوچھا، میں قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کروں یا مواجھہ اقدس کی طرف رخ کروں؟ امام مالک نے فرمایا، ''تو اپنا چہرہ رحمت عالم ﷺ سے کیوں پھیرتا ہے حالانکہ حضور اکرم ﷺ بارگاہ خدا میں تیرا اور تیرے جدامجد آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں اس لئے حضور علیہ السلام ہی کی طرف رخ کر، آپ سے شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔''

ایک مرتبہ خلیفہ مروان روضہ رسول اللہ ﷺ پر حاضر ہوا تو ایک صاحب قبر بر اطہر پر منہ رکھے ہوئے دیکھا خلیفہ نے اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ صاحب جب مڑے تو خلیفہ نے دیکھا کہ وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں۔ جلیل القدر صحابی نے فرمایا، میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے آقا و مولیٰ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین پر اس وقت نہ رونا جب اس کا والی اہل ہو لیکن اس وقت ضرور رونا جب اس کا والی نا اہل بن جائے۔ (مستدرک للحاکم)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں بیان کیا ہے اور تفسیر مدارک التنزیل میں بھی یہ واقعہ موجود ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک اعرابی حضورﷺ کے وصال کے تین دن بعد روضہ اطہر پر حاضر ہو کر اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا اور یوں عرض گزار ہوا، یا رسول اللہﷺ! آپ نے اللہ تعالیٰ کا جو کلام ہمیں سنایا ہے اس میں یہ بھی ہے (پھر سورہ نساء کی آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے) ''اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوبﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔'' یا رسول اللہﷺ! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے یعنی گناہ کیے ہیں، اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں تا کہ آپ میرے لیے مغفرت فرمائیں، قبر انور سے آواز آئی ''قد غفر لک'' تحقیق تیرے گناہ بخش دیئے گئے۔ سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہوں کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

امام ابن ہمام قدس سرہ (م ۸۶۱ھ) فتح القدیر ج ۳ باب زیارۃ النبیﷺ میں لکھتے ہیں، ''اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کے بارے میں اس کے نبیﷺ کے وسیلے سے دعا مانگے پھر نبیﷺ سے عرض کرے یا رسول اللہﷺ میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بناتا ہوں۔'' ان دلائل سے صریحاً یہ بات ثابت ہے کہ مزار پر جا کر اللہ تعالیٰ سے صاحب مزار کے وسیلے سے بھی دعا مانگنا جائز ہے اور صاحب مزار کو مخاطب کر کے اسے بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا بھی جائز ہے۔ اور ہر دو امور پر محبوبان خدا کا عمل رہا ہے۔

علامہ سیوطی نے الحاوی للفتاویٰ میں سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ تحریر کیا ہے کہ ۵۵۵ھ میں حج کے بعد زیارت کے لئے مدینہ شریف حاضر ہوئے تو روضہ انور کے سامنے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ''میں دوری کی حالت میں اپنی روح

Marfat.com

کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا اور وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارکہ چوما کرتی تھی اب جسموں کی حاضری کا وقت آیا ہے آپ اپنا دست اقدس عطا فرمائیں تا کہ میرے ہونٹ اسے بوسہ دیں۔'' اس عرض پر نبی کریم ﷺ نے روضہ مطہرہ سے اپنا دست مبارک باہر نکالا جسے سید احمد رفاعی علیہ الرحمہ نے بوسہ دیا۔ یہ واقعہ دیوبندی فرقے کے مولوی زکریا صاحب نے بھی فضائل حج میں نقل کیا اور لکھا کہ اس وقت مسجد نبوی میں نوے ہزار کا مجمع تھا جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا (اور حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی زیارت کی) ان میں محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی نور اللہ مرقدہ کا نام نامی بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

جذب القلوب سے ایک اور ایمان افروز واقعہ ملاحظہ فرمائیں، سیدنا ابن جلاء فرماتے ہیں کہ میں فاقے کی حالت میں روضہ اقدس پر حاضر ہوا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی تو میں نے رحمت عالم ﷺ کی زیارت کی، حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی، میں نے آدھی روٹی کھائی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، باقی آدھی روٹی میرے ہاتھ میں تھی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ایسے کئی واقعات بیان فرمائے ہیں۔

اب چند باتیں اولیاء اللہ کے مزارات سے متعلق عرض کرتا ہوں۔ امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر اپنا خیمہ لگا لیا انہیں علم نہ تھا کہ یہاں قبر ہے۔ انہوں نے قبر میں کسی کو سورہ ملک تلاوت کرتے سنا تو بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا۔

Marfat.com

حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، یہ سورت عذاب کو روکنے والی اور نجات دینے والی ہے۔ اسی طرح ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بنانی کی قبر سے قرآن پاک کی تلاوت کی آواز آتی تھی۔ علامہ عبدالغنی نابلسی کشف النور عن اصحاب القبور میں فرماتے ہیں کہ ابونصر نیشاپوری جو متقی گورکن تھا، سے روایت ہے کہ میں نے ایک قبر کھودی تو اس کے پہلو میں دوسری قبر کھل گئی۔ میں نے اس قبر میں ایک بہترین لباس اور عمدہ خوشبو والے خوبصورت نوجوان کو دیکھا کہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے، اس نوجوان نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کیا قیامت قائم ہوگئی؟ میں نے کہا نہیں ۔اس نے کہا اینٹ اسی جگہ رکھ دو۔ تو میں نے اینٹ اسی جگہ رکھ دی۔ اس طرح کے کئی واقعات بیان کرکے علامہ نابلسی فرماتے ہیں، ایمان والوں کے لئے اولیاء کرام کی قبروں کا احترام، ان کی تعظیم اور زیارت اور ان سے برکت حاصل کرنا کس طرح نامناسب ہوسکتا ہے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ان کی ارواح مقدسہ ان طیب و طاہر اجسام سے متعلق ہیں اگرچہ بظاہر وہ مٹی ہوچکے ہوں جیسے کہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہیں۔

بعض گمراہ فرقوں کا مذہب یہ ہے کہ وصال کے بعد اولیاء کرام مٹی ہوکر خاک میں مل جاتے ہیں، ان کی روحیں چلی جاتی ہیں اس لئے ان کے مزارات کی عزت نہیں کرنی چاہئے اور اسی وجہ سے وہ مزارات کی توہین و تحقیر کرتے ہیں ان کی زیارت کرنے والوں اور ان سے برکت حاصل کرتے والوں پر انکار کرتے ہیں۔ میں نے خود ایک دن اپنے کانوں سے سنا جبکہ میں شیخ ارسلان دمشقی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کے لئے جا رہا تھا کہ ایک شخص نے کہا، تم مٹی کی زیارت کیوں کرتے ہو یہ تو بیوقوفی ہے۔ مجھے انتہائی تعجب ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا یہ کسی مسلمان کا قول نہیں ہوسکتا۔"

علامہ محمود آلوسی فرماتے ہیں: "اس میں کوئی شک نہیں کہ جو شخص ان کی

Marfat.com

زیارت کے لئے جاتا ہے ان کی برکت سے اسے روحانی امداد حاصل ہوتی ہے اور اکثر مشکلات و پیچیدگیاں بارگاہ الٰہی میں ان کی حرمت کے وسیلہ سے دور ہو جاتی ہیں۔" (تفسیر روح المعانی) محبوبان خدا کے مزارات پر حاضری سے متعلق آخری بار عرض کرتا ہوں، امام ابن حجر شافعی نے الخیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان میں اور علامہ خطیب بغدادی نے بھی تاریخ خطیب بغدادی میں ایسا ہی بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں، ہمیشہ سے علماء و اہلِ حاجت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک کی زیارت کرتے اور اپنی حاجات پوری ہونے کے لئے بارگاہ الٰہی میں انہیں وسیلہ بناتے ہیں اور ان کی مرادیں جلد پوری ہوتی ہیں۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ، "میں ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت حاصل کرتا ہوں جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے دو رکعت نماز پڑھ کر ان کی قبر پر آتا ہوں اور ان کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں سوال کرتا ہوں تو حاجت جلد پوری ہوتی ہے۔"

ان دلائل و براہین سے واضح ہو گیا کہ محبوبان خدا کے مزارات پر حاضری دینا، اپنی حاجت روائی کے لئے انہیں وسیلہ بنانا، ان سے دعا کی درخواست کرنا اور ان کے وسیلے سے دعا کرنا یہ سب امور بالکل جائز و مستحب ہیں اور امت مسلمہ کا ہر دور میں ان پر عمل رہا ہے۔

(34) سوال: کسی ولی کے مزار پر جا کر دعا کیسے مانگنی چاہئے؟

جواب: پہلے بھی یہ بات عرض کی گئی کہ صاحب مزار کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے یا صاحب مزار سے بارگاہ الٰہی میں دعا کی درخواست کی جائے، دونوں طرح جائز ہے۔ اس بارے میں امام ابن ہمام کا قول فتح القدیر کے حوالے سے پیش کیا جا چکا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ بدگمانی حرام ہے۔ اگر مسلمان یہ کہے کہ بارش نے سبزہ

Marfat.com

اگایا تو اسے مجازی معنی میں لیا جائے گا کیونکہ مسلمان کا عقیدہ یہ ہے کہ سبزہ اگانے کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے بارش تو محض ذریعہ و وسیلہ ہے لیکن جب یہی بات کافر کہے گا تو اسے حقیقی معنی میں سمجھا جائے گا کہ وہ خدا کے وجود کا منکر ہے۔ اسی طرح جب مسلمان یہ کہتا ہے کہ داتا دربار میں دعا مانگنے سے اولاد ہو گئی تو اس کا مفہوم یہی ہوتا ہے کہ داتا صاحب قدس سرہ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمادی۔ بلکہ یہ بات تو قرآن سے ثابت ہے کہ جبریل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں۔

سورہ مریم آیت ۱۹ میں ارشاد ہے "بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تا کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔" اسی طرح قرآن کریم سے ثابت ہے کہ ملک الموت وفات دیتے ہیں، سورہ السجدہ آیت ۱۱ میں ارشاد ہوا "تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ۔" جبکہ سورہ زمر آیت ۴۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛ "اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت۔" قرآن مجید تو شرک کی تعلیم دے نہیں سکتا پس ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے محبوب بندے تصرف و اختیار رکھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت مجدد برحق قدس سرہ "الامن والعلیٰ لنا عتی المصطفیٰ بدافع البلاء" میں یہ دلائل تحریر کر کے فرماتے ہیں؛ "اے ناپاک طائفے کی سنگت والو! جب تک ذاتی و عطائی کے فرق پر ایمان نہ لاؤ گے کبھی قرآن و حدیث کے قہروں سے پناہ نہ پاؤ گے اور اس پر ایمان لاتے ہی یہ تمہاری شرکیات کے راگ متعلقہ تدبیر و تصرف و استمداد و استعانت و دافع البلاء و حاجت روا و مشکل کشا و علم غیب و ندا و غیرہ باسب کافور ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے مبارک منصور بندے منصور نظر آئیں گے۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "مدد مانگنے کی صرف یہی صورت ہے کہ حاجت مند اپنی حاجت کو اللہ تعالیٰ سے اس نیک بندے کی روحانیت کے وسیلے سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

بارگاہ میں مقرب ومکرم ہے اور یوں کہے کہ اے رب! اس بندے کی برکت سے کہ جس پر تو نے رحمت واکرام فرمایا ہے میری حاجت پوری فرما۔ یا اس مقرب بندے کو پکارے کہ اے اللہ کے ولی اے خدا کے مقرب بندے! میرے لئے شفاعت کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میرے مقصد کو پورا فرمائے۔ ان دونوں صورتوں میں بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔ حقیقی قدرت والا اور دینے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ہی ہے اس میں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہے جیسا کہ منکر نے وہم کیا ہے یہ اسی طرح ہے کہ نیک لوگوں اور اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو ظاہری زندگی میں وسیلہ بنایا جاتا ہے ان سے دعا طلب کی جاتی ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد یہی بات کیوں ناجائز ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری زندگی اور وصال کے بعد صرف اتنا فرق ہے کہ انہیں اور زیادہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔" (فتاویٰ عزیزیہ ج ۲ ص ۱۰۲)

یہی شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں اولیاء اللہ بعد وصال تصرف فرماتے ہیں اور ان کے استغراق کا کمال اور مدارج کی رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے اویسیان اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں اور حاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اور حاجت روائی ان ہی سے طلب کرتے ہیں اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔" (الامن والعلیٰ)

اب آپ اشعۃ اللمعات سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے دلائل ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں، "آخر مانگنے والے استمداد سے کون سا ایسا معنی مراد لیتے ہیں کہ یہ فرقہ اس کا منکر ہے ہمارے نزدیک تو یہی ہے کہ دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس مقرب بندے کو وسیلہ بناتا ہے یا اس مقرب بندے کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس کے ولی! میرے لئے شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ میری مراد پوری ہو اور میرا مطلوب مل جائے۔ اگر یہ معنی شرک ہے جیسا کہ منکر

Marfat.com

گمان کرتا ہے تو چاہئے کہ زندگی میں بھی خدا کے دوستوں سے توسل اور دعا مانگنا منع ہو جبکہ یہ بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں رائج ہے۔ ارواح کاملین سے استمداد اور استفادہ کے بارے میں اہل کشف سے جو واقعات مروی ہیں وہ گنتی سے باہر ہیں، ان کے رسائل ان کی کتابوں میں مذکور اور ان کے درمیان مشہور ہیں، یہاں ان کے ذکر کی ضرورت نہیں شاید متعصب منکر کے لئے ان کے کلمات مفید بھی نہ ہوں۔ خدا ہمیں اس سے عافیت میں رکھے۔ ہم نے اس جگہ طویل کلام کیا منکروں کی ناک خاک آلود کرنے کے لئے کیونکہ ہمارے زمانے میں چند لوگ ایسے بیدار ہو گئے ہیں جو اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور اولیاء اللہ کی طرف توجہ کرنے والوں کو مشرک اور بت پرست سمجھتے ہیں اور جو منہ میں آئے بک دیتے ہیں۔" (اشعۃ اللمعات ج ۳)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعد وصال محبوبان خدا سے مدد مانگنے کے منکر شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے زمانے میں پیدا ہوئے ورنہ امت مسلمہ میں کبھی اس کا انکار نہیں پایا گیا۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، امام غزالی اور امام رازی رحمہم اللہ تعالیٰ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں، "اس لئے کہا گیا کہ جب تم اپنے کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو مزرات اولیاء سے مدد مانگو مگر یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ بعض کو وہم ہوا اور اس لئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے، اللہ تعالیٰ ہی کی طرف اس کے فساد کی فریاد ہے۔" (الامن والعلیٰ)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اکابرین امت بھی مزرات اولیاء توسل استمداد کے منکرین کو ملحد و بے دین سمجھتے تھے۔

مولانا روم مثنوی شریف ج ۵ میں فرماتے ہیں:

"مرد خدا سے اس کی قبر کی مٹی بھی شرف پالیتی ہے یہاں تک کہ اس کی قبر

Marfat.com

پر دل منہ اور ہاتھ رکھ دیتا ہے۔"

اے مخاطب! بہت سے مٹی کی طرح قبر میں سوئے ہوئے نفع اور بشارت حاصل کرنے میں سینکڑوں زندوں سے بہتر ہیں،

وہ سایہ تھا اور اس کی مٹی بھی سایہ دار ہو گئی لاکھوں زندے اب اس کے سائے میں ہیں۔"

تصوف وسلوک کی چار باتیں

حضرت سہل فرماتے ہیں، تمام بھلائی ان چار باتوں میں ہے۔ پیٹ کا بھوکا رکھنا، خاموش رہنا، لوگوں سے تنہائی اختیار کرنا اور شب بیداری کرنا۔

Marfat.com

باب نہم:

استمداد واستعانت

(35) سوال: رجال الغیب کون ہیں؟ اور ان سے مدد مانگنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: رجال الغیب سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ خاص بندے ہیں جو لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی مدد کرتے ہیں۔ رجال الغیب کا اطلاق اقطاب، ابدال، اخیار اور اوتاد وغیرہ پر کیا جاتا ہے جن میں ابدال کی جماعت زیادہ مشہور ہے۔ علامہ سیوطی نے طبرانی کے حوالے سے جامع صغیر میں یہ حدیث شریف روایت کی ہے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی حاجت روائی ومشکل کشائی کا منصب عطا فرمایا ہے لوگ اپنی حاجات میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔" علامہ سیوطی نے اس حدیث کو سند کے اعتبار سے حسن کا درجہ دیا ہے۔ محدث عبدالرؤف مناوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مخلوق میں اپنی نیابت عطا فرمائی ہے اور ان کو اپنی دینی اور دنیاوی نعمتوں کے خزانے کا مالک بنادیا ہے تاکہ وہ ان خزانوں کو محتاجوں پر خرچ کریں۔" (فیض القدیر ج ۲)

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے الامن والعلیٰ میں تفسیر بیضاوی کے حوالے سے سورۃ النزعت کی ابتدائی آیات کے تحت ایک مفہوم یہ بیان فرمایا ہے

Marfat.com

کہ ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل ارواح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے مبارک جسموں سے انتقال فرماتی ہیں تو جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں غوطہ زنی کرتی ہوئی بارگاہ اقدس کے مخصوص مقامات (حظائر القدس) تک جلد رسائی پاتی ہے اور پھر وہ اپنی بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبار عالم کی تدبیر کرنے والوں میں سے ہو جاتی ہیں۔

تین احادیث پیش خدمت ہیں جن میں رجال الغیب سے مدد مانگنے کے تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، محافظ فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اور فرشتے بھی مقرر فرمائے ہیں اگر درخت کا پتہ بھی گرے تو وہ لکھتے ہیں تو جب تمہیں کسی سفر میں تکلیف پہنچے تو تمہیں پکارنا چاہیے ”اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔“

(۲) حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا اسے مدد کی ضرورت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ساتھی نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ کہے اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے وہ اس کی مدد کریں گے۔

(۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب کسی کا جانور جنگل وغیرہ میں بھاگ جائے تو وہ پکارے، اے اللہ کے بندو اسے روک دو اے للہ کے بندو اسے روک دو، تحقیق اللہ تعالیٰ کے بندے زمین میں موجود ہیں جو اسے روک دیں گے۔

یہ تینوں احادیث جلیل القدر ائمہ حدیث نے روایت کیں ملاحظہ فرمائیں،

Marfat.com

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰، طبرانی کبیر ج ۱۰، مسند ابی یعلیٰ ج ۵، مجمع الزوائد ج ۱۰، حصن حصین، الحرز الثمین اور برکات الامداد لاھل الاستمداد وغیرہ۔ پہلی حدیث کے تحت امام ھیثمی مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں کہ "اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔" تیسری حدیث کی شرح میں محدث علی قاری الحرز الثمین میں فرماتے ہیں "یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اس سے حاجت روا ہوتی ہے۔"

(36) سوال: بد مذہب کہتے ہیں، انبیاء و اولیاء کے بعدِ وصال پکارنا شرک ہے؟ نیز یہ کہ اولیاء کرام بعد وصال کوئی فائدہ نہیں دے سکتے اور نہ ہی مشکل کشائی کر سکتے ہیں، اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ آپ اس اعتراض پر روشنی ڈالیے تا کہ حق واضح ہو جائے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے، اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ ﷺ کی اور ان کی جو تم میں حکم والے ہیں (یعنی علماء حق کی) (النساء۔ ۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، آج سے قیامت تک جو معاملہ کسی کو درپیش ہو وہ قرآن کے مطابق اس کا فیصلہ کرے اگر قرآن میں اس کا فیصلہ نہ ملے تو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق اس کا فیصلہ کرے اور ان دونوں میں اس کا فیصلہ نہ ملے تو پھر صالحین کے مطابق اس معاملے کا فیصلہ کرے۔ (دارمی)

یہ تو اصولی باتیں تھیں جو ذہن میں رکھنی چاہئیں۔ اب پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ دعا کیا ہے؟ کیونکہ بد مذہب قرآنی آیات کے الفاظ دعا، یدعوا، تدعون وغیرہ کے من گھڑت معانی بتا کر اہلسنت کو دھوکا دیتے ہیں۔ قرآن حکیم میں مذکورہ الفاظ چھ معنوں میں وارد ہوئے ہیں۔ اول: عبادت (القصص۔ ۸۸) دوم: استعانت (البقرہ۔ ۲۳)

Marfat.com

سوم: مانگنا (المومن ـ ۶۰) چہارم: کلام (یونس ـ ۱۰) پنجم: ندا کرنا (بنی اسرائیل ـ ۷۱) ششم: پکارنا (النور ـ ۶۳) اب اگر تدعون کا ترجمہ "تم پکارتے ہو" کیا جائے تو پھر بتایئے کون مسلمان رہے گا؟ ہم صبح و شام ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔

انبیاء کرام اور اولیاء عظام نے بھی لوگوں کو پکارا اور دین کے لئے بلایا۔ بلکہ قرآن پاک سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے حبیب ﷺ فرما دیجئے، اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ (الاعراف ـ ۱۵۸) یقیناً حضور علیہ السلام نے تمام انسانوں کو پکارا۔ ابراہیم علیہ السلام کو تمام مسلمانوں کو پکارنے کا حکم ہوا۔ "اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے" (الحج ـ ۲۷) تمام مسلمانوں کو حکم دیا گیا" "انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو۔" (الاحزاب ـ ۵) ان آیات میں صرف پکارنے کا ذکر ہے جبکہ متعدد آیات ایسی ہیں جن میں مطلقاً مدد کے لئے پکارنا مذکور ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو مدد کے لئے پکارا۔ (الصف ـ ۱۴) حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت منگوانے کے لئے درباریوں سے مدد مانگی۔ (النمل ـ ۳۸) حضرت سکندر ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کے خلاف دیوار بناتے وقت لوگوں سے مدد مانگی۔ (الکھف ـ ۹۵) اسی طرح بے شمار مثالیں دی جا سکتی ہیں۔ مختصر یہ کہ تمام اکابر مفسرین کی تعلیمات کا خلاصہ یہی ہے جسے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ترجمہ قرآن بعنوان "کنز الایمان" میں تحریر فرمایا ہے۔

محبوبان خدا سے خصوصاً نبی کریم ﷺ سے بعد وصال توسل، استغاثہ اور استمداد طلب کرنے سے متعلق دلائل پہلے بھی عرض کیے گئے۔

ایک ایمان افروز واقعہ مزید عرض کرتا ہوں۔ جسے امام رازی نے تفسیر کبیر پانچویں جلد میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

Marfat.com

وصیت کی کہ میرا جنازہ حضور علیہ السلام کے حجرہ اقدس کے دروازے پر لے جا کر عرض کرنا، یارسول اللہ ﷺ! آپ کا غلام ابوبکر حاضر ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب صحابہ کرام نے عرض کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہیں تو دروازہ خود بخود کھل گیا اور روزہ انور سے آواز آئی ادخلوا الحبیب الی الحبیب، حبیب کو حبیب کے پاس لے آؤ۔ دیکھئے یہ ہے صحابہ کرام کا عقیدہ اور حضور ﷺ کا تصرف و اختیار۔ یہ وسوسہ دل میں نہ آنے دیجئے گا کہ روضہ مطہرہ پر تو مانگنے والے کو ملتا ہے مگر دور والوں کی حضور علیہ السلام کو خبر نہیں ہوتی۔ امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

''ہمارے علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں، وہ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کی باتوں کو بھی جانتے ہیں اور یہ سب امور آپ پر بالکل ظاہر ہیں اور اس میں کوئی شے مخفی نہیں۔'' (مواہب الدنیہ ج ۲) الحمد للہ یہی اہلسنت کا عقیدہ ہے۔ امام سیوطی نے الحاوی للفتاوی میں مکہ مکرمہ کے ایک بزرگ ابن ثابت کا روح پرور واقعہ بیان کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بزرگ لگاتار ساٹھ سال تک ہر سال صرف نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ میں حاضری دیتے رہے ایک سال کسی عارضہ کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے ایک دن یہ اپنے حجرہ میں کچھ غنودگی کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نور مجسم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکار نے ارشاد فرمایا، ابن ثابت تم ہماری زیارت کو نہ آسکے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں۔ سبحان اللہ!

آہیں دل اسیر سے لب تک نہ آئیں تھیں
اور آپ دوڑے آئے گرفتار کی طرف

آپ نے محبوبان خدا کو مددگار مشکل کشا سمجھنے سے متعلق بھی پوچھا ہے، اس سلسلے میں قرآن کریم سے چند آیات اسی سوال کے جواب میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔

Marfat.com

دو آیات مزید ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا، ”بے شک تمہارا مددگار اللہ اور حضور اور وہ مسلمان ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع کرتے ہیں۔“ (المائدہ۔ ۵۵) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ اور اولیاء صالحین کو مسلمانوں کا مددگار قرار دیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ مددگار سے ہی مدد مانگی جاتی ہے۔ سورہ تحریم آیت ۴ میں ارشاد ہوا، ”بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔“ اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بھی مددگار ہے اور جبریل علیہ السلام و ملائکہ اور اولیاء و صالحین بھی۔ فرق یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بالذات مددگار و مشکل کشا ہے اور اس کی صفات ازلی، ابدی اور لامحدود و لامتناہی ہیں جبکہ بندوں کا مددگار و مشکل کشا اور داتا ہونا اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے اور بندوں کی صفات، حادث، فانی اور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

اہلسنت کے پیشوا جنہیں دیوبندی حضرات بھی اپنا مقتداء مانتے ہیں، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ایاک نستعین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ”یہ سمجھنا چاہئے کہ غیر سے ایسی استعانت حرام ہے جس میں غیر پر ہی اعتماد ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ جانے اور اگر توجہ تو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہو اور غیر کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ اسباب پر نظر کرتے ہوئے غیر سے ظاہری طور پر مدد مانگے تو یہ راہ معرفت سے دور نہ ہوگا یہ استعانت شریعت میں جائز ہے اسی قسم کی استعانت انبیاء کرام و اولیاء عظام نے غیر سے کی ہے اور درحقیقت یہ استعانت غیر اللہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔“ (تفسیر عزیزی)

اس مسئلہ پر غیر مقلدوں کے پیشوا نواب وحید زماں نے لکھا ہے، ”جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ جمال گوٹہ از خود دست لاتا ہے یا آگ از خود جلاتی ہے تو وہ مشرک ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ جمال گوٹہ کا دست لانے کا سبب بننا اور آگ کا جلانا اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے حکم اوراس کے اذن وارادے سے ہے تو وہ توحید پرست ہے مشرک نہیں۔" آگے چل کر مزرات اولیاء پر دعا مانگنے کے متعلق لکھا "زیارت کرنے والے کے لئے میت کو دعا کرنے سے کون سے چیز روکتی ہے؟ حالانکہ سوال مردوں سے نہیں ہے بلکہ اولیاء کی روحوں سے ہے اور روحیں موت کا ذائقہ نہیں چکھتیں اور نہ ہی فنا ہوتی ہیں بلکہ ان کا احساس وادراک باقی رہتا ہے۔" (ہدیۃ المہدی) تعصب سے بالاتر ہو کر اگر اہلحدیث حضرات اس کتاب کا مطالعہ کریں جو کہ ان کے معروف پیشوا کی لکھی ہوئی ہے تو اختلافات ختم کرنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

علامہ نابلسی کشف النور عن اصحاب القبور میں اولیاء کے تصرفات کے متعلق فرماتے ہیں، "یہ لوگ فریب میں مبتلا ہیں جنہیں ابھی تک یقین نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کرام کو محبوب رکھتا ہے اور ان کی زندگی میں ان کے ذریعے وہ تمام امور پیدا فرماتا ہے جو مقدر ہو چکے کہ اولیاء کرام ان کا ارادہ کریں گے بشرطیکہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں اور ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ غیر معمولی چیزیں پیدا ہوتی ہیں جن کا ارادہ اولیاء کرام کی روحیں کرتی ہیں۔" مزید فرماتے ہیں، "یہ غافل لوگ تو کہتے ہیں کہ فلاں دوا اجلاب لاتی ہے فلاں چیز قبض کرتی ہے فلاں مرض میں فلاں دوا فائدہ دیتی ہے یہ کہتے ہوئے انہیں توحید و شرک کی پرواہ نہیں ہوتی لیکن اگر تاثیر اور استمداد کی نسبت اولیاء کرام و صالحین کی طرف کردی جائے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر دوا سے افضل ہیں تو انہیں تنقید بھی یاد آجاتی ہے اور پرہیز بھی۔ سچ تو یہ ہے کہ ایسے غافل لوگوں کا نور بصیرت بجھ چکا ہے اور راہ حق دیکھنے والی بصارت ختم ہو چکی ہے۔"

محدث علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں، "اولیاء اللہ کی دونوں حالتوں یعنی حیات و ممات میں کوئی فرق نہیں اس لئے ان کی شان میں کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں۔"

Marfat.com

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتی والقبور میں فرماتے ہیں، ''اولیاء کرام اپنے دوستوں اور معتقدین کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔''

علامہ نابلسی کشف النور میں فرماتے ہیں، ''حضرت معروف کرخی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بارگاہ خدا میں تمہاری کوئی حاجت ہو تو اللہ تعالیٰ کو میری قسم دو اس کی ذات کی قسم نہ دو۔ جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے اس لئے وہ ان کی دعا قبول نہیں فرماتا، اگر اس کی معرفت انہیں حاصل ہو جائے تو ان کی دعائیں قبول ہوں۔ اسی طرح سیدی محمد حنفی شاذلی سے منقول ہے، وہ ایک جماعت کے ساتھ مصر سے روضہ کی طرف پانی پر چلتے ہوئے جا رہے تھے اور انہیں فرماتے تھے کہ یا حنفی کہتے ہوئے میرے پیچھے چلتے رہو اور تم یا اللہ نہ کہنا ورنہ ڈوب جاؤ گے۔ ان میں سے ایک شخص نے ان کی نصیحت نہ مانی اور یا اللہ کہا تو وہ حلق تک پانی میں چلا گیا۔ شیخ نے اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، بیٹے تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت نہیں ہے کہ تو اس کا نام لے کر پانی پر چل سکے، اب میں اللہ تعالیٰ کی معرفت عطا کرتا ہوں یہ فرما کہ تمام حجابات اس کے سامنے سے اٹھا دیئے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ہو سکے تو زندہ شیخ ورنہ وصال شدہ بزرگ کا دامن پکڑنا بہتر ہے۔ سمجھنے کی کوشش کرو انشاء اللہ ہدایت پاؤ گے اور معترض نہ بنو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔''

اعلیٰ حضرت قدس سرہ اپنے رسالہ برکات الامداد لاھل الاستمداد میں فرماتے ہیں، ''اس استعانت ہی کو دیکھئے کہ جس کے معنی پر غیر خدا شرک ہے یعنی قادر بالذات و مالک مستقل جان کر مدد مانگنا، ان معنوں میں ہی اگر بیماری کے علاج میں طبیب یا دوا سے استمداد کرے یا فقیری کی حاجت میں امیر یا بادشاہ کے پاس جائے یا انصاف کرانے کو کسی کچہری میں مقدمہ لڑائے بلکہ کسی سے روزمرہ کے معمولی کاموں

Marfat.com

میں مدد لے جو یقیناً تمام وہابی حضرات روزانہ اپنی عورتوں، بچوں، نوکروں سے کرتے کراتے رہتے ہیں مثلاً یہ کہنا کہ فلاں چیز اٹھادے یا کھانا پکادے سب قطعی شرک ہے کہ جب یہ جانا کہ اس کام کے کر دینے پر خود انہیں اپنی ذات سے بے عطائے الٰہی قدرت ہے تو صریح کفر وشرک میں کیا شبہ رہا؟ اور جس معنی پر ان سب سے استعانت شرک نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر، واسطہ، وسیلہ اور سبب جان کر تو انہی معنوں میں انبیاء کرام واولیاء عظام سے مدد مانگنا شرک کیونکر ہوگا؟۔''

اس موضوع پر برکات الامداد، اعلیٰ حضرت کا ایک جامع رسالہ (۱) ہے جس میں اس اعتراض کے جواب میں کہ زندوں سے مدد مانگنا جائز اور مردوں سے ناجائز۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، جو شرک ہے وہ جس کے ساتھ کیا جائے گا شرک ہوگا اور ایک کے لئے شرک نہیں تو وہ کسی کے لئے شرک نہیں ہوسکتا۔ کیا اللہ کے شریک مردے نہیں ہوسکتے زندے ہوسکتے ہیں؟ دور کے نہیں ہوسکتے پاس کے ہوسکتے ہیں؟ انبیاء نہیں ہوسکتے حکیم ہوسکتے ہیں؟ انسان نہیں ہوسکتے فرشتے ہوسکتے ہیں؟ حاشا للہ! اللہ عزوجل کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔''

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: ''امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر قبولیت دعا کے لئے مجرب تریاق ہے۔ امام غزالی کا ارشاد ہے کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں جیسے اپنی زندگی میں تصرف کیا کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ۔ ان بزرگوں میں شیخ معروف کرخی، شیخ عبدالقادر جیلانی اور دو اولیاء ومرے ہیں۔

اب آپ معترضین ومنکرین کے گھر کی گواہی ملاحظہ فرمایئے، اہل حدیث

Marfat.com

اور دیوبندی حضرات کے مسلمہ پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں

"اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لیے شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقام ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور ان ہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔" (ص ۹۸، مطبوعہ سعید سنز کراچی، مترجم حبیب الرحمن صدیقی دیوبندی)

دیکھیے کتنے صاف لفظوں میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت، آپ کے روحانی تصرفات اور قیامت تک آپ کا نفع پہنچانا بیان کیا گیا ہے جو کہ تبصرہ کا محتاج نہیں۔

چالیس ابدال اور گرد آلود بالوں والے محبوبان خدا سے متعلق احادیث مسند احمد اور مسلم و ترمذی کے حوالے سے اولیاء اللہ کے تعارف میں بیان کی جا چکی ہیں۔ اب صحیح بخاری کی حدیث بھی سنئے، حضور علیہ ﷺ نے فرمایا، "بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ولی سے عداوت رکھے میرا اس کے خلاف اعلان جنگ ہے اور میرے کسی بندے کا فرائض کے مقابلے میں دوسری عبادتوں کے ذریعے میرے قریب ہونا مجھے پسند نہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ پس جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگے

Marfat.com

تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگے تو اس کو پناہ دیتا ہوں۔"

اب حدیث کی شرح میں امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں، "جب اللہ تعالیٰ کا نور جلال بندے کی سماعت بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے یکساں سنتا ہے اور جب یہ نور اس کی بصارت ہو جاتا ہے تو بندہ قریب اور دور سے یکساں دیکھتا ہے اور جب یہی نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ خشکی وتری میں، دور ونزدیک میں یکساں تصرف کرسکتا ہے۔" ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو تصرف و قدرت واختیار عطا فرمایا ہے۔

ان تمام دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(۱) دعا کے معنی عبادت کے بھی ہیں اور پکارنے کے بھی۔

(۲) محبوبان خدا کو مشکل کشا اور مددگار سمجھنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔

(۳) حضور ﷺ جب چاہتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں حاجت روائی فرماتے ہیں۔

(۴) محبوبان خدا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مدد فرماتے ہیں۔

(۵) جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے اس سے بعد وصال بھی مدد مانگنا جائز ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو حاجت روائی اور مشکل کشائی کا منصب عطا فرمایا ہے اور اس کی طاقت بھی عطا کی ہے۔

اولیاءاللہ کی پیاری پیاری باتیں

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ہم نے تصوف کا علم قیل وقال کے

Marfat.com

ذریعے حاصل نہیں کیا بلکہ دنیا اور اس کی لذتوں کو ترک کر کے اور بھوکے رہ کر اس کی تعلیم حاصل کی ہے۔ حضرت ابو محمد مروزی فرماتے ہیں، ابلیس پانچ باتوں کی وجہ سے ملعون ہوا، اس نے اپنے گناہ کا اقرار نہ کیا، اس پر نادم نہ ہوا، اپنے نفس کو ملامت نہ کی، گناہ سے توبہ نہ کی اور رحمت الٰہی سے مایوس ہو گیا، حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ مخلص وہ ہے جو اطاعت الٰہی میں بھرپور کوشش کرے اور تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے۔

Marfat.com

باب دہم:

روحانی تصرفات بعداز وصال

(37) سوال: اولیاء کرام سے بعد وصال استعانت وتوسل کے بارے میں بے شمار دلائل آپ نے ارشاد فرمائے اسی موضوع پر مزید ایک عرض یہ ہے کہ اولیاء کرام کی توجہ وروحانی تصرفات اور فیوض وبرکات بعداز وصال کے متعلق بھی کتب معتبرہ کے حوالے سے راہنمائی فرمایئے؟

جواب: اس بارے میں اکابر ائمہ دین نے اپنی تصانیف میں بہت کچھ تحریر فرمایا ہے اس میں چند نکات عرض کرتا ہوں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات میں فرماتے ہیں، ''مشائخ کی ارواح طیبہ کی طرف متوجہ ہو ان کے لئے فاتحہ پڑھے یا ان کے مزار کی زیارت کے لئے جائے اور ان سے جذب کی بھیک مانگے۔'' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں، جب کوئی شخص قبر کی زیارت کرتا ہے اور میت کے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دونوں نفسوں کے درمیان ملاقات وفیضان کا تعلق قائم ہو جاتا ہے اس میں اختلاف ہے کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا صاحب مزار کی، بعض محققین نے صاحب مزار کی امداد کو قوی قرار دیا ہے اور اس سلسلے میں روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کسی کام میں حیران ہو جاؤ تو قبر والوں سے مدد طلب کرو۔ شیخ اجل شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ

Marfat.com

کتاب وسنت اور اقوالِ سلف میں کوئی ایسی بات موجود نہیں جو اس کے مخالف و منافی ہو اور اس بات کو رد کرے۔" (فتاویٰ عزیزیہ ج ۲ ص ۱۰۲)

معلوم ہوا کہ کسی ولی کے مزار پر حاضری دینے سے بھی روحانی توجہ حاصل ہوتی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے انفاس العارفین میں ایسے بے شمار واقعات و احوال بیان کیے ہیں ان کے والد شاہ عبدالرحیم علیہ الرحمہ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر خواجہ بختیار کاکی اور خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہما کی روحوں کی ملاقات کا واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ جب میں دوسری بار ان کے مزار کی زیارت کے لئے گیا تو ان کی روح ظاہر ہوئی اور فرمایا، تمہارے ہاں ایک فرزند پیدا ہوگا اس کا نام قطب الدین احمد رکھنا چونکہ میری بیوی سن ایاس کے قریب تھی اس لئے میں نے سوچا کہ شاید اس سے مراد پوتا ہے وہ اس خیال سے آگاہ ہو گئے اور فرمایا، میری مراد پوتا نہیں بلکہ بیٹا ہے۔ ایک مدت بعد دوسری شادی کی تو شاہ ولی اللہ پیدا ہوئے۔ اس وقت وہ واقعہ یاد نہیں تھا جب یاد آیا تو دوسرا نام قطب الدین احمد رکھا۔ (انفاس العارفین)

غور فرمائیں کہ یہ واقعہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے جو کہ دیوبندی حضرات کے دعوے کے مطابق ان کے پیشوا ہیں۔ اسی کتاب میں شاہ صاحب ایک صاحب مزار کا تصرف یوں بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے والد ماجد مخدوم شیخ اللہ دیہ کے مزار کی زیارت کے لئے ڈاسنہ گئے رات ہو گئی مخدوم صاحب نے مزار میں سے فرمایا کچھ کھا کر جائیے گا والد صاحب مع احباب رک گئے۔ جب لوگوں کی آمد و رفت ختم ہو گئی تو احباب پر ملال طاری ہوا۔ اچانک ایک عورت میٹھے چاولوں کا تھال لے کر آئی اور بولی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جس وقت میرا خاوند گھر آئے گا میں اسی وقت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیہ کی درگاہ میں فقراء میں تقسیم کروں گی ابھی شوہر پہنچا

Marfat.com

ہے تو میں اپنی منت پوری کرنے آئی ہوں۔ یہ ہے اولیاء کرام کا تصرف۔ اور یہ روحانی تصرف ہی تھا جس نے سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ کے مزار مبارک کے پاس مراقبہ کرنے والے خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا،

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں راہ پیرِ کامل کاملاں را راہنما

واقفِ اسرارِ حقیقت، محرمِ رازِ معرفت، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حیات الموات فی بیان سماع الاموات میں تصرفات اور فیوض اولیاء بعد الوصال کے بارے میں کثیر دلائل دیئے ہیں انہی میں سے چند پیش خدمت ہیں، شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں، ”جس کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دنیا سے گم ہو گیا حالانکہ خدا کی قسم وہ گما نہیں بلکہ اور جوہر دار و قوی ہو گیا۔“ آپ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں، ”جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کے لئے ایک اور اٹھان ہوتی ہے تو روح الٰہی کا فیض اس کے بقیہ حس مشترک میں ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے اور دیکھنے اور کلام کرنے کا کام دیتی ہے۔“ آپ ہمعات میں لکھتے ہیں، ”اولیاء امت اور اصحاب طریقت میں کامل وہ شیخ ہوتا ہے جو راہ سلوک کو کامل طریقہ پر طے کرے اور کامل طور پر اس راہ کو طے کرنے والے حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہ ہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اور دیگر اولیاء اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرفات کرتے ہیں۔“

شاہ عبد العزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں، اولیاء کرام میں سے بعض خواص بنی نوع انسانی کی تکمیل حالت برزخ میں یعنی قبروں میں رہ کر بھی کرتے رہتے ہیں اور دنیا میں بھی ان کا تصرف جاری رہتا ہے اگرچہ وہ متوجہ الی اللہ ہوتے میں

Marfat.com

مستغرق بھی ہوتے ہیں لیکن کامل وسعت وادراک کی وجہ سے دنیا میں تصرفات سے ان کے لئے کوئی مانع نہیں پایا جاتا۔" مرزا مظہر جانجاناں اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں، حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں ان کا کوئی مرید ایسا نہیں ملا جس کی طرف آنجناب کی توجہ نہ ہو۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ہمعات میں فرماتے ہیں،" آج اگر کسی شخص کو خاص روح سے مناسبت پیدا ہو جائے اور وہ اکثر اوقات اس سے فیضان حاصل کرے تو یہ اس سے باہر نہیں کہ وہ فیضان حاصل کر رہا ہے اس بزرگ کے ذریعے نبی کریم ﷺ سے یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یا حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ سے۔ بس یہی مناسبت تمام ارواح میں ہے جو ان خصوصی اسباب سے جاری رہتی ہے۔ ایک شخص کو کسی صاحب مزار سے زیادہ محبت ہو اور وہ ان کی قبر پر اکثر جاتا رہے تو وہ ان کی توجہ کا مرکز بن جائے گا کیونکہ اس بزرگ کو یہ قوی ہمت و طاقت اس کی روح کو حاصل رہتی ہے۔ دراصل یہ سلسلہ نبی کریم ﷺ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہی اسے حاصل رہتا ہے۔"

شاہ ولی اللہ انفاس العارفین میں اپنے استاذ الاستاذ محدث ابراہیم کردی علیہ الرحمہ کا حال لکھتے ہیں کہ تقریباً دو سال وہ بغداد میں سیدی عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کی قبر کی طرف متوجہ رہے اور یہ ذوق (ولایت) ان کو وہیں سے حاصل ہوا۔" اسی کتاب میں اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے بیداری میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ نے اس جگہ مجھے بڑے بڑے اسرار تعلیم فرمائے۔ قول الجمیل میں شاہ صاحب نے لکھا،" ہمارے مرشد شیخ عبدالرحیم نے ائمہ کرام حضور غوث الاعظم و خواجہ نقشبند و خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ارواح سے آداب طریقت سیکھے اور ان سے اجازتیں لیں۔"

Marfat.com

مرزا جانجاناں صاحب فرماتے ہیں، "شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ سے دو قسم کے طریقے حاصل کیے گئے ایک طریقہ قادریہ اور دوسرا نقشبندیہ۔ آپ نے فرمایا، جس نے مجھ سے طریقہ قادریہ حاصل کیا اسے اپنے ساتھ مرید کے طور پر لے جانے کے لئے حضرت غوث الاعظم کی روح خود تشریف لائی جو اسے مثالی صورت میں اپنے ساتھ لے گئی۔ اور جس نے مجھ سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا اسے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے خواجہ نقشبند کی روح خود تشریف لائی اور اسے مثالی صورت میں ساتھ لے گئی۔"

مولوی اسماعیل قتیل دہلوی نے صراط مستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھا، کہ "جناب حضرت غوث الثقلین اور جناب حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند کی روح مقدس آپ کے متوجہ حال ہوئیں اور قریباً عرصہ ایک ماہ تک آپ کے حق میں ہر دو روح مقدس کے مابین فی الجملہ تنازعہ رہا کیونکہ ہر ایک ان دونوں عالی مقام اماموں میں سے اس امر کا تقاضا کرتا تھا کہ آپ کو بتمامہ اپنی طرف جذب کرے تا آنکہ تنازع کا زمانہ گزرنے اور شرکت پر صلح کے واقع ہونے کے بعد ایک دن ہر دو مقدس روحیں آپ پر جلوہ گر ہوئیں اور قریباً ایک پہر کے عرصہ تک وہ دونوں امام آپ کے نفس نفیس پر توجہ قوی اور پر زور اثر ڈالتے رہے پس اسی ایک پہر میں ہر دو طریقہ کی نسبت آپ کو نصیب ہوئی۔" مزید لکھا ہے، "ایک دن آپ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کی مرقد منور کے طرف تشریف لے گئے اور ان کی مرقد مبارک پر مراقب ہو کر بیٹھ گئے اسی اثناء میں ان کی روح پر فتوح سے آپ کو ملاقات حاصل ہوئی اور آنجناب یعنی حضرت قطب الاقطاب نے آپ پر نہایت قوی توجہ کی کہ اس توجہ کے سبب سے ابتداء حصول نسبت چشتیہ کا ثابت ہو گیا۔" (مذکورہ دونوں اردو عبارات حبیب الرحمٰن صدیقی دیوبندی کے ترجمہ صفحہ ۲۴۲ سے لی گئی ہیں

Marfat.com

جسے سعید اینڈ سنز کراچی نے شائع کیا ہے)

پھر اس کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اولیاء کرام سے استمداد و التجا اور ان کو پکارنے کے بارے میں دلائل تحریر کیے ہیں، فرماتے ہیں، شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں کہا، "ان کی قبر کی زیارت کے لئے جاتے وہاں سے ہی آپ نے فیضان حاصل کیا۔" آپ اور مولوی خرم علی نے بھی یوں لکھا کہ، "میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح۔" تفسیر عزیزی میں ہے، "مزارات میں مدفون اولیاء سے فائدہ حاصل ہوتا ہے۔" شاہ عبدالعزیز سعیدی احمد زروق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ ان کا ارشاد ہے "تو اگر کسی مصیبت و پریشانی میں ہو تو یا زروق پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا۔" شاہ ولی اللہ "الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں لکھتے ہیں کہ "اس فقیر نے حضرت شیخ ابو طاہر کردی سے خرقہ ولایت حاصل کیا اور آپ ہی نے اس عمل کی اجازت عطا فرمائی" جس کا ذکر جواہر خمسہ میں ہے۔" شاہ صاحب خود بھی اس عمل کی دوسروں کو اجازت دیا کرتے تھے۔ اسی جواہر خمسہ میں دعائے سیفی کی ترکیب ملاحظہ فرمائیے، "ناد علی سات بار یا تین بار یا ایک بار پڑھنی چاہئے اور وہ یہ ہے "علی رضی اللہ عنہ کو پکار کہ وہ عجائبات کے مظہر ہیں تو انہیں مصیبتوں میں اپنا مددگار پائے گا ہر پریشانی اور غم آپ کی ولایت کے صدقے فوراً دور ہو جاتا ہے یا علی یا علی یا علی۔"

اس کے بعد اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، اگر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا ماننا، مصیبت کے وقت مددگار جاننا، ہنگام غم و تکلیف میں ان جناب کو ندا کرنا، یا علی یا علی کا دم بھرنا شرک ہو تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و مشرکین ٹھہریں اور سب سے بڑھ کر بھاری مشرک کٹر کافر عیاذاً باللہ شاہ ولی اللہ ہوں جو مشرکوں کو اولیاء اللہ جانتے، اپنا شیخ و مرشد مرجع سلسلہ مانتے، احادیث نبی ﷺ کی سندیں ان سے لیتے، مدتوں ان کی خدمت گاری و کفش برداری کی داد دیتے،

Marfat.com

انہیں شیخ ثقہ عادل بتاتے، ان کی ملاقات کو بلفظ دست بوس تعبیر فرماتے ہیں محدثی کا تمغہ، حدیث کی سندیں یوں برباد ہوئیں کہ اتنے مشرکین ان میں داخل۔ کہاں کی شاہی کیسی محدثی اصل ایمان کی سلامتی مشکل۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔" (حیات الموات ص ۱۶۳ مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور)

(38) سوال: جب کوئی مشکل یا پریشانی پیش آئے تو اولیاء کرام کو پکارنے سے ہی ان کو خبر ہوتی ہے یا انہیں بغیر ہمارے عرض کے بھی علم ہو جاتا ہے۔ اولیاء کرام ہی کے اقوال سے وضاحت فرمایئے؟

جواب: فقیر کے پیر و مرشد عالمِ اسلام کی مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی قدس سرہ اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد بریلوی نور اللہ مرقدہ کے قصیدہ "الاستمداد علیٰ اجیاد الارتداد" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ "امام سیدنا عبدالوہاب شعرانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرمایا ہے کہ بے شک سب ائمہ و اولیاء و علماء اپنے پیروکاروں اور مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے مرید کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے قبر میں سوال کرتے ہیں، جب حشر میں اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے، جب اس کے اعمال تولے جاتے ہیں، جب وہ پل صراط پر چلتا ہے ان تمام مراحل میں وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں اور کسی جگہ غافل نہیں ہوتے۔" صحیح بخاری کی حدیث قدسی اس سے قبل بیان کی گئی جس میں اولیاء کاملین کا صفات الٰہی کا مظہر ہونا مذکور ہے۔ حدیث پاک میں ارشاد ہوا، "مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔" (ترمذی)

سیدی محمد حنفی قدس سرہ کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے

Marfat.com

انوار الانتباہ میں امام شعرانی کے حوالے سے فرمایا کہ سیدی محمد حنفی اپنے حجرہ میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک کھڑاؤں (جوتی) ہوا میں پھینکی اور وہ غائب ہو گئی، حالانکہ حجرہ میں سے باہر جانے کی کوئی راہ نہ تھی دوسری کھڑاؤں خادم کو عطا فرما دی کہ پہلی واپس آنے تک اسے اپنے پاس رکھے۔ ایک مدت کے بعد ایک شخص ملک شام سے وہ کھڑاؤں تحائف کے ساتھ لایا اور عرض کی جزاک اللہ تعالیٰ جب چور میرے سینے پر بیٹھا اور تو مجھے قتل کرنا چاہا تو میں نے اپنے دل میں کہا ''یا سیدی محمد حنفی'' اس وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگی اور وہ بے ہوش ہو کر گیا اور مجھے آپ کی برکت سے اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔'' آپ نے اپنے انتقال کے وقت فرمایا، '' جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں پوری کروں گا کہ مجھ میں اور تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کر دے وہ مرد کس بات کا؟۔'' (طبقات الکبریٰ)

اعلیٰ حضرت انوار الانتباہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ''جو شخص کسی تکلیف میں میرے وسیلے سے امداد کی درخواست کرے اس کی وہ تکلیف دور ہو گی، اور جو کسی مصیبت یا سختی میں میرا نام پکارے وہ مصیبت دور کی جائے گی اور جو کسی حاجت میں میرا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے اس کی حاجت پوری ہو گی۔ اور جو شخص دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے سلام کے بعد حضور ﷺ پر درود و سلام بھیجے پھر عراق کی طرف ایک قدم چلے اور میرا نام لے کر اپنی حاجت بیان کرے اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔'' امام اجل سیدی ابوالحسن نو الدین علی بن جریر شطنوفی نے بہجۃ الاسرار میں، امام یافعی مکی نے خلاصۃ المفاخر میں، محدث علی قاری نے نزہۃ الخاطر میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے زبدۃ الآثار اور اخبار الاخیار

Marfat.com

میں ان کلمات رحمت کو روایت فرمایا۔ تفصیل کے لئے اعلیٰ حضرت کی تصانیف انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ اور انہار الانوار من یم صلوۃ الاسرار ملاحظہ فرمائے۔

یہاں تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے پکارنے اور توسل اختیار کرنے اور نماز غوثیہ پڑھنے کی تعلیم دی جبکہ بہجۃ الاسرار میں آپ کا ارشاد موجود ہے کہ "اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی میں اس کی ستر پوشی کرتا ہوں۔" مزید فرمایا، "میں ہر خوف والی چیز سے اپنے مرید کی حفاظت کرتا ہوں اور ہر قسم کے شر اور فتنہ سے اس کی نگہبانی کرتا ہوں۔" مرزا مظہر جانجاناں فرماتے ہیں، "حضور غوث الثقلین اپنے تمام متوسلین کے حالات کی طرف توجہ رکھتے ہیں ان کا کوئی مرید ایسا نہیں ملا جس کی طرف آپ کی توجہ نہ ہو۔" (حیات الموات)

حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے، "آفتاب طلوع نہیں ہوتا جب تک مجھے سلام نہ کر لے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے تو مجھے سلام کر کے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اور نیا دن جو آتا ہے مجھے سلام کر کے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں لوح محفوظ میری نظروں کے سامنے ہے، میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ ﷺ کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔" (الامن والعلیٰ)

تفسیر عزیزی میں سورہ جن کے تحت مرقوم ہے، "لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور جو کچھ وہاں لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بعض اولیاء کرام سے تواتر سے ثابت ہے۔" امام شعرانی فرماتے ہیں، "اللہ تعالیٰ اپنے ولی کو غیب پر مطلع فرماتا ہے یہاں تک کہ جو درخت اگتا ہے اور جو پتہ بھی سرسبز ہوتا ہے اس کی آنکھ کے سامنے ہوتا ہے۔"

Marfat.com

(طبقات الکبریٰ) مولانا روم مثنوی شریف جلد ۴ میں فرماتے ہیں، تم قرآن میں پڑھ لو شیطان اور اس کا قبیلہ انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر جان لیتا ہے، جب شیاطین اپنی گندگیوں کے باوجود ہمارے باطن میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں تو پھر روشن و نورانی نفوس قدسیہ کیونکر ہمارے پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا، کیا شیطانوں سے سرایت کرنے میں وہ روحیں کم تر ہیں جن کا مقام آسمان پر ہے، اے منکر! اگر تو لنجا، لنگڑا، اندھا اور بہرہ ہے تو بزرگ روحوں پر ہرگز ایسا گمان نہ کر کہ وہ تیری ہی طرح ہوں۔

ان ارشادات سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عطائے الٰہی سے اولیاء کرام بغیر ہمارے فریاد کیے بھی ہمارے احوال سے واقف ہوتے ہیں جبکہ ہمارا پکارنا ان کی توجہ اور نظر کرم کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے۔ مجدد برحق اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ مرزا مظہر جانجاناں کے ملفوظات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا، میری حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نسبت خاص وجہ سے ہے کہ فقیر کو آنجناب سے خاص نیاز حاصل ہے اور مجھے جب کوئی پریشانی یا جسمانی بیماری درپیش ہوتی ہے میں آنجناب کی طرف توجہ دیتا ہوں جو باعث شفاء ہو جاتی ہے۔" (الامن والعلیٰ)

روحانی توجہ کے متعلق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی انفاس العارفین میں لکھتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا، میں اکبر آباد میں ایک جگہ سے گزر رہا تھا اور بڑے ذوق سے شیخ سعدی کی ایک رباعی پڑھ رہا تھا،

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است
سعدی بشوئے لوح دل از نقش غیر حق
علمیکہ راہ حق نہ نماید جہالت است

Marfat.com

"دوست کی یاد کے سوا جو کچھ کرے سب بے کار ہے، عشق کے اسرار کے سوا جو کچھ پڑھے بے کار ہے، سعدی! غیر حق کو دل کی تختی سے دھو دے جو علم اللہ تعالیٰ کا راستہ نہ دکھائے وہ جہالت ہے۔"

تین مصرعے پڑھے لیکن چوتھا مصرعہ میرے ذہن سے نکل گیا کوشش کے باوجود یاد نہ آیا تو دل میں بے چینی اور اضطراب پیدا ہوا اچانک ایک نورانی صورت بزرگ ظاہر ہوئے اور چوتھا مصرعہ بتا دیا میں نے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مجھے پریشانی اور اضطراب سے نجات دی پھر پان پیش کیا انہوں نے مسکرا کر فرمایا، کیا یہ یاد دلانے کی اجرت ہے، عرض کی نہیں یہ ہدیہ ہے، فرمایا، میں پان نہیں کھاتا پھر فرمایا مجھے جلدی جانا چاہئے پھر قدم اٹھا کر راستے کے آخر میں رکھا تو میں سمجھ گیا کہ کوئی مجسم روح ہے میں نے آواز دی حضرت اپنا نام تو بتا دیجئے تا کہ فاتحہ پڑھ سکوں۔ فرمایا، فقیر کو شیخ سعدی کہتے ہیں۔ غور فرمایئے جب سرکار دو عالم ﷺ کے غلاموں کی یہ شان ہے تو آقا و مولیٰ ﷺ کی عظمت و رفعت کا کیا عالم ہوگا؟

تفسیر عزیزی میں ہے کہ "حضور ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے درجے کو جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ پس حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجات کو تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص و نفاق کو اچھی طرح جانتے ہیں، اسی لئے ان کی گواہی امت کے حق میں شرعاً مقبول اور واجب العمل ہے۔"

برکات الامداد لاھل الاستمداد سے اقتباس

"مخالفین ناحق مسلمانوں پر بہتان لگاتے ہیں کہ وہ انبیاء و اولیاء کو قادر

Marfat.com

بالذات و مالک مستقل جان کر ان سے استعانت کرتے ہیں۔ مخالفین صریح جھوٹے ہیں اگر آپ ان کے سامنے یوں کہیے "یارسول اللہ نظر رحمت فرمایئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری مدد و اعانت فرمایئے۔" اب ان لفظوں میں تو واضح طور پر ذاتی قدرت کا انکار اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے مدد کرنے کا اقرار ہے۔ ان میں تو شرک کے ناپاک گمان کی بو بھی نہیں آسکتی، یہ کہتے جائیں اور ان کے چہروں کو بغور دیکھتے جائیں اگر بکشادہ پیشانی سنیں اور آثار کراہت ظاہر نہ ہوں جب تو خیر اور اگر دیکھیں کہ صورت بگڑی، ناک بھوں سمٹی، منہ پر دھوئیں کی مانند تاریکی دوڑی تو جان لیجئے کہ دل کی آگ اپنا رنگ لائی۔"

Marfat.com

باب یازدہم:

اسرار تصوف وطریقت

(39) سوال: سلسلہ قادریہ میں مقامات سلوک کون سے ہیں؟ ان روحانی مقامات کی علامات کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے؟

جواب: سلسلہ قادریہ میں مقامات سلوک پانچ ہیں اول: ناسوت۔ دوم: ملکوت۔ سوم: جبروت۔ چہارم: لاہوت۔ پنجم: ہاہوت۔

ناسوت کو عالم اجسام، عالم خلق اور عالم شہادت بھی کہا جاتا ہے۔ ملکوت کو عالم ارواح، عالم امر، عالم ملائکہ اور عالم آخرت بھی کہا جاتا ہے۔ جبروت کو عالم اسماء صفات باری تعالیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ جبکہ لاہوت اور ہاہوت سے عالم ہویت اور عالم ذات باری تعالیٰ مرادلیا جاتا ہے۔ صوفیہ کرام نے سالک کے لئے ان تمام عالموں کی سیر کرنا ضروری قرار دیا ہے ہمارے مشائخ میں سے عارف کامل حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہ نے سراج العوارف فی الوصایا والمعارف میں اس موضوع پر نہایت جامع گفتگو فرمائی ہے۔ ان کی گفتگو کا خلاصہ عرض کر دیتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ عالم کبیر ہے۔ اس عالم صغیر میں عالم کبیر کے تمام اجزاء شامل ہیں چنانچہ جو کچھ قلم میں مجمل ہے وہ انسان کی روح میں مجمل ہے جو لوح میں مفصل ہے وہ ان کے دل میں

Marfat.com

مفصل ہے جو کچھ عرش پر ہے وہ انسانی جسم میں ہے اور جو کچھ کرسی میں ہے وہ انسان کے نفس میں ہے اسی لئے تو کہتے ہیں کہ اگر انسان اپنے وجود کے بارے میں ہی غور و فکر کرلے تو یہ اس کے لئے کافی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "فرمایا جائے گا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔" (بنی اسرائیل۔۱۴) پس جو اس کتاب کو پڑھتا ہے وہ تمام آنے والی اور گزری ہوئی باتوں کو جان لیتا ہے اور جو اسے پورا نہ پڑھ سکے تو اسے جتنا ملے اتنا ہی پڑھ لینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے، "ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کے آپے (یعنی نفسوں) میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔" (حم سجدہ۔۵۳)
اور ارشاد فرمایا، "اور خود تم میں (نشانیاں ہیں) سوجھتا نہیں۔" (الذریت۔۲۱)

مختصر یہ کہ جو کچھ عالم کبیر میں ہے وہ عالم صغیر میں پایا جاتا ہے مثلاً عالم کبیر میں ایک شہنشاہ ہے جس کا حکم سارے جہان میں نافذ ہے یعنی اللہ تعالیٰ، عالم صغیر میں روح شہنشاہ ہے کیونکہ یہ عالم امر ہے اور بدن کے ملک میں اس کا اختیار ہے۔ عالم کبیر میں شہنشاہ کا ایک نائب کل اور خلیفہ مطلق ہوتا ہے اور وہ نبی ﷺ کی بے مثل ذات پاک ہے۔ عالم صغیر میں عقل ہے جو حقیقت محمدیہ ﷺ کے عکسوں میں سے ایک عکس اور انہیں کا پرتو ہے۔ وہاں شہنشاہ حقیقی کا عرش عظیم ہے کہ اسے باری تعالیٰ سے خاص نسبت ہے اور یہاں دل ہے کہ روح کا مقام خاص ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی عظمت والی بلند کرسی ہے اور یہاں دماغ کا درجہ عظیم اور بلند ہے۔ وہاں لوح محفوظ ہے جس میں ماضی حال مستقبل کا علم درج ہے یہاں قوت خیالی ہے کہ تمام صورتیں، شکلیں اور رنگتیں اور حواس خمسہ میں محسوس کی جانے والی ہر شے اس میں محفوظ ہے وہاں باری تعالیٰ کی قدیم حقیقت کا معلوم کرلینا ناممکن اور محال ہے یہاں روح کی حقیقت سمجھنا ناممکن ہے وہاں تمام کائنات میں باری تعالیٰ غالب و قادر ہے اور اپنے علم و قدرت

Marfat.com

سے ہر جگہ موجود ہے اور زمان و مکان کی قیود سے مبرا اور پاک ہے یہاں روح تدبیر و تصرف کے ساتھ بدن میں ہر جگہ ہے لیکن کسی خاص عضو میں مقید نہیں۔

وہاں باری تعالیٰ جب زید کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو ارادہ فرماتا ہے اور اس کے نتیجے میں اس ہیئت و شکل اور رنگ و روپ میں زید کی پیدائش لوح محفوظ میں ظاہر ہو جاتی ہے وہاں سے فرشتوں کو خبر ہوتی ہے اور وہ زید کے ماں باپ کے جسموں کی طاقتوں کو حرکت دے کر دونوں کو اکٹھا کرتے ہیں پھر زید کی وہ صورت جو ارادہ الٰہی کے مطابق لوح محفوظ میں نقش ہے ماں کے رحم میں قرار پکڑتی ہے اور چونکہ اس حکم کو ٹالنے والا کوئی نہیں لہٰذا زید پیدا ہو جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ اس کو انجام تک نہیں پہنچانا چاہتا، تو حمل گر جاتا ہے یا کوئی اور نقص پیدا ہو جاتا ہے۔

اسی طرح عالم صغیر کو سمجھنا چاہیئے مثلاً اگر تو بسم اللہ لکھنا چاہے تو پہلے ارادہ پیدا ہوگا پھر اس کی صورت تیرے دماغ کی تختی پر نقش ہوگی کہ میں اس طرح لکھوں گا۔ اس کے بعد ارواح حیوانیہ اور پٹھوں اور پھر انگلیوں اور پوروں میں حرکت ہوگی اور بسم اللہ لکھنے کا عمل پورا ہو جائے گا بشرطیکہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی اور اگر لکھتے وقت یہ خیال آیا کہ اسے ادھورا لکھوں یا کسی اور طرح لکھوں تو تجھے اس پر بھی اختیار ہے۔ عالم کبیر میں قیامت ہے جو ساری مملکت کو فنا کر دے گی اور ذات باری تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔ عالم صغیر میں موت ہے جو بدن کی مملکت کو فنا کر دے گی اور سوائے روح کے کچھ باقی نہ رہے گا ان باتوں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو اپنے نفس کو جان لیتا ہے اسے معرفت الٰہی نصیب ہو جاتی ہے۔ پھر نوری میاں قدس سرہ اسی طرح کی بہت ساری مثالیں دے کر فرماتے ہیں کہ "یہی عالم ناسوت کی سیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جاننے اور پہچاننے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے اپنی قوت کے مطابق ناسوتی سیر ضروری ہے کہ اسی آدمی کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے، ورنہ وہ جاہلوں سے بھی

Marfat.com

برا سمجھا جاتا ہے۔"

اتباع شریعت کے ساتھ معرفت الٰہی کو پا لینا سالک کو عالم ملکوت تک رسائی عطا کرتا ہے۔ اس مقام کو بعض صوفیہ کرام "فنافی الشیخ" کے مرتبے سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ سالک اس مقام پر پہنچ کر کسی لحہ بھی اللہ تعالیٰ کی یاس سے غافل نہیں رہتا اور فرشتوں کی صفات کا مظہر بن جاتا ہے۔ اس کے بعد عالم جبروت کی سیر شروع ہو جاتی ہے سالک اسمائے الٰہیہ کی بارگاہوں کی سیر کرتا ہے اور عین الیقین کی نعمت سے سرفراز کیا جاتا ہے بعض صوفیہ اسے "فنافی الرسول" کے مرتبہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عالم کی سیر کے بعد لاہوت کی سیر کا آغاز ہوتا ہے یہاں سالک تجلیات ربانی کا مشاہدہ کر کے حق الیقین کی دولت حاصل کرتا ہے اور سیر الی اللہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سیر) ختم ہو جاتی ہے اس طرح سالک کو "فنافی اللہ" کا مرتبہ نصیب ہوتا ہے اور پھر ذات بحت یا عالم ہاہوت کی سیر شروع ہوتی ہے جسے سیر فی اللہ (اللہ تعالیٰ میں سیر) بھی کہا جاتا ہے۔

عارف کامل نوری میاں قدس سرہ فرماتے ہیں، "سیدنا غوث اعظم کو اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے الہام ہوا کہ اگر سالک نے ملکوت اور جبروت کی سیر تو کی لیکن عالم لاہوت کی سیر کو چھوڑ دیا یعنی ذات بحت میں سیر نہ کی، جبروت کی سیر پر ہی مطمئن ہو گیا تو بارگاہ الٰہی کے قرب سے محروم رہے گا۔ ایسے سالک کو مکمل تو کیا کامل بھی نہیں کہہ سکتے تو اس شخص کا کیا حال ہو گا جو ملکوت یا ناسوت پر ہی ہمت ہار کر بیٹھ جائے وہ بڑا کم نصیب ہے۔ پس ضروری ہے کہ اول الذکر تین مقامات میں سے کسی مقام کو بھی اپنی منزل نہ جانے بلکہ ان سے جلدی گزر جائے اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے لاہوت کی سیر کرے تو اسے درجۂ کمال حاصل ہو گا اور وہ ولی کہلائے جانے کا مستحق ہو گا۔ اس سے پہلے تو ولایت کی خوشبو بھی اسے نہیں پہنچے گی افسوس ان لوگوں پر جو سیر

Marfat.com

ناسوتی سے بھی واقف نہیں اور خود کو اولیاء میں شمار کراتے ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں "اسی سیر فی اللہ کی وجہ سے اولیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہوتی ہے نہ کہ سیر الی اللہ کے اعتبار سے، کیونکہ قرب الٰہی اور درجات میں ترقی سیر فی اللہ کی زیادتی سے نصیب ہوتی ہے جس کی سیر زیادہ ہے اس کو قرب بھی زیادہ نصیب ہوتا ہے۔ پس جب کوئی اللہ تعالیٰ کا محبوب اس مقام میں زیادہ سیر کرتا ہے تو وہ زیادہ مقرب و بلند درجہ ہو جاتا ہے اس مقام میں اصل شے درجات کی ترقی ہے اور اس کی کوئی حد نہیں کیونکہ یہ سیر کہیں ختم نہیں ہوتی ورنہ ذات بحت محدود قرار پائے گی جو کہ شان الوہیت کے خلاف ہے۔ ما عرفناک حق معرفتک (ہم نے تجھے نہ پہچانا جیسا کہ تجھے پہچاننے کا حق تھا) سے اس بات کا پتا چلتا ہے اور یہ حدیث شریف اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے، تواضع اور انکساری میں وارد نہیں ہے جیسا کہ اس زمانے کے بعض جاہل صوفی بننے والوں کو خیال ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفاظت میں رکھے۔ آمین!"

عارف ربانی حضرت سید شاہ برکات اللہ قادری قدس سرہ اپنی تصنیف "چہار انواع" میں فرماتے ہیں، ہاہوت ایسا خلوت خانہ ہے کہ اس میں خود آگہی بلکہ بے خبری کی آگہی کی بھی گنجائش نہیں۔ لاہوت ایسی جگہ ہے کہ اس میں سالک اپنی خودی کی وجہ سے مصیبت میں پھنسا ہوتا ہے اور دعوئ الوہیت کی جانب مائل ہوتا ہے۔ جبروت وہ مقام ہے جہاں اسے اپنے وجود کے اجزاء کی شناسائی ہوتی ہے اور وہ اپنے آپ سے ملاقات کرتا ہے۔ ملکوت وہ جگہ ہے کہ جہاں مدح وثنا خود تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے ہیں جب کہ ناسوت ایسا ہنگامہ ہے کہ جہاں کثرت کے ساتھ مختلف لباس اور مختلف رنگوں کے جلوے نظر آتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں، "یہ مقامات اور منزلیں نہ نیچے ہیں نہ اوپر نہ بائیں طرف نہ دائیں طرف۔ یہ سب میرے وجود کے

Marfat.com

طریقے ہیں۔ جس وقت میں لذتوں کی طرف دوڑ لگاتا ہوں تو میرا طریقہ ناسوتی ہوتا ہے اور جس وقت میں "انادانی" (میں قریب ہوں) کے جذب وکیف میں شور کرتا ہوں تو یہ میرا لاہوتی شور ہوتا ہے۔ اور جب میں ان تمام کیفیات سے آگے نکل جاتا ہوں تو وہ خواب ہاہوتی ہوتا ہے۔ یہ ایسا عظیم معاملہ ہے جسے ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ حدیث قدسی ہے، اولیائی تحت ردائی لا یعرفھم غیری "میرے دوست میری (قدرت کی) چادر کے نیچے ہیں ان (کے مقامات باطنی ودرجات) کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

(40) سوال: بعض لوگ یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ اہلسنت اولیاء کا درجہ انبیائے کرام کے برابر بتاتے ہیں، اس الزام کی وضاحت فرمایئے؟

جواب: یہ الزام سراسر لغو ہے۔ آقا اور غلام کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ علماء فرماتے ہیں، عام انسانوں اور آقا ومولیٰ ﷺ میں شریعت کی رو سے ۲۷ درجے کا ظاہری فرق ہے باطنی درجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اس تفصیل سے آپ کو اولیائے کرام کے درجات کا فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔ سب سے پہلا درجہ بشر کا ہے اس کے اوپر مومن کا۔ پھر ابرار کا۔ پھر اخیار کا۔ پھر مخلصین کا۔ پھر صالحین۔ پھر شہداء۔ پھر متقین۔ پھر مقربین۔ پھر اولیاء۔ پھر اوتاد۔ پھر ابدال۔ پھر نجباء۔ پھر نقباء۔ پھر قطب۔ پھر غوث۔ پھر تبع تابعی۔ پھر تابعی۔ پھر صحابی۔ پھر اصحاب بدر۔ پھر خلفائے راشدین۔ پھر صدیق اکبر۔ پھر نبی۔ پھر رسول۔ پھر اولو العزم۔ پھر اصطفیٰ اور پھر رحمۃ اللعالمین۔ (ملفوظات امیر ملت)

اب آپ غور فرمایئے کہ ولایت کا اعلیٰ درجہ غوث ہے اور جب کوئی بھی ولی تبع تابعی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا تو نبوت کا مقام تو بہت بلند وبالا ہے اور پھر مقام

Marfat.com

مصطفیٰ ﷺ کا کون اندازہ کر سکتا ہے؟ امام نبہانی فرماتے ہیں، ''حضور ﷺ کی حقیقت کو کماحقہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔'' (حجۃ اللہ علی العالمین)

(41) سوال: تصوف کی اصطلاح میں ترقی و تنزلی سے کیا مراد ہے؟ یہ بھی ارشاد فرمائیں کہ تنزل ناسوتی تنزل ملکوتی سے کیوں بہتر ہے؟

جواب: جب سالک سیر الی اللہ کے بعد اپنے وجود اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو فراموش کر کے سیر فی اللہ میں فنا ہو جاتا ہے تو اسے ترقی کہتے ہیں اور اس طرح کے سالک کو ''کامل'' کہا جاتا ہے۔ ایسے سالک دوسروں کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ حضرت شاہ ابوالحسین نوری علیہ الرحمہ سراج العوارف میں فرماتے ہیں، ''اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سالک کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس سے دیگر مخلوق بھی فیضیاب ہوں تو پھر وہ ترقی سے تنزلی کی طرف آتا ہے تاکہ وہ دوسروں کو پستی کی طرف سے بلندی کی طرف لے جائے۔ اس لئے سالک کو پھر ماسوی اللہ کا شعور اور خود اس کے شعور کا وجود عطا کیا جاتا ہے اور اسے مقام لاہوت سے ناسوت میں پہنچا دیا جاتا ہے لیکن اس تنزلی کی وجہ سے اس کی سابقہ ترقی میں کوئی فرق نہیں آتا وہ بدستور قائم و برقرار رہتی ہے ایسے سالک کو ''مکمل'' کہا جاتا ہے اور یہی ان کے لئے تنزلی ہے کہ وہ پھر وحدت میں کثرت دیکھتے ہیں (جبکہ ترقی میں وہ کثرت میں وحدت دیکھتے ہیں) چونکہ اس سالکین کی نسبت متعدی ہوتی ہے اس لئے یہ دوسروں کو نفع پہنچانے میں معذور نہیں ہوتے۔

تنزل ناسوتی تنزل ملکوتی سے بہتر ہے کیونکہ اصل مقصد کرامات و خرق عادات کا حصول نہیں جو کہ تنزل ملکوتی میں سالک پالیتا ہے اصل مقصد تو ناقصوں کی تکمیل کرنا ہے جو کہ تنزل ناسوتی کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ ہدایت کے محتاج ناسوتی

Marfat.com

ہوتے ہیں ملکوتی نہیں لہٰذا تنزل ناسوتی بہتر ہے۔

(42) سوال: فنافی الشیخ، فنافی الرسول اور فنافی اللہ کے مقامات کیا ہیں، آسان لفظوں میں بیان فرمادیجئے؟

جواب: سچی بات تو یہ ہے کہ تصوف کے اسرار و رموز نہ تو ہر شخص کی سمجھ میں آتے ہیں اور نہ ہی یہ ہر شخص کے لئے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے کہ لوگوں سے ان کی عقل اور سمجھ کے مطابق گفتگو کرنی چاہئے۔ آپ کے سوال کا جواب نہایت آسان الفاظ میں شہباز طریقت حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے آداب السالکین میں ارشاد فرمایا ہے اس کا خلاصہ عرض کر دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ فنا کا حصول دل کو سکون دیتا ہے اور سلوک کی منزلیں طے کرنے کے لئے جس حوصلے کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی فنا سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

فنا کی تین قسمیں ہیں، پہلا درجہ فنافی الشیخ ہے یعنی سالک اپنے آپ کو مرشد کے خیال میں ایسا گم کردے کہ خود کو بھول جائے اور اپنے آپ کو مرشد سے الگ نہ سمجھے بلکہ خیال کرے کہ میرے جسم کی حرکت اور سکون میرے مرشد کے اختیار میں ہے اور میرا شیخ ہی مجھے سمجھ سکتا ہے۔ اپنے طور طریقوں سے یہ ظاہر کرے کہ اپنے وجود پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہے اور اپنے طرز عمل میں ریا و خود پسندی سے بالکل دور رہے۔

دوسرا درجہ فنافی الرسول ہے راہ سلوک میں سالک کو جو معرفت و قرب کی نعمتیں نصیب ہوں اور مشاہدات و کیفیات حاصل ہوں ان سب کو وہ رسول معظم ﷺ کا کرم سمجھے یہ ہرگز نہ سمجھے کہ میرے مراتب و درجات بڑھ گئے ہیں اس لئے یہ فیض حاصل ہو رہا ہے۔ پہلے سالک فنافی الشیخ ہوتا ہے اور چونکہ شیخ فنافی الرسول ہوتا ہے اس لئے سالک کو بھی یہ مرتبہ شیخ کے وسیلے سے بآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔ تیسرا درجہ فنافی

Marfat.com

اللہ ہے اور جب سالک فنافی اللہ کے آخری درجہ پر پہنچتا ہے تو بقا کی ابتدا ہوتی ہے۔

سراج العوارف میں مولانا جامی علیہ الرحمہ کی نفحات الانس کے حوالے سے مذکور ہے کہ عام ولایت تو تمام ایمان والوں کو حاصل ہے مگر خاص ولایت اہل سلوک میں ان لوگوں کے لئے مخصوص ہے جو فنافی اللہ ہو گئے اور انہوں نے بقاباللہ کو حاصل کر لیا۔ تو ولی فانی فی اللہ باقی باللہ ہوتا ہیں جبکہ فنا کے معنی ہیں، سیر الی اللہ کی انتہا اور بقا کے معنی ہیں سیر فی اللہ کی ابتدا۔ کیونکہ سیر الی اللہ اس وقت پوری ہوتی ہے جب سالک اپنے وجود کے صحرا کو سچائی کے قدموں سے ایک دم طے کرے اور سیر فی اللہ اسی وقت کامل ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ بندے کو فنا کے بعد تمام ظاہری و باطنی آلائشوں سے پاک کر دے۔ قطب الاقطاب حضرت غوث اعظم جیلانی قدس سرہ النورانی فتوح الغیب میں فرماتے ہیں، ”جب بندہ مخلوق، خواہشات، نفس، ارادوں اور دنیا و آخرت کی تمام آرزوں سے فنا ہو جاتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہتا اور دیگر سب چیزیں اس کے دل سے باہر ہو جاتی ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اس کو مقبول بناتا ہے اور اس کے دل سے مخلوق کی محبت نکال کر اسے فنا کا مقام عطا فرماتا ہے اور پھر وہ بندہ اپنے فقر و غنا کو نہیں دیکھتا۔“ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ کی ایک رباعی کا ترجمہ یہ ہے، ”اے دل! عشق الٰہی کی شراب پی کر بے خود ہو جانے والوں کی محفل میں تا کہ تجھے بھی اس شراب بقا کا ایک گھونٹ مل جائے۔ اور اگر تو بقا چاہتا ہے تو فنا کے راستے سے گزر کیونکہ جب تک فنا طاری نہ ہو بقا نصیب نہیں ہوتی۔“

(43) سوال: تصوف میں سکر اور صحو سے کیا مراد ہے بعض اکابر اولیاء کرام علیہم الرحمہ نے ایسے جملے ارشاد فرمائے جو بظاہر خلاف شرع ہیں ان کی کیا حقیقت ہے؟

Marfat.com

جواب: اس بارے میں کتب تصوف میں بہت کچھ لکھا گیا لیکن میں پھر عارف ربانی سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ کی کتاب سراج العوارف کے حوالے سے جواب عرض کرتا ہوں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کتاب نہایت جامع دلائل پر مشتمل ہے ولیء کامل عارف باللہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے نہ صرف اس کتاب پر شاندار تقریظ لکھی بلکہ آپ کا یہ شعر موصوف ہی کے روحانی کمالات پر گواہ ہے۔

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے
ہو گئی یہ میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

سراج العوارف میں اس کی خاصی تفصیل مذکور ہے میں خلاصہ عرض کرتا ہوں، آپ فرماتے ہیں کہ جب سالک سیر فی اللہ میں قدم رکھتا ہے اور اپنے درجات میں ترقی پاتا ہے تو بعض اس مقام کی تجلیات کے باعث خاموش ہو جاتے ہیں اور پہاڑوں سے بڑے بڑے اسرار و رموز کو بھی ضبط کر لیتے ہیں بعض ضبط نہیں کر پاتے اور زبان سے کہہ دیتے ہیں جیسے سبحانی ما اعظم شانی (میں پاک ہوں اور میری شان کتنی بلند ہے) اور لیس فی جبتی سوی اللہ (میرے جبہ میں خدا کے سوا کچھ نہیں) اس طرح کی باتوں سے ان پر کوئی گناہ اور وبال نہیں آتا کیونکہ وہ معذور و مجبور ہیں کہ ضبط کی قدرت نہیں رکھتے۔ یوں سمجھئے کہ جب جن انسان کے بدن میں حلول کر جائے تو بظاہر انسان کی زبان بولتی ہے دراصل جن کلام کرتا ہے، جن اس کے ہاتھوں سے کام کرتا ہے، اس کے پیروں سے چلتا ہے اور اس کے منہ سے کھاتا ہے۔ میری آنکھوں دیکھا واقعہ ہے کہ ایک چھوٹی بچی پر آسیب آ گیا۔ وہ ایک وقت میں نو سیر پکا ہوا کھانا کھا لیتی تھی میں نے اس کا علاج کیا اور وہ تندرست ہو گئی۔ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ چھوٹی بچی جو آدھا پاؤ سے زیادہ نہیں کھا سکتی ایک وقت میں نو سیر کھا کر

Marfat.com

ہضم کرسکتی ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ آسیب اس بچی کے منہ سے کھاتا تھا اور دیکھنے والے یہ سمجھتے کہ بچی کھا رہی ہے۔ آسیبی قدرت کو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کوئی نسبت نہیں ہو سکتی۔ بلاتشبیہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے کلام کا مظہر بنا دے اور اس کی زبان سے کلام فرمائے تو کیا تعجب ہے تم نے انا الحق اور سبحانی ما اعظم شانی سنا، دراصل یہ وہی کہتا ہے جسے یہ کہنا زیبا ہے حالانکہ تم نے یہ بات حسین منصور اور بایزید بسطامی کی زبان سے سنی۔

اس سے زیادہ روشن وہ واقعہ ہے (جو سورہ القصص آیت ۳۰ میں بیان ہوا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درخت سے آواز سنی کہ "اے موسیٰ میں ہی اللہ ہوں تمام عالم کا پروردگار۔" تو کیا اس درخت نے یہ کہا تھا اللہ کی قسم یہ درخت نے نہیں کہا بلکہ رب العالمین نے فرمایا تھا اگرچہ درخت سے سنا گیا اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ انسانی گلے سے جو درخت سے زیادہ شرافت رکھتا ہے کلام فرمائے اور لوگوں کو ان کے منہ سے وہ آواز سنائی دے تو اس میں کیا تعجب ہے؟ ان بزرگوں کا کہا ہوا اللہ تعالیٰ کا فرمایا ہوا ہے۔ اس ظاہری متکلم یعنی بزرگ نے خود کو فنا کر کے اس متکلم حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کے کہلانے سے وہ بات کہی اس میں نفس کے فریب کو یا ان کی خودی کو ہرگز دخل نہیں ہے جبکہ فرعون کا اَنَا رَبُّکُمُ الۡاَعۡلٰی (میں تمہارا بڑا پروردگار ہوں) کہنا اپنی خودی سے تھا اس لئے فرعون مردود ہوا جبکہ اولیاء مقبول ہوئے کیونکہ اولیاء کا کام اپنی ہستی کو فنا کرنے کے بعد صادر ہوا۔

جب اولیاء اللہ پر حال کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ خود پہ قابو نہیں رکھ پاتے تو یہ راز ظاہر کر دیتے ہیں اسے حالت سکر کہتے ہیں۔ اگر سالک کا شعور تجلیات الٰہی وارد ہوتے وقت برقرار رہے تو یہ حالت صحو ہے بصورت دیگر سکر ہے۔ حالت سکر کا نہ تو اعتبار کیا جاتا ہے اور نہ اہل سکر سے بازپرس ہوتی ہے بلکہ اہل صحو پر اس کا دور کرنا لازمی ہوتا ہے

Marfat.com

چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت غوث اعظم نے فرمایا کہ "منصور کے زمانے میں کوئی ایسا نہ تھا کہ اس کی دستگیری کرتا اگر میں اس وقت ہوتا تو اس کا ہاتھ تھام لیتا یعنی اپنے باطن سے انہیں ضبط کی طاقت عطا کرتا۔" حالت سکر میں جو کلمات ادا ہوتے ہیں انہیں شطحیات کہتے ہیں اور انکا کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ اس بارے میں داراشکوہ نے ایک مفصل رسالہ لکھا ہے۔

بعض لوگ ساری عمر اپنے احوال ضبط کرتے ہیں جیسے خلفائے راشدین و دیگر صحابہ کرام اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم اور بعض ساری عمر اسی سکر میں ڈوبے رہتے ہیں جیسے حسین منصور قدس سرہ اور بعض کبھی ضبط کی طاقت نہ پا کر راز ظاہر کرتے ہیں پھر افاقہ ہوتے ہی توبہ و رجوع کرتے ہیں۔ یہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان رزاوں کے اظہار پر راضی نہیں اور ان کے اپنی طرف نسبت کیے جانے کو حق نہیں جانتے ورنہ توبہ و رجوع کیوں کرتے۔ حضرت بایزید بسطامی سے کہا گیا آپ بعض اوقات کیسی عجیب باتیں کہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، بایزید ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا۔ لوگوں نے عرض کی بخدا آپ نے ایسے کہا۔ فرمایا، اگر تم اب یہ کلمے سنو تو مجھے خنجر سے ختم کر دینا۔ پھر جب وہ حالت طاری ہوئی اور آپ نے سبحانی ما اعظم شانی کہنا شروع کیا تو لوگوں نے آپ کے حکم کے مطابق خنجر چلائے۔ جو آپ کو خنجر مارتا اس کا زخم خود اس کے اپنے جسم پر اسی جگہ لگ جاتا اور آپ کے جسم پر کوئی نشان نہ پڑا۔ جب یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا، میں نہ کہتا تھا کہ وہ جملے بایزید نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہے جس کی شان کے لائق ہے۔

اگر کوئی شخص حالت صحو اور اپنے حواس کی سلامتی کے وقت اس قسم کے کلمے کہے تو وہ زندیق، مرتد اور واجب القتل ہے اسی لئے توحید وجودی کو تسلیم کرنے کے باوجود کہتے ہیں کہ جو فرق مراتب نہ کرے وہ زندیق ہے یعنی اگر تنزل کے مرتبوں کا

Marfat.com

خیال نہ کرے اور زید کو اسی شکل وصورت میں خدا سمجھ لے تو یہ توحید وجودی کہاں رہی کہ ممکن کو واجب سمجھنا شرک ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ گفتگو قال نہیں حال ہے اور جب تک حال وارد نہ ہو کچھ نہیں ہے، اس مسئلے میں جب تک آدمی وہاں نہ پہنچے کلام نہیں کرسکتا کیونکہ یہ اس کی سمجھ سے ماوراور عقل سے دور رہے۔

(44) سوال: صوفیہ کرام میں دو نظریات معروف ہیں وحدت الوجود اور وحدت الشہود۔ ہمارے سلسلہ عالیہ قادریہ مشائخ کا اس بارے میں کیا نقطہ نظر ہے؟

جواب: سراج العوارف میں ہے کہ وحدت کی دو قسمیں ہیں ایک وجودی دوسری شہودی۔ وجودی کے معنی یہ ہیں کہ سالک کے علم اور نظر دونوں سے اللہ کے سوا جو کچھ بھی ہے اس کا شعور ختم ہو جائے اور اس کی نظر وعلم میں اللہ کے سواسب کچھ فنا ہونے کے بعد ذات باری تعالیٰ باقی رہ جائے، یہی سالک کے مقام کی انتہا ہے۔ اس مقام پر آنے کے بعد سالک ولی ہو جاتا ہے۔ سیر الی اللہ کے ختم ہونے کے یہی معنی ہیں اور اسی کو مقام لاہوت کہتے ہیں۔ سیر وسلوک قادریہ میں یہ چوتھا مقام ہے اس کے بعد سیر فی اللہ ہے کہ اس سے مراد ذات بحت باری تعالیٰ میں (جس کی کوئی حد نہیں) ترقی حاصل کرنا ہے اور حدیث شریف "ماعرفناک حق معرفتک" (ہم نے جیسا کہ تیرا حق تھا تجھے نہ پہچانا) اس سیر کی خبر دیتی ہے۔ قادریہ، چشتیہ و سہروردیہ وغیرہم تمام اولیاء اللہ کا یہی مسلک ہے۔ ایک قلیل تعداد وحدت شہود کی طرف گئی ہے اور اس کو سالک کا ابتدائی مقام جانتے ہیں۔

وحدت شہودی کے بھی یہی معنی ہیں لیکن اس میں موجودات کا انکار صرف سالک کی نظر سے ہوتا ہے اس کے علم سے نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمام موجودات اس کے علم میں تو باقی رہتے ہیں صرف نظر سے ختم ہو جاتے ہیں۔ نظر میں صرف ذات

Marfat.com

باری باقی رہتی ہے۔ باقی سب نظر سے ہلاک اور فانی ہو جاتے ہیں مگر سالک کے علم میں باقی رہتے ہیں جیسے سورج نکلنے پر ستارے، کہ سب ستارے نظر سے غائب ہو جاتے ہیں نظر کے سامنے صرف سورج ہوتا ہے لیکن وہ جانتا ہے ستاروں کا وجود ویسے ہی باقی ہے بس نظر سے چھپ گیا ہے۔ لامحالہ اس میں توحید میں نقص باقی رہتا ہے اور وہ نقص یہ ہے کہ سالک کے علم میں موجودات باقی رہ جاتے ہیں یہ بات فنائے مطلق کے منافی ہے۔

ایک قلیل گروہ توحید شہودی کا قائل ہے حضرات صوفیہ کرام میں سے جیسے شیخ علاؤ الدولہ سمنانی اور شیخ روز بہان بقلی وغیرہ اور بعد والوں میں شیخ احمد صاحب سرہندی (مجدد الف ثانی) اور ان کے ماننے والے جو نقشبندی مجددی ہوتے ہیں وحدت شہودی کی طرف گئے ہیں ان حضرات میں سے کچھ وحدت وجودی کے قائل ہیں جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے کہ نقشبندی مجددی ہونے کے باوجود چند مکتوب اسی مسئلہ سے متعلق شائع کیے جو شیخ احمد سرہندی نے وحدت شہود کے سلسلے میں اپنے مکاتیب میں لکھے تھے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے شیخ احمد سرہندی کے کلام کی تاویلات کیں شاہ ولی اللہ کے مکاتیب کا رد مولوی غلام یحیٰ نقشبندی مجددی نے کیا جو مرزا مظہر جانجاناں کے مرید تھے ان کے رد کا رد مولوی رفیع الدین ولد شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتاب ''دفع الباطل'' میں شائع کیا۔ انصاف سے دیکھنا چاہئے کہ توحید وجودی اور توحید شہودی میں کسے ترجیح ہے صوفیہ کرام کے مقالات سے توحید وجودی ہی ثابت ہوتی ہے۔

(45) سوال: روحانی لطائف سے کیا مراد ہے؟ ان لطائف کو طاقتور بنانے اور انہیں جاری کرنے کی کیا علامات ہیں؟ اقوال صوفیہ کی روشنی میں وضاحت فرمائے؟

Marfat.com

جواب: اصطلاح تصوف میں لطیفہ اس کیفیت کو کہتے ہیں جو لفظوں سے ظاہر نہ ہو سکے لیکن اس کا ادراک کیا جا سکے۔ صوفیہ کرام کے نزدیک لطائف انسانی جسم کے وہ پاکیزہ مقامات ہیں جن کے ذریعے سالک پر معرفت ربانی اور تجلیات الٰہی کے راز منکشف ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے، الا لہ الخلق والامر (الاعراف۔ ۵۴) ''سن لو اسی کے لئے ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔'' اس آیت کے تحت تفسیر مظہری میں ہے، ''صوفیہ فرماتے ہیں کہ عالم خلق سے مراد عالم جسمانیات ہے یعنی عرش اور اس کے نیچے آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اور عالم امر سے مراد عالم مجردات یعنی قلب، روح، سر، خفی اور اخفیٰ وغیرہ یہ وہ اشیاء ہیں جنہیں کسی مادہ کے بغیر محض امر کن سے پیدا کیا گیا ہے۔''

عالم خلق کے لطائف نفس، ہوا، پانی، آگ اور خاک ہیں صوفیہ کے نزدیک عالم خلق کے یہ لطائف خمسہ عالم امر کے مذکورہ پانچ لطائف کا عکس اور ظل ہیں۔ قلب کا مقام سینے میں بائیں جانب ہے اور روح کا مقام دائیں جانب جبکہ سر، خفی اور اخفیٰ کا مقام ان کے درمیان میں ہے نفس کا مقام اس سے مناسبت رکھنے کی وجہ سے وسط پیشانی میں ہے۔ زبدۃ الاولیاء حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری قدس سرہ سلوک مجددیہ میں فرماتے ہیں کہ عالم امر کے لطائف خمسہ تجلیات ربانی کے ظلال ہیں۔ قلب کا فعل ذکر الٰہی ہے روح کا فعل حضوری، سر کا فعل مکاشفہ ملکوت، خفی کا فعل مشاہدہ (توجہ الی الصفات) اور اخفیٰ کا فعل معائنہ (توجہ الی الذات) وحق الیقین کا حصول ہے۔ صوفیہ کرام کو کشف سے معلوم ہوا ہے کہ بعض لطائف اس قدر زبردست ہیں کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر انسان اس حقیقت سے بے خبر ہے اور وہ اپنے ان لطائف کی طاقتوں کی پرورش نہیں کرتا اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا بدن ذرا سا ہے حالانکہ اس کے اندر ایک عظیم جہان چھپا ہوا ہے۔

Marfat.com

عارف باللہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ سبع سنابل میں فرماتے ہیں، "دل کے اندر ایک سوراخ ہے جو عالم ملکوت کی جانب کھلا ہوا ہے جیسے کہ دل کے پانچ دروازے (حواس خمسہ) عالم محسوسات کی طرف کھلے ہوئے ہیں۔ دل ایک آئینہ کی مثل ہے اور لوح محفوظ ایک اور آئینہ کی مثل ہے جس میں تمام موجودات کی صورتیں موجود ہیں جس طرح ایک آئینے کو دوسرے آئینہ کے مقابل رکھنے سے ایک کی صورت دوسرے میں نظر آجاتی ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ سے تمام صورتیں دل میں صاف نظر آتی ہیں بشرطیکہ وہ صاف و شفاف اور محسوسات سے فارغ ہو اور اس سے مناسبت پیدا کرلے کیونکہ جب تک دل محسوسات میں گھرا رہتا ہے عالم ملکوت سے نسبت حجاب میں رہتی ہے۔ اگر کوئی ریاضت کرے اور دل کو غضب، شہوت اور بری عادات کے جال سے آزاد کرالے، حواس کو بیکار سا کردے اور دل کو عالم ملکوت کی طرف مائل کردے تو دل کا سوراخ زیادہ ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے لوگ جو چیزیں خواب میں دیکھتے ہیں وہ بیداری میں دیکھ لیتا ہے۔ وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے انبیاء علیہم السلام کا دیدار کرتا اور ان سے نفع و مدد حاصل کرتا ہے آسمان اور زمین کی مملکت اسے دکھادی جاتی ہے جس کے لئے یہ راہ کھل جاتی ہے اس کے بہت سے کام سنور جاتے ہیں۔ تمام انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے علوم کی یہی راہیں ہیں نہ کہ حواس۔"

مزید فرمایا۔ "اگر تو پانچوں حواس کو ان کے کام سے بے نیاز و بے بہرہ کردے تو تیرے دل کا راستہ کھل جائے گا پھر تو جس صورت پر بھی نظر ڈالے گا تجھے معنی کا راز حاصل ہو جائے گا۔" امام غزالی علیہ الرحمہ المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں "طریقت میں آغاز ہی سے مکاشفات و مشاہدات شروع ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اہل طریقت عین حالت بیداری میں ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ کی زیارت کرتے ہیں، ان کی آوازیں سنتے ہیں اور ان سے اکتساب فیض کرتے ہیں۔"

Marfat.com

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں، "تو اپنے آپ کو ہر طرف سے اندھا بنا لے کسی شے کی طرف نہ دیکھ جب تک تو چیزوں کی طرف دیکھتا رہے گا اللہ تعالیٰ کے فضل و قرب کی راہ تجھے دکھائی نہیں دے گی۔ توحید کے ذریعے اور اپنے نفس، فنا، محو اور علم کے مٹا دینے کے ساتھ سب جہتوں کو بند کر دے پھر تیرے دل کی آنکھ میں اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم کی جہت کھل جائے گی اور تو اس جہت کو اپنے سر کی آنکھ سے قلب و ایمان و یقین کی نور کی روشنی میں دیکھ لے گا پھر اس شمع کے نور کی طرح جو اندھیری رات میں کسی تاریک گھر کے سوراخوں سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کے اندر کی روشنی سے باہر کا گھر روشن ہو جاتا ہے، وہ نور تیرے اندر سے تیرے باہر کی طرف پیدا ہو گا پھر تیرے نفس و اعضاء غیر کی عطا اور وعدے سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور وعدے سے آرام پائیں گے۔" اسی مقالے میں مزید فرمایا، "پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ ہی کو اختیار کرتا ہے اور ارادہ الٰہی کے ساتھ ارادہ کرتا ہے اور اس کی تدبیر کے ساتھ تدبیر کرتا ہے اور اس کی مشیت سے چاہتا ہے اور اس کی رضا پر راضی رہتا ہے اور غیر کے حکم کے بجائے اللہ تعالیٰ ہی کے حکم کی اطاعت کرتا ہے۔"

ان ارشادات عالیہ کی روح یہی ہے کہ حواس خمسہ کے بجائے عالم امر کے لطائف خمسہ کی پوشیدہ قوتوں کو بیدار کیا جائے اور ماسوی اللہ محبت کو دل سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے نور سے فیض یاب کیا جائے تب اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب نصیب ہو گا۔ روحانی لطائف طاقتور بنانے کے لئے اکابر صوفیہ کرام نے اذکار و اشغال اور مراقبات و مجاہدات کی تعلیم دی ہے جن میں مرشد کامل کی توجہات کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ صوفیہ فرماتے ہیں کہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ نفس بیک وقت دو جانب توجہ نہیں کر سکتا، اس لئے نفس کو اذکار و مراقبات میں یکسوئی حاصل کرنے کے

Marfat.com

لئے اسی طرف لگانا چاہئے کہ وسوسے اور خطرات پریشان نہ کریں، چونکہ پیر کامل کی شخصیت دیکھی ہوئی ہوتی ہے اور محبوب بھی، اس لئے ذرا سی کوشش سے ان کا تصور جم جاتا ہے اسی طرح محبت زیادہ اور نسبت قوی ہوتی ہے یہی تصور شیخ ہے۔

قلب عالم خلق اور عالم امر کے درمیان ایک برزخ ہے۔ لطیفہ قلب کی روحانیت اجاگر کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تنہائی میں آنکھیں بند کر کے دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کر کے صورت مرشد کو روبرو خیال کر کے بغیر زبان ہلائے قلب کی زبان سے اللہ اللہ ذکر کرے۔ اس طریقہ کو مراقبہ قلب بھی کہتے ہیں اس لطیفہ کے نور کا رنگ زرد ہے۔ زبدۃ الاولیاء حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری فرماتے ہیں ''جب سالک لطیفہ قلب سے ذکر کرتا ہے تو قلب کی صفائی ہو کر اس پر روحانی کیفیت طاری ہونا شروع ہو جاتی ہے اور وہ عالم ناسوت سے عالم ملکوت میں قدم رکھتا ہے روح اور جسم کے درمیان ''مثال'' ایک لطیف شے ہے اور یہ انسان کی ایک پوشیدہ حقیقت تامہ ہے جس کو عالم ملکوت بھی کہتے ہیں اسی مثال کی بدولت سالک اپنے تمام مدارج عروج طے کر کے ذکر کے ثمرات حاصل کرتا ہے۔ اس مقام میں ذات الٰہیہ کے مرتبہ مقدسہ سے بواسطہ حضرت پیر و مرشد اکتساب فیض کیا جاتا ہے جس کا مورد فیض قلب ہے۔''

جب سالک لطیفہ قلب کی روحانی کیفیات کو محسوس کرنا شروع کر دے تو پھر لطیفہ روح سے ذکر کرے، دو حصہ روح سے اور ایک حصہ قلب سے ذکر کیا جائے۔ لطیفہ روح، روح مصطفیٰ ﷺ کا فیضان ہے یہ وہ حقیقت ہے جو مثال انسانی کو حرکت میں لاتی ہے اسی کو عالم جبروت کی سیر کہتے ہیں۔ اس لطیفہ کے نور کا رنگ سرخ ہے۔ یہ روحانی کیفیت سالک پر بعض دفعہ مادی و مثالی جسم کے بغیر طاری ہوتی ہے اور وہ اسماء وصفات باری تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔

Marfat.com

لطیفہ روح کے بعد لطیفہ سر سے ذکر کیا جائے لطیفہ سر روح انسانی کے راز کو کہا جاتا ہے جسے عالم لاہوت بھی کہتے ہیں اکابر صوفیہ اسے حقیقت روح مصطفی ﷺ سے تعبیر کرتے ہیں امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات جلد سوم میں فرماتے ہیں کہ "حقیقت محمدی ﷺ ظہور اوّل اور تمام حقائق کی اصل حقیقت ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، اول ما خلق الله نوری جس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے اور تمام مومنوں کو میرے نور سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس آپ ﷺ کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور تمام حقائق کے درمیان ایک واسطہ ہے کوئی شخص آپ ﷺ کے وسیلے کے بغیر اپنے مطلوب کو نہیں پا سکتا۔" اس روحانی کیفیت میں وسیلہ مصطفی ﷺ کے ذریعے سالک کو معرفت ربانی حاصل ہوتی ہے۔ اس لطیفہ کا رنگ سفید ہوتا ہے۔

لطیفہ سر کے بعد لطیفہ خفی سے ذکر کرنا چاہئے۔ لطیفہ خفی سے مراد نور محمدی ﷺ ہے اسے عالم ہاہوت کی سیر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لطیفہ کے نور کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ سالک اس روحانی کیفیت میں نور مصطفی ﷺ کے جلوؤں میں غوطہ زن ہو کر اللہ تعالیٰ کی صفات کا مشاہدہ کرتا ہے اور واصل الی اللہ ہو جاتا ہے۔

مذکورہ لطائف کی روحانیت کے ادراک کے بعد لطیفہ اخفیٰ سے ذکر کرنا چاہئے۔ لطیفہ اخفیٰ سے مراد ذات بحت و مرتبہ ہویت ہے یہ عالم ہاہوت کا درجہ کمال ہے۔ اس مقام پر پہنچ کر سالک ذات باری تعالیٰ کے سوا سب کچھ فراموش کر دیتا ہے اور فنا و بقا کی کیفیات سے آشنا ہوتا ہے۔ اس لطیفہ کے نور کا رنگ سبز ہے۔ اس کے بعد صوفیہ کرام لطیفہ نفسی اور لطیفہ قالب کے ذکر کی بھی تلقین فرماتے ہیں۔ اس مختصر کتاب میں ان کی تفصیل بیان کی کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ لطائف جاری ہونے اور ان کے پاک و صاف ہونے کی علامات کے متعلق محدث اعظم حیدر آباد دکن، مصنف

Marfat.com

الزجاجہ علامہ سید عبداللہ شاہ نقشبندی قادری قدس سرہ سلوک مجددیہ میں فرماتے ہیں،
تین بڑی علامات یہ ہیں:

اول: اطاعت وعبادت کے لئے سالک سستی اور کاہلی محسوس نہ کرے، گناہوں کی رغبت اس کے دل سے مٹ جائے اور معرفت ربانی وقرب الٰہی حاصل کرنے کا ذوق وشوق دل میں بڑھ جائے۔

دوم: بلا قصد وارادہ سالک کے لطائف ذکر کرتے رہیں اوران میں سالک کونور الٰہی کا مشاہدہ بھی ہواور وہ عبادات میں مثل لذت محسوس کرنے لگے۔

سوم: سالک کو اپنے لطائف سے ذکر الٰہی کی آواز سنائی دے، قلب وسوسوں سے پاک ہوکر عبادات میں مشغول رہے اور محبت الٰہی واطاعت رسول اللہ ﷺ اچھی طرح غالب آجائے۔

جب یہ روحانی لطائف جاری ہوجاتے ہیں تو سالک کی غفلت ہمیشہ کے لئے دور ہوجاتی ہے اور وہ اللہ عزوجل ورسول ﷺ کی اطاعت کی جانب زیادہ راغب ہوجاتا ہے۔

(46) سوال: ذکر وشغل سے کیا مراد ہے؟ سلسلہ قادریہ رضویہ میں ذکر الٰہی کرنے کا طریقہ اوراس کے آداب بیان فرمادیجئے؟

جواب: ذکر سے مراد زبان سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے جب کہ شغل سے مراد قلب سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔ سورۃ الرعد آیت ۲۸ میں ارشاد ہوا، "سن لو اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہی دلوں کا سکون وچین ہے۔" سورۃ الاحزاب آیت ۴۱ میں فرمایا گیا، "اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو۔" سورۃ بقرہ آیت ۱۵۲ میں ارشاد ہوا، "پس میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔" حدیث پاک میں ارشاد فرمایا گیا، "تم اللہ تعالیٰ کا ذکر

Marfat.com

اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ سمجھیں۔'' (طبرانی) ایک اور روایت میں ذکر الٰہی کو دلوں کی صفائی کا ذریعہ بتایا گیا۔ ہمارے مشائخ قادریہ فرماتے ہیں کہ انسانی جسم میں کچھ حصے ذکر الٰہی کی ضربوں کے لئے مخصوص ہیں جن سے روحانیت پیدا ہوتی ہے، ان میں سے پہلا قلب صنوبری ہے جو کہ گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جو سینے کے بائیں جانب ہوتا ہے یہ لطیفہ قلب کا مقام ہے دوسرا قلب مدوری ہے جو کہ دماغ ہے تیسرا نیلوفری ہے جو کہ ناف ہے۔ اکثر ذکر کی ابتدا لطیفہ قلب سے یعنی سینے کے بائیں طرف سے کی جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت الوظیفۃ الکریمہ میں فرماتے ہیں کہ ذکر جہر چہار ضربی کے لئے چار زانو بیٹھے بائیں زانو کی رگ کے قریب کی جلد دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کے درمیان دبا لے پھر سر جھکا کر بائیں گھٹنے کے سامنے لائے اور لا کا لام یہاں سے شروع کر کے دائیں گھٹنے کے قریب تک کھنچتا ہوا لے جائے جو کہ لطیفہ روح کا مقام ہے اب یہاں سے الہ کا ہمزہ شروع کر کے لام کو کھینچتا ہوا دائیں شانے تک لے جائے اور '' ہ '' دائیں طرف منہ پھیر کر کہے پھر وہاں سے الا اللہ کی ضرب شدت کے ساتھ دل پر لگائے۔ ۱۰۰ بار یا حسب قوت کم تعداد سے شروع کرے اور پھر بڑھاتا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ پانچ ہزار ضرب روزانہ تک پہنچائے۔ اسے ذکر نفی و اثبات بھی کہتے ہیں۔

دوسرا ذکر الا اللہ کا ہے اس کے لئے پہلا ہمزہ پڑھتے ہوئے ناف سے سر اٹھا کر ''الا ال'' دماغ تک لے جائے اور وہاں سے ''لاہ'' کی ضرب ناف پر یا دل پر لگائے۔ تیسرا ذکر اللہ ھو کا ہے اس ذکر میں بھی پہلا ہمزہ ناف سے شروع کر کے اللہ کا کر دماغ تک لے جائے اور پھر دل پر ھو کی ضرب لگائے۔ چوتھا ذکر اسم ذات و اسم اعظم ''اللہ'' کا ہے یہ ذکر بھی ناف سے شروع کیا جائے یعنی پہلا ہمزہ ناف سے اٹھا کر

Marfat.com

دماغ تک لام پہنچائے اور پھر "لاہ" کی ضرب دل پر لگائے۔ ان اذکار کو بھی سو بار سے شروع کر کے حسب وسعت ہزاروں تک پہنچائے۔ ہر سو بار ذکر کے بعد ایک بار محمد رسول اللہ ﷺ واصحابہ وسلم کہہ لے، سکون پائے گا۔ ذکر تنہائی میں کرے اگر محفل میں کرے تو آنکھیں بند کر کے لوگوں کا خیال دل سے نکال کر کرے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ نے ذکر خفی کے لئے فرمایا کہ دوزانو بیٹھ کر، آنکھیں بند کر کے زبان کو تالو سے لگا کر تا کہ متحرک نہ ہو محض تصور سے کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دے ذکر کیا جائے۔ تین طریقے وہی ہیں جو بھی دوسرے ذکر سے چوتھے ذکر تک بتائے گئے۔ ذکر نفی واثبات کا ذکر خفی کے لئے طریقہ یہ بیان فرمایا کہ سر جھکا کر ناف سے لا کا لام نکال کر سر بتدریج اوپر اٹھاتا ہوا الہ کی ہ دماغ تک لے جائے اور پھر الا اللہ کا پہلا ہمزہ وہاں سے شروع کر کے اس کی ضرب ناف یا دل پر لگائے اور یہ ذکر محض تصور ہی سے کیا جائے۔ انہی اذکار کو یا ان میں سے کسی ایک ذکر کو ہر سانس کی آمد ورفت میں کھڑے بیٹھے چلتے پھرتے وضو بے وضو بلکہ قضائے حاجت کے وقت بھی ملحوظ رکھے یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے تو سوتے میں بھی ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری رہے گا۔ اسے "پاس انفاس" کہا جاتا ہے۔

سبع سنابل میں تحریر ہے کہ "یہ ضروری ہے کہ ذکر کی حالت میں پیر و مرشد کی روحانیت کو اپنی مدد پر مائل جانے اور ان کا مشاہدہ اپنے تصور سے ہرگز جدا نہ کرے۔" اپنے ذکر کو مقبول بارگاہ بنانے کے لئے ذکر کے اول و آخر ۱۱ بار درود شریف ضرور پڑھنا چاہیے۔ بقول امام اہلسنت،

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

Marfat.com

شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں، ''حضور ﷺ کا ذکر کرو اور ان پر درود پڑھو اور ذکر کی حالت میں ایسے رہو کہ حضور ﷺ زندگی کی حالت میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب، اجلال، تعظیم، ہیبت اور حیا سے رہو اور یقین جانو کہ حضور ﷺ تمہیں دیکھتے اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ موصوف ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذکر کرنے والے کا ہم نشیں ہوں۔''

(47) سوال: ایک شخص راہ سلوک میں قدم رکھنا چاہتا ہے اس کے لیے ابتدائی ارشاد فرمایئے، یہ بھی فرمایئے کہ راہ سلوک میں کن آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب: سیدنا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ فتوح الغیب میں فرماتے ہیں، ''ہر مومن پر لازم ہے کہ پہلے فرائض ادا کرے پھر سنتوں پر عمل پیرا ہو اور پھر نوافل اور مستحب کام اختیار کرے۔'' اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں، بندے کے نوافل و مستحبات قبول نہیں ہوتے جب تک وہ فرائض ادا نہ کرلے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۴)

عارف کامل سید شاہ ابوالحسین احمد نوری علیہ الرحمہ نے سراج العوارف میں سالکین کے لئے چار واجبات تحریر فرمائے ہیں،

اول: سالک کو چاہئے کہ اہلسنت و جماعت کے مذہب مہذب کے مطابق اپنے عقائد صحیح کرے کہ یہی جنتی گروہ ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لے کر آج تک تمام اولیاء کرام اسی مذہب پر ہوئے ہیں اور آئندہ بھی اسی پر ہوں گے۔

دوم: شریعت مطہرہ کے تمام احکامات پر عمل کرے یعنی فرائض و واجبات و سنن کو اپنائے اور تمام حرام کاموں سے بچے۔

Marfat.com

سوم: باطن کو بری عادتوں سے پاک کر کے اخلاق حسنہ سے مزین کرے یعنی ہلاک کرنے والے رذائل سے بچے اور نجات دینے والے فضائل اپنائے۔ ان دونوں اقسام کی تفصیل فقیر کی کتاب ''ضیاء الحدیث'' میں ملاحظہ فرمائیں جو ۱۶۰۰ احادیث کریمہ کا ایمان افروز مجموعہ ہے۔ سالکین کو وہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔

چہارم: غیر خدا سے دل کو پاک کرے (تاکہ معرفت الٰہی حاصل ہو)، تزکیہ باطن اور معرفت ربانی کے حصول کے لیے ایک راہ مقرر کی گئی ہے جسے سلوک کہا جاتا ہے۔

اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ سالک پر عقائد کی درستگی کے بعد فرائض و واجبات پر عمل کرنا اور تمام حرام کاموں سے بچنا لازم ہے۔ خصوصاً حرام رزق سے کیونکہ حرام کھانے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور اور دوزخ سے قریب ہو جاتا ہے۔ سورۃ المؤمنون آیت ۵۱ میں ارشاد ہوا، ''پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔'' یہاں رزق حلال کا حکم نیک اعمال سے پہلے دیا گیا جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ سالک کو چاہئے کہ سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کرے پھر فرائض و واجبات کے بعد سنتوں کو اپنائے خصوصاً اپنی صورت نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ داڑھی سے مزین کرے جو فقہی طور پر ایک مشت رکھنا واجب ہے۔

احکام شریعت کو اپنانے کے دوران ''مرتبہ احسان'' حاصل کرنے کی کوشش کرے جس کے لئے بیعت مرشد ضروری ہے۔ اس بارے میں تفصیلی گفتگو کی جا چکی ہے۔ مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنے والا شیخ کے علم اور روحانیت سے اس طرح فیضیاب ہوتا ہے جیسے خوشبو دماغ کو معطر کرتی ہے پھر ہر نماز کو اس کے ظاہری و باطنی حقوق کے ساتھ ادا کرے، اس کے متعلق بھی گفتگو کی جا چکی ہے۔ مرشد کی ہدایات کے مطابق ذکر الٰہی اور درود وسلام کی کثرت کرے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، ''اذکار و اشغال کے لئے تین باتیں نہایت ضروری ہیں تقلیل طعام (کم کھانا)، تقلیل کلام

Marfat.com

(کم بولنا)، اور تقلیل منام (کم سونا)۔ "کم کھانے سے نفس کمزور اور روح طاقتور ہوتی ہے حدیث شریف میں ارشاد ہوا، "آدمی کے لیے دو لقمے کافی ہیں جو اس کی کمر کو سیدھا رکھیں۔" قاضی عیاض مالکی فرماتے ہیں زیادہ کھانے پینے سے نیند زیادہ آتی ہے۔ حکمت لقمان میں ہے کہ جب معدہ بھر جاتا ہے تو عقل سو جاتی ہے اور حکمت گم ہو جاتی ہے۔

کم بولنا سلامتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، جو خاموش رہا وہ نجات پا گیا۔ (دارمی) صوفیہ کرام نے زیادہ سونے کو غافلوں کا طریقہ قرار دیا ہے۔ کتاب الشفا میں ہے کہ زیادہ سونا جسم کو سست، عقل کو کمزور اور دل کو سخت کرتا ہے۔ اس سے نفس طاقتور ہوتا ہے اور آدمی شب بیداری اور نماز تہجد کے لیے مستعد نہیں رہ سکتا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں کہ تم دن میں گناہ نہ کیا کرو، رات کو عبادت کے لئے جاگنا آسان ہو جائے گا۔ بعض صوفیہ قیام لیل میں آسانی کے لئے کم کھانے اور دن میں قیلولہ کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ تہجد پڑھنا اور اس وقت بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کرنا معرفت ربانی کی منزل کو قریب کر دیتا ہے۔ بقول اقبال،

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ باوضو رہے، مسنون دعاؤں کی پابندی کرے، یادِ الٰہی سے ہرگز غافل نہ ہو اور بد مذہبوں سے دوستی نہ رکھے نیز تصوف وسلوک کی دیگر تعلیمات محاسبہ، مراقبہ اور مجاہدات کے ذریعے تزکیہ نفس وتصفیہ قلب حاصل کرنے کے لئے کوشاں رہے۔ بخاری شریف کی مشہور حدیث قدسی میں یہی نکتہ بیان ہوا ہے کہ بندہ فرائض کی تکمیل کے بعد نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ پس سالک کو عبادات میں اتنی کثرت کرنی چاہئے کہ وہ اپنی خواہشات کو فراموش کر دے اور ہر

Marfat.com

لحہ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی میں گزارے۔

سراج العوارف میں ہے کہ رب تعالیٰ عز وجل تک رسائی نہ خاص ذکر و شغل سے ہے نہ اس کا راستہ ذکر و شغل پر منحصر ہے اور اللہ تعالیٰ تک رسائی کی بہت سی راہیں ہیں تو جس راہ سے خدا تعالیٰ تک رسائی ہو جائے اور اس سے اطمینان ہو جائے وہی تیرے لیے ذکر اور شغل ہے اسی کو اللہ تعالیٰ تک رسائی کا راستہ سمجھو اور اسی پر عمل کرو۔ اگر کسی کو یہ راستہ دینی کتابوں کے مطالعے سے حاصل ہو اور اسے اطمینان نصیب ہو تو اس شخص کے لئے یہی ذکر و شغل ہے اور اگر کسی کو نیک بندوں کی صحبت سے نصیب ہو جائے تو یہی صحبت اس کے لئے ذکر و شغل ہے چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ذکر کی فضیلت صرف تسبیح وتہلیل میں منحصر نہیں بلکہ کسی کام میں بھی اللہ تعالیٰ عز وجل کی اطاعت کرنے والا ذاکر ہے۔

نمے گویم کہ از عالم جدا باش
ولے ہر جا کہ باشی باخدا باش

"میں یہ نہیں کہتا کہ عالم سے جدا ہو جاؤ بلکہ یہ کہ جہاں بھی رہو خدا کی یاد کے ساتھ رہو۔"

شہباز طریقت حضرت سید شاہ آل احمد اچھے میاں قدس سرہ نے آداب السالکین میں مرشد سے اکتساب فیض کے لئے بارہ آداب بیان فرمائے ہیں جو مختصراً پیش خدمت ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ مانگے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ ہی اس کا ہوگا، ساری مخلوق اس کی ہوگی۔

(۲) سالک کبھی بھی عاجزی، انکساری، تابعداری، کے خلاف کوئی حرف شکایت زبان پر نہ لائے، اس کی رضا میں راضی رہے۔

Marfat.com

(۳) ان نعمتوں کو ہرگز ظاہر نہ کرے جو سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے رب تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جائیں تاکہ تکبر پیدا نہ ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور ان کی عطا سے مرشد کو بھی اپنے ظاہر و باطن پر آگاہ اور واقف جانے۔

(۵) ہر کام میں سنت مصطفیٰ ﷺ پر کاربند رہے۔

(۶) حضور ﷺ سے نسبت رکھنے والے لوگوں کا ادب واحترام کرے۔

(۷) اپنے پیرو مرشد کو اپنے حق میں زمانے کے تمام شیوخ سے افضل سمجھے اور اس کے کسی قول و فعل کو حقیر نہ جانے۔

(۸) مرید خود کو اپنے پیرو مرشد کے اختیار میں رکھے جیسے نہلانے والے کے ہاتھ میں مردہ ہوتا ہے۔

(۹) راہ سلوک میں مشاہدہ تجلیات کے باوجود انکساری کرتے ہوئے خود کو کمتر و حقیر سمجھے۔

(۱۰) سالک خود کو اور اپنے تمام کاموں کو خدا کے حوالے کر دے۔

(۱۱) لوگوں سے تنہائی اختیار کر کے ریا و غرور کو اپنے سے دور کرے۔

(۱۲) جس قدر ممکن ہو کم کھائے، کم سوئے اور کم بولے۔

ان آداب سے بھی زیادہ فائدہ مرشد کی صحبت سے ہوگا کیونکہ مرشد کی خدمت میں حاضر رہنے سے ہزاروں دشواریاں اور لاکھوں رکاوٹیں ایک ہی مجلس میں دور ہو جاتی ہیں۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ سالک کے لئے دنیا پرستوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بہت نقصان دہ ہے۔ بقول مولانا روم،

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

Marfat.com

”نیک کی صحبت تجھے نیک بنائے گی اور بد بخت کی صحبت تجھے بد بخت بنا دے گی۔“

(48) سوال: راہ سلوک کی ابتدا میں سالک کو کیا کیا دشواریاں پیش آسکتی ہیں ان دشواریوں کا علاج کیا ہے؟

جواب: راہ سلوک میں جو دشواریاں پیش آسکتی ہیں ان کی تفصیل امام غزالی قدس سرہ کی کتاب کیمیائے سعادت اور منہاج العابدین میں مذکور ہے۔ فی الوقت سراج العوارف سے اختصار کے ساتھ چند باتیں عرض کرتا ہوں۔ راہ سلوک میں بارہ دشواریاں ہیں جنہیں عقبات کہا جاتا ہے۔

(۱) عقبہ عدم بیعت: جب تک کامل و مکمل شیخ کے ہاتھ پر بیعت نہ ہوگی معرفت کا حصول ممکن نہیں۔

(۲) عقبہ معصیت: جب تک سالک گناہ ترک نہ کرے گا ترقی نہیں کر سکتا اس کا علاج سچی توبہ ہے۔

(۳) عقبہ شرک: شرک جلی یا شرک خفی یعنی ریا کاری کو ہرگز قریب نہ آنے دے کہ ریا سالک کو ہلاک کر دیتی ہے۔ اس کا علاج مجاہدوں کے ذریعے اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرنا ہے۔

(۴) عقبہ والدین: والدین کی محبت مجاہدوں اور محنت سے روکتی ہے۔ اس لیے سالک کو چاہیے کہ والدین کو راضی رکھے اور جس طرح بھی ہو سکے خفیہ مجاہدہ کرے۔

(۵) عقبہ فکر معاش: اگر سالک فکر معاش میں مبتلا ہے تو اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ اس دشواری کا علاج یہ ہے کہ پہلے کوئی ہنر سیکھے تاکہ بقدر ضرورت روزی کما سکے یا کوئی دوسرا جائز طریقہ اختیار کرے تاکہ یہ فکر باقی نہ رہے۔

(۶) عقبہ محبت دنیا: اس مشینی دور میں عزت و دولت اور بیوی بچوں کی محبت اور ان

Marfat.com

کی فکر انسان کو پریشان کیے رکھتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ عزت و دولت کی طرف مائل ہونے کی بجائے صرف ضروری روزی پر قناعت کرے اور بیوی بچوں کی خبر گیری اس طرح کرے کہ ظاہری اعضاء ان کی خبر گیری کریں مگر دل خدا کی طرف لگا رہے۔

(۷) عقبہ شہوت: یہ دشواری غیر شادی شدہ جوانوں کو پریشان کیے رکھتی ہے اس کا علاج نکاح ہے اگر ممکن ہو۔ ورنہ کم کھانا اور اکثر روزے رکھنا اس کا بہترین علاج ہے۔

(۸) عقبہ مجاہدات بے قاعدہ: اگر سالک اپنی مرضی سے شروع کے مجاہدات بعد میں اور بعد والے شروع میں اور صبح والے شام کو اور شام والے صبح کو یا از خود نئے مجاہدات بغیر شیخ کی تعلیم کے عمل میں لائے تو ان مجاہدات سے کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس دشواری کا علاج یہ ہے کہ جو مرشد بتائے اسی پر عمل کریں کیونکہ مرشد اپنے مریدوں کی طبیعت اور روحانی استطاعت سے خوب واقف ہوتا ہے۔

(۹) عقبہ رجوع خلق: جب سالک عبادت و ریاضت میں مصروف رہتا ہے تو لوگ اس کو ولی سمجھ کر گھیر لیتے ہیں اور اس کا وقت ضائع کرتے ہیں اور سالک بھی دنیا کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ سالک سوچے کہ میں اس سے پہلے کیا تھا جب کوئی میری طرف توجہ نہیں کرتا تھا اب لوگوں کی رغبت کی وجہ سے میری عبادت و ریاضت ہی ہے تو مجھے چاہئے کہ عبادت ہی کرتا رہوں اور لوگوں کے مجمع کی طرف نہ دیکھوں۔

(۱۰) عقبہ خود بینی و تکبر: سالک عبادات کی وجہ سے اور لوگوں کی تعریف کرنے کے باعث اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھنے لگتا ہے۔ اس دشواری کا علاج یہ ہے کہ سالک تصور کرے کہ میں اس سے پہلے مشت خاک اور ناپاک پانی کا قطرہ تھا یعنی کچھ نہیں تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مجھے یہ بلند مرتبہ حاصل ہوا اس لیے مجھے اللہ تعالیٰ کا

Marfat.com

شکر گزار ہونا چاہئے اور شکر ادا کرنے کے لیے عبادات کی کثرت کرنی چاہئے غرور و تکبر تو ہلاکت و بربادی کا باعث ہوتے ہیں۔ ابلیس جو کسی وقت عابد اور معلم الملکوت تھا تکبر ہی کے باعث بارگاہ الٰہی سے مردود و ملعون کر کے نکال دیا گیا۔

(۱۱) عقبہ کشف و کرامات: جب سالک مقام ملکوت میں ترقی کرتا ہے تو اس سے کشف و کرامات ظاہر ہونے لگتے ہیں اگر یہ سمجھے کہ میں کامل ہو گیا تو ساری محنت ضائع ہو جائے گی کیونکہ ہنوز دلی دور است والا معاملہ ہوتا ہے۔ اس دشواری کا علاج یہ ہے کہ وہ یہ تصور کرے کہ یہ حالت عارضی ہے جو ملکوت کے مشاہدے سے حاصل ہوئی ہے اور یہ میرا اصل مقصد نہیں ہے مجھے تو اصل منزل کی طرف متوجہ ہونا چاہئے بچوں کی طرح اس تماشا گاہ میں ٹھہرنا نہیں چاہئے۔

(۱۲) عقبہ ابلیس لعین: یہ سب دشواریوں میں سب سے بڑی دشواری ہے بلکہ تمام پریشانیوں کی جڑ ہے جو پل بھر میں سالک کو بلندی سے جہنم میں گرا دیتی ہے اور قرب کو دوری میں بدل دیتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے۔ اس پریشانی کا علاج صرف یہی ہے کہ سالک اپنے مشائخ کرام سے مدد چاہے اور اللہ تعالیٰ عز وجل کی بے پناہ قوت و طاقت کی پناہ مانگے۔

وہ انوار جو اذکار و اشغال میں پیدا ہوتے ہیں ان کی تفصیل سمجھ لیجئے کہ سالک کے کام آئے گی۔ سراج العوارف میں ہے کہ دل کا نور زردی مائل چاند کی طرح ہوتا وہ نور جو سفید آفتاب کی طرح ہو اور جو دل میں تجلی ڈالے وہ روح کا نور ہے۔ دل کا نور روح کے نور سے تجلی حاصل کرتا ہے کہ چاند کی روشنی بھی تو سورج ہی سے فیض پاتی ہے۔ وہ نور جو قبلہ کی طرف سے ظاہر ہوتا ہے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی روح پاک کا نور ہے جو سالک کی راہنمائی کرتا ہے۔ وہ نور جو دائیں کاندھے سے ظاہر ہوا اچھے کاموں کے لکھنے والے فرشتے کا نور ہے اور بائیں کاندھے سے ظاہر

Marfat.com

ہونے والا نور گناہوں کے لکھنے والے فرشتے کا نور ہے وہ نور جو دائیں طرف گز دو گز کے فاصلے پر نظر آتا ہے سالک کے مرشد کی روح کا نور ہے۔ جو اس کو راستہ دکھاتا ہے۔ بائیں طرف ایک دو گز کے فاصلے پر جو نور ہوتا ہے وہ ابلیس لعین کا ہے جو سالک کو بہکاتا ہے اور شیطانی نور کے ظاہر ہونے کی ایک اور پہچان یہ بھی ہے کہ اس کے ظاہر ہونے سے دل میں گھبراہٹ، وحشت اور ڈر پیدا ہوتا ہے اور اس سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ وہ نور جو سینہ اور ناف کے سامنے دھویں اور آگ کی شکل میں ہوتا ہے خناس کا نور ہے۔

وہ نور جو کسی خاص طرف سے نہیں ہوتا بلکہ تمام سمتوں کو گھیرے ہوتا ہے اور اسکے ظاہر ہونے سے حضوری قلب، سرور اور انس پیدا ہوتا ہے اور اطمینان وسکون ظاہر ہوتا ہے اور ایک ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے کہ سالک آپے میں نہیں رہتا اور ذوق و شوق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ وہ نور کسی مخصوص سمت سے نہیں ہوتا بلکہ ہر سمت میں برابر ہوتا ہے وہ نور احدی ہے یہی نور سالک کا مقصود و محبوب و مطلوب ہے اور نور احدی مذکورہ تمام انوار سے پہلے نمودار ہوتا ہے۔ جیسے چمکنے والی آسمانی بجلی جو کبھی روشن ہو جاتی ہے اور کبھی چھپ جاتی ہے یا پھر کبھی یہ نور شمع، چراغ یا آسمان کے تاروں کی طرح ہوتا ہے۔ عالم مثال کی شروعات میں سالک کی طہارتوں وضو، غسل یا عبادتوں نماز روزہ وغیرہ کا نور ہوتا ہے یا پھر ملاء اعلیٰ کے فرشتوں کا نور ہوتا ہے۔ یہ وہ انوار ہیں جو مجاہدہ قادریہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور باقی عمل کے وقت سالک کو خود بخود معلوم ہو جائیں گے۔ ان انوار کو خوب یاد کرے تاکہ ابلیس لعین کے دھوکے سے نجات پائے۔

ہمارے مشائخ فرماتے ہیں کہ راہ سلوک میں اپنے دل کو صراط مستقیم پر رکھنے کے لئے ہر فریضے کے بعد گیارہ بار یہ پڑھنا چاہیے "یا اللہ یا رحمان یا رحیم دل ما را کن مستقیم بحق ایاک نعبد و ایاک نستعین" نیز درود شریف

Marfat.com

کی کثرت کرنی چاہئے کہ اس کے فضائل و برکات بے شمار ہیں۔ عارف کامل نوری میاں قدس سرہ فرماتے ہیں، اگر کسی شخص کا بہت زیادہ ذکر کرنے کے باوجود صوفیہ کرام جیسا حال نہ ہو تو مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کہ خوش قسمتی صرف اس بات پر منحصر نہیں۔ جب دل ذکر کے نور سے روشن ہو گیا تو وہ خوش قسمت بن گیا جو کچھ اس جہان میں ظاہر نہیں ہوا وہ موت کے بعد ظاہر ہوگا۔ سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ ذکر کرتا رہے اور اپنا دل خدا سے لگائے رکھے اور کبھی غافل نہ ہو کہ لگاتار ذکر کرنے سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔"

سلوک مجددیہ میں ہے کہ ذاکر کا ظاہر شریعت کی چمک سے اور باطن محبت کی آگ سے خالی نہیں ہونا چاہئے دوام حضور حاصل ہونے کے بعد ہی سالک حقیقت ذکر تک پہنچتا ہے اس سے پہلے ذکر حقیقی ذکر نہیں بلکہ صورت ذکر ہے پھر بھی نفع سے خالی نہیں کیونکہ دوام حضور بھی کثرت ذکر سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ دوام حضور کے پانچ مدارج ہیں:

(۱) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مخلوق کی طرف توجہ سے کم ہو تو یہ لطیفہ قلبی کے ذکر کے اثرات ہیں۔

(۲) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مخلوق کی طرف توجہ کے برابر ہو تو یہ لطیفہ روح کے ذکر کے ثمرات ہیں۔

(۳) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مخلوق کی طرف توجہ پر غالب ہو تو یہ لطیفہ سر کے ذکر کی برکات ہیں۔

(۴) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مخلوق کی طرف توجہ کے بغیر ہو تو یہ لطیفہ خفی کے ذکر کے ثمرات ہیں۔

(۵) اگر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اپنے وجود اور مخلوق کے خیال کے بغیر ہو تو یہ لطیفہ

Marfat.com

اخفیٰ کے ذکر کی برکات ہیں۔

پس سالک کو چاہئے کہ سلوک کی دشواریوں کے باوجود ذکر الٰہی کرتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ سے مانوس ہو جاتا ہے وہ ضرور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔

(49) سوال: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا قول ہے ''جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہوگئی'' جبکہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے قصیدہ غوثیہ میں اپنے کمالات وتصرف واختیار کا ذکر فرمایا ہے یہ دونوں باتیں کیونکر درست ہوسکتی ہیں؟

جواب: عارف ربانی حضرت سید شاہ برکت اللہ قادری قدس سرہ ''چہار انواع'' میں خاموشی کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں، خاموشی چار طرح کی ہوتی ہے:

اول: عوام کی خاموشی: عوام یاد خدا کی وجہ سے خاموش رہتے ہیں۔

دوم: عابد کی خاموشی: عابد وہ گفتگو نہیں کرتے جس سے شریعت مطہرہ نے منع کیا ہو۔

سوم: سالک کی خاموشی: سالک ہمیشہ ہونٹ بند رکھتا ہے کیونکہ ہونٹ بند ہونے سے دل کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔

لب بستہ حدیث عشق گویم
گویای جہانم و خموشم

یعنی ''میں ہونٹوں کو بند کر کے حدیث عشق بیان کرتا ہوں میں دنیائے عشق کا بیان کرنے کے باوجود خاموش ہوں۔''

کسی نے اس کی منظر نگاری کرتے ہوئے کہا،

سوز دل بسیار دارم رخصت اظہار نیست
شمع را اند زبان ست انچہ مارا در دل نیست

Marfat.com

یعنی ''سوز دل تو بہت رکھتا ہوں مگر اسے ظاہر کرنے کی اجازت نہیں، شمع کی زبان اس کے اندر ہوتی ہے اس طرح ہماری زبان بھی دل میں ہے۔''

چہارم: کامل کی خاموشی: کامل خود سے خاموش ہوتا ہے یعنی وہ از خود فانی ہے من عرف الله کل لسانه یعنی ''جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کی زبان کام نہیں کرتی۔'' یہ اسی طرف اشارہ ہے یا یہ کہ وہ خود سے بے خود ہے یعنی حق تعالیٰ کے ساتھ باقی ہے۔ من عرف الله طال لسانه یعنی ''جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کی زبان دراز ہو جاتی ہے۔'' یہ بشارت اس کے لئے ہے اب اس کا قول دوسرے کا قول ہو گیا اور یہ خود خاموش ہے، یہ دونوں باتیں فنا اور بقا کے بارے میں ظاہر ہیں۔ ایک دوست نے فنا کے بارے میں اس طرح کہا ہے،

بدل گفتم کہ ازدلبر خبر جو
دل آں جارفت اوہم بے خبر شد

یعنی ''میں نے دل سے کہا کہ محبوب کی خبر لاؤ تو دل اس جگہ گیا جہاں محبوب تھا مگر وہ بھی بے خبر ہو گیا۔'' ایک بزرگ مقام بقا کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''میں نے ایک مدت تک خدا کو تلاش کیا اور اپنے آپ کو پایا اور پھر کئی سال خود کو تلاش کیا اور خدا کو پایا۔''

اس گفتگو سے اولیائے کاملین کے بارے میں دو باتیں بالکل واضح ہیں اول یہ کہ جو معرفت الٰہی پالیتا ہے وہ مقام فنا میں ہونے کے باعث خاموش ہو جاتا ہے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا قول اس مقام کی طرف اشارہ ہے۔ دوم یہ کہ جو مقام فنا کے بعد بقا کو پالیتا ہے اس کی زبان اسرار و معارف کے پھول بکھیرتی ہے۔ جیسا کہ حضرت غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کے ارشادات عالیہ ہیں، آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

انی فی حضرہ التقریب وحدی

یصرفنی و حسبی ذوالجلال

''میں بارگاہ قرب الٰہی میں یکتا ہوں، اللہ تعالیٰ میرے درجات کو بلند کرتا ہے اور میرے لیے کافی ہے۔''

وولانی علی الاقطاب جمعاً

فحکمی نافذ فی کل حال

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا ہے پس میرا حکم ہر حالت میں نافذ و جاری ہے۔''

فلو القیت سری فی بحار

لصار الکل غوراً فی الزوال

''اگر میں اپنا راز یا توجہ سمندروں پر ڈالوں تو ان کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔''

ولو القیت سری فی جبال

لدکت و اختفت بین الرمال

''اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ ان میں ریت میں فرق نہ رہے۔''

ولو القیت سری فوق نار

لخمدت و انطفت من سر حالی

''اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نشان تک نہ رہے۔''

ولو القیت سری فوق میت

Marfat.com

نقام بقدرہ المولیٰ تعالیٰ

''اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کھڑا ہو جائے۔''

وما منها شهور اودهور

تمر وتنقض الا اتالی

''مہینے اور زمانے جو گذر چکے ہیں یا گذر رہے ہیں بے شک وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔''

وتخبرنی بمایاتی ویجری

وتعلمنی فاقصر عن جدالی

''اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر دیتے ہیں اے منکر کرامات! جھگڑے سے باز آ۔''

نظرت الی بلاد اللہ جمعاً

کخردلة علی حکم التصال

''میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا تو وہ سب مل کر مجھے رائی کے دانے کے برابر نظر آئے۔''

مریدی لا تخف اللہ ربی

عطانی رفعة نلت المنالی

''اے میرے مرید کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے، اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیتا ہوں۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہوا: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔'' (الضحیٰ۔۱۱) عارف باللہ قاضی ثناء اللہ مجددی تفسیر مظہری میں اس آیت کے تحت

Marfat.com

فرماتے ہیں، ''چونکہ نعمت کا ذکر کرنا شکر نعمت ہے اسی لیے حضورﷺ نے فرمایا، ''میں تمام مخلوق کا سرادر ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا الخ'' اور حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ علیہ نے فرمایا،

وکل ولی لہ قدم و انی
علی قدم النبی بدر الکمال

''ہر ولی کے لئے ایک قدم (یعنی طریقہ و مرتبہ) ہے اور میں رسول معظم ﷺ کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کامل ہیں۔'' آپ کا یہ قول بھی ہے، قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کلی ولی اللہ یعنی ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔'' پس معلوم ہوا کہ سرکار غوث اعظم اور دیگر اولیائے کاملین کے اپنے کمالات پر مبنی اقوال تحدیث کے طور پر بھی وارد ہوئے ہیں۔

Marfat.com

باب دوازدہم:

سیدنا غوث اعظم

(50) سوال: سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ کی چند ایسی تعلیمات جو تصوف کی روح ہوں، ارشاد فرمادیجئے؟

جواب: قطب الاقطاب، غوث اعظم، محبوب سبحانی، محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی (پ ۴۷۰ھ۔ ۱۰۷۷ء۔ م ۵۶۱ھ۔ ۱۱۶۶ء) حسنی وحسینی سید اور مادرزاد ولی تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظیمہ کا مرتبہ عطا فرمایا، یہاں تک کہ تمام عالم کے فقہاء علماء طلباء اور فقراء کی توجہ آپ کے آستانہ مبارک کی طرف ہوگئی، حکمت و دانائی کے چشمے آپ کی زبان سے جاری ہوگئے اور عالم ملکوت سے عالم دنیا تک آپ کے کمال وجلال کا شہرہ ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے علامات قدرت و امارت اور دلائل و براہین کرامت آفتاب نصف النہار سے زیادہ واضح فرمائے، اور جو عطا کے خزانوں کی کنجیاں اور قدرت و تصرفات کی لگامیں آپ کے قبضہ اقتدار اور دست اختیار کے سپرد فرمائیں۔ تمام مخلوق کے قلوب کو آپ کی عظمت کے سامنے سرنگوں کردیا اور تمام اولیاء کو آپ کے قدم مبارک کے سائے میں دے دیا کیونکہ آپ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس منصب پر فائز کیے گئے تھے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے ''میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔'' اعلیٰ حضرت قادری بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں،

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا اے عبدالقادر! تم لوگوں کو گمراہی سے بچانے کے لئے وعظ کیوں نہیں کہتے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں عجمی ہوں اس لیے عرب کے فصحاء کے سامنے کیسے وعظ کروں؟ فرمایا اپنا منہ کھولو پھر حضور ﷺ نے میرے منہ میں سات بار اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا جاؤ اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف بلاؤ۔ بعد نماز ظہر جب آپ نے وعظ کا ارادہ فرمایا تو کچھ جھجک طاری ہوئی حالت کشف میں دیکھا کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سامنے موجود ہیں اور فرما رہے ہیں منہ کھولو۔ آپ نے تعمیل ارشاد کی تو باب علم وحکمت نے اپنا لعاب چھ بار آپ کے منہ میں ڈالا۔ عرض کی یہ نعمت سات بار کیوں نہ عطا فرمائی۔ ارشاد فرمایا، رسول معظم ﷺ کا ادب ملحوظ خاطر ہے۔'' یہ فرما کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ غائب ہو گئے اور جب سرکار غوث اعظم نے خطاب فرمایا تو فصحائے عرب آپ کی فصاحت و بلاغت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

آپ کے وعظ میں ستر ہزار سے زائد لوگ شرکت کرتے جن میں علماء، فقہاء اور اکابر اولیاء کرام کے علاوہ ملائکہ، جنات اور رجال الغیب بکثرت شریک ہوتے۔

Marfat.com

اخبار الاخیار میں ہے کہ جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے۔ آپ کی آواز دور ونزدیک کے سامعین کو یکساں سنائی دیتی تھی۔ کبھی آپ وعظ کے دوران فرماتے قال ختم ہوا اور اب ہم حال کی طرف آتے ہیں، یہ کہتے ہی لوگوں میں اضطراب اور وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی، کتنے لوگ گریہ وزاری کرتے، کپڑے پھاڑ کر جنگل کی طرف نکل جاتے۔ آپ کے تصرف و ہیبت اور عظمت وجلال کے باعث جنازے اٹھائے جاتے اور سینکڑوں بے ہوش ہو جاتے۔ آپ کی مجلس میں جو کرامات اور عجائب وغرائب ظاہر ہوئے ان کی تعداد شمار نہیں کی جاسکتی۔

شیخ شہاب الدین سہروردی فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی طریقت کے بادشاہ اور موجودات میں تصرف کرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کرامات کا تصرف واختیار ہمیشہ حاصل رہا۔ امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں اور بالاتفاق سب کو اس کا علم ہے دنیا کے کسی شیخ میں ایسی کرامات نہیں پائی گئیں۔ (اخبار الاخیار) حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں، قریب وولایت کا مرکزی منصب ائمہ اہل بیت سے منتقل ہو کر حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کو عطا ہوا اور آپ ہی کے لئے مخصوص کر دیا گیا، ائمہ اہل بیت اور آپ کے درمیان کوئی اور اس مقام پر فائز نہ ہوا۔ پس راہ ولایت میں اقطاب اور نجباء سب آپ ہی کے ذریعہ سے فیض پاتے ہیں کیونکہ یہ مقام آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا،

افلت شموس الاولین وشمسنا

ابداً علی افق العلی لاتغرب

"یعنی پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے لیکن میرا سورج ہمیشہ بلند آسمان

Marfat.com

پر چمکتار ہے گا اور کبھی غروب نہ ہوگا۔" (مکتوبات جلد دوم)

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

تفسیر مظہری میں سورۃ الرعد کی آیت کے تحت مذکور ہے کہ "حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے دونوں صاحبزادے ایک عالم ملا طاہر لاہوری سے درس لیتے تھے۔ حضرت مجدد نے کشف سے دیکھا کہ ان عالم کی پیشانی پر شقی (بد بخت) لکھا ہے۔ آپ نے اپنے بیٹوں سے اس بات کا ذکر کیا بیٹے استاد کی شفقت و محبت کے باعث بضد ہوئے کہ حضرت مجدد ان کے لیے دعا فرمائیں کہ ان کی شقاوت سعادت سے بدل دی جائے۔ حضرت نے فرمایا، میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ قضاء مبرم ہے جس کو بدلا نہیں جا سکتا۔ بیٹوں نے اصرار کیا تو فرمایا، مجھے یاد آیا کہ حضرت غوث الثقلین شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی نے فرمایا تھا کہ میری دعا سے قضاء مبرم بھی بدل دی جاتی ہے اس لئے میں دعا کرتا ہوں۔ اے اللہ تیری رحمت وسیع ہے تیرا فضل کسی ایک پر ختم نہیں ہو جاتا میں پر امید ہو کر تیرے فضل و کرم کا طالب ہوں کہ تو ملا طاہر کی پیشانی سے شقاوت مٹا کر اس کی جگہ سعادت تحریر فرما۔ جیسے تو نے میرے آقا حضرت غوث اعظم کی دعا قبول فرمائی تھی۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں کہ اس کی شقاوت سعادت سے بدل گئی۔"

سبحان اللہ! حضرت مجدد الف ثانی نے غوث اعظم کو آقا کہہ کر ان کے وسیلے سے دعا فرمائی اور وہ قبول ہوئی یہ شان ہے حضرت پیران پیر دستگیر کی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں،

کسی گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا

Marfat.com

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے غوثیت کبریٰ کا منصب اور مقام تکوین عطا فرمائی، اسی لیے آپ فرماتے ہیں، "اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو بھی میں اس کی ستر پوشی کرتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

دوسری جگہ فرمایا:

مریدی تمسک بی و کن بی واثقاً
فاحمیک فی الدنیا ویوم القیامۃ

"اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری حمایت دنیا میں بھی کروں گا اور قیامت کے دن بھی۔"

امام المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ اخبار الاخیار میں فرماتے ہیں، "اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلف صادق قطب الاقطاب ہیں اگر دوسرے لوگ سلطان ہیں تو یہ خلف صادق شہنشاہ سلاطین ہیں اور آپ کا اسم گرامی شیخ سید سلطان محی الدین عبدالقادر جیلانی ہے جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقہ کفار کو ختم کر دیا اور نبی کریم ﷺ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ الشیخ یحیی ویمیت "شیخ کامل زندہ کرتا اور مارتا ہے۔"

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب مگر
آنکھیں اے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

Marfat.com

امام المحدثین مزید فرماتے ہیں، ''شیخ کے مقام کا اس سے اندازہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو حی و قیوم ہے اس نے ہمیں اسلام عطا فرمایا اور غوث الثقلین نے اسے دوبارہ زندہ کیا۔ غوث الثقلین کے معنی یہ ہیں کہ جنات اور انسان اس کی پناہ لیں، چنانچہ میں بے کس و محتاج بھی انہی کی پناہ کا طلبگار ہوں انہی کے دربار کا غلام ہوں مجھ پر ان کا کرم اور عنایت ہے اور ان کی مہربانیوں کے بغیر کوئی فریاد سننے والا نہیں ہے۔''
پھر فرماتے ہیں،

غوث اعظم دلیل راہ یقیں
بالیقین رہبر اکابر دیں

''حضرت غوث اعظم راہ یقین کی دلیل ہیں آپ بلاشبہ اکابرین کے راہبر و راہنما ہیں۔''

اوست در جملہ اولیاء ممتاز
چوں پیمبر درا انبیاء ممتاز

''آپ تمام اولیاء اللہ میں اس طرح منفرد ہیں جس طرح نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء کرام میں نمایاں و ممتاز ہیں۔''

درود عالم بہ اوست امیدم
ہست باو لے امید جاویدم

''دونوں جہان میں میری امیدیں آپ کی ذات سے وابستہ ہیں، آپ میری ہمیشہ کی امیدوں کے محور ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں، امید ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ راہبری کریں اور اگر ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھال لیں، کیونکہ انہوں نے اپنے دوستوں کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے ایک رجسٹر بنا دیا ہے جس میں میرے

Marfat.com

قیامت تک ہونے والے مریدوں کا نام لکھا ہوا ہے، حکم الٰہی ہو چکا کہ میں نے ان سب کی مغفرت فرمادی ہے کاش میرا نام بھی آپ کے مریدوں کے رجسٹر میں لکھا ہو، پھر مجھے کوئی غم نہ ہوگا کیونکہ میری خواہش کے مطابق میرا کام پورا ہو گیا ہے، میں نامراد بھی حضرت غوث الثقلین کا مرید بن گیا ہوں، قبول کرنا یا انکار کر دینا یہ اُن کے ہاتھ میں ہے، میں ان کا طلب گار ہوں اور ان کا چاہنا ان کے اختیار میں ہے۔ (اخبار الاخیار)

غور فرمایئے کہ اتنے عظیم محدث، عالم اسلام کے جلیل القدر امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی جب بارگاہ غوثیت میں یوں عاجزی فرمائیں، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی جب انہیں اپنا آقا کہہ کر بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنائیں، سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور تمام اولیاء ان کے ارشاد پر اپنے سروں کو جھکا دیں، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت خواجہ بہاؤلدین نقشبند، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت سلطان باھو، حضرت عبدالرحمٰن جامی، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ ان کی بارگاہ میں مدح سرائی کرتے ہوئے انہیں غوث الثقلین، غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیر پیراں اور دستگیر کے القاب سے یاد کریں تو ان کے حقیقی مقام کو ہم اور آپ کیسے سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ان کی دلوں پر حکمرانی ہے کہ پوری دنیا میں ان کا عرس یعنی گیارہویں شریف بڑے جوش وخروش سے منائی جاتی ہے۔ اگر چند لوگ ان کی عظمت نہ بھی تسلیم کریں تو کیا فرق پڑتا ہے؟

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

Marfat.com

غوث اعظم فرماتے ہیں، جو شخص خود کو میری طرف منسوب کرے اور مجھ سے عقیدت رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر اس پر رحمت فرمائے گا، ایسا شخص میرے مریدوں میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں، میرے سلسلے والوں، میرے پیروکاروں اور میرے عقیدت مندوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (اخبار الاخیار)

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں، ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا
نزع میں گور پہ سر پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا

اب ہم مختصراً سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعلیمات بیان کرتے ہیں، غوث صمدانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، پیران پیر دستگیر قدس سرہ۔ آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی منہ بولتی تصویر تھے وعظ کہتے وقت بسا اوقات سخت الفاظ استعمال فرماتے آپ کو خود بھی اس کا احساس تھا اس لیے فرماتے تھے کہ لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے جب تک اسے طاقت سے رگڑا نہیں جائے گا صاف نہ ہوگا۔

(1) آپ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں: "اے عزیز! کیا تم آخرت کو چھوڑ کر دنیاوی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ اور تمہیں نہیں معلوم کہ جو شخص دنیا میں اندھا رہا وہ آخرت میں اندھا رہے گا۔ اور کیا تجھے یہ خبر نہیں کہ حساب قریب آ گیا ہے اور لوگ غفلت میں پڑے ہیں۔ اور کیا تو نہیں جانتا کہ جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اللہ اسے عطا فرما دیتا ہے اور اسے آخرت میں کچھ نہیں ملتا۔ آخر تو کب تک غفلتوں کے جنگل میں بھٹکتا رہے گا اب تجھے چاہئے کہ توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرلے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے، وہ مہربان ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا

Marfat.com

ہے اوران کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے تاکہ ذات باری تعالیٰ کی معرفت کے راز تجھ پر ظاہر ہوں اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کا قاصد تیرے لیے اس کی محبت کی خوشخبری لائے۔"

(2) الفتح الربانی میں فرماتے ہیں، "اے لوگو! تم دنیا و آخرت کے پروردگار سے غفلت میں پڑے ہوئے ہو جیسے کہ تمہیں موت ہی نہیں آئے گی اور قیامت کے دن میدان حشر میں جمع نہ کیے جاؤ گے، جیسے کہ تم بارگاہ الٰہی میں حساب نہ دو گے اور تمہیں پل صراط عبور نہ کرنا پڑے گا۔ یہ تو تمہاری حالت ہے اور دعویٰ ایمان و اسلام کا کرتے ہو۔ اگر تم نے قرآن اور علم دین پر عمل نہ کیا تو یہ تمہارے خلاف دلیل بنیں گے۔ جب تم علماء کے پاس آؤ اور ان کی بتائی ہوئی دینی تعلیمات قبول نہ کرو تو تمہارا ان کے پاس آنا بھی تم پر حجت بنے گا۔ اس کا گناہ تم پر ایسا ہی ہوگا جیسا کہ تم رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں آتے اور ان کا کہنا نہ مانتے (تو ضرور گناہ گار ہوتے)۔"

(3) ایک روز وعظ میں فرمایا، "نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے، "جس کے لیے خیر کا کوئی دروازہ کھولا جائے تو اسے چاہئے کہ اس کو غنیمت سمجھے کیونکہ نہ جانے وہ کب بند کر دیا جائے۔" لوگو خوش ہو جاؤ کہ زندگی کا دروازہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے نہ جانے کب بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت جانو کہ تم نیکیاں کرنے پر قادر ہو، غنیمت سمجھو کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اس میں داخل ہو جاؤ۔ غنیمت سمجھو کہ دعا کا دروازہ کھلا ہوا ہے، غنیمت سمجھو کہ تمہارے پرہیز گار دینی بھائی تمہیں برائیوں پر ٹوکتے ہیں ورنہ کوئی تمہیں نصیحت کرنے والا نہ ہوگا۔ اے لوگو! بنا لو جو کچھ توڑ چکے ہو، دھو لو جو کچھ ناپاک کر چکے ہو، سنوار لو جو کچھ بگاڑ چکے ہو، صاف کر لو جو کچھ میلا کر چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو، دین سے دور بھاگنے سے توبہ کر لو اور اپنے قدرت والے رب تعالیٰ عزوجل کی طرف لوٹ آؤ۔" (الفتح الربانی)

Marfat.com

(4) ایک وعظ میں فرماتے ہیں، ''شاید کل کا دن اس حال میں آئے کہ تو زمین پر سے مفقود ہو اور قبر میں موجود یا شاید کل بھی نہ آئے اور اگلے ہی لمحے تو زیر زمین دفن کر دیا جائے۔ پھر یہ غفلت کیسی ہے اور تو اپنے انجام سے غافل کیوں ہے؟ اے لوگو! تمہارے دل کس قدر سخت ہو گئے ہیں کیا تم پتھر دل ہو گئے ہو؟ تم سے میں بھی کہہ رہا ہوں اور دوسرے بھی لیکن تم غفلت سے بیدار ہی نہیں ہوتے۔ تم پر آیات قرآنی اور احادیث پڑھی جاتی ہیں اور تم کو اگلوں کی سیرتیں سنائی جاتی ہیں لیکن افسوس کہ تم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی نہ تم ڈرتے ہو اور نہ تمہارے عمل سنورتے ہیں۔''

(5) ایک اور وعظ میں فرمایا، رسول معظم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے، ''اصل عیش تو آخرت ہی کا عیش ہے۔'' اپنی آرزوئیں کم کرو زہد حاصل ہو گا کیونکہ اصل زہد آرزوؤں کا کم کرنا ہے، برے دوستوں کو چھوڑ دو اپنا تعلق نیک لوگوں سے جوڑو اگر قریبی رشتہ دار بھی برے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ۔

(6) فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں، ''مجھ سے خواب میں ایک شخص نے سوال کیا، وہ کیا چیز ہے جس کے ذریعے بندہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا، اس کی ابتداء اور انتہا ہے۔ اس کی ابتدا زہد و تقویٰ اور انتہا تسلیم و رضا اور توکل ہے۔''

(7) ایک اور جگہ آفات و بلا پر صبر کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں، ''بلا کے نازل ہونے پر بے صبری نہ کر کیونکہ اس کی آگ دوزخ کی آگ سے بڑھ کر نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ''دوزخ کی آگ مومن سے کہے گی اے مومن جلدی سے گزر جا کیونکہ تیرے نور ایمان سے میری آگ بجھ رہی ہے۔'' کیا مومن کا نور جو دوزخ کی آگ کو بجھا رہا ہے وہی نور نہیں ہے جو دنیا میں مومن کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی نور سے مطیع و نافرمان کی تمیز ہوتی ہے بس وہی نور ایمان معصیت کی آگ کو بجھا

Marfat.com

دے گا بلکہ تیرے صبر اور اطاعت الٰہی کی ٹھنڈک کو بھی تجھ پر آئی ہوئی بلا کی آگ پر غالب آنا چاہیے۔ معلوم ہو کہ بلا تجھے ہلاک کرنے نہیں آئی بلکہ تجھے آزمانے، تیرے ایمان کو جانچنے، تیرے یقین کو مضبوط کرنے اور تجھے خدا کی رضا اور تجھ پر اس کے اظہار فخر کی خوشخبری دینے آئی ہے۔"

(8) اسی مقالے میں مزید فرماتے ہیں، "جب تو حکم خدا کا تابع ہو جائے گا تو تمام کائنات تیرے حکم کے تابع ہو جائے گی۔ جب تو اس کے منع کیے ہوئے کاموں کو برا سمجھے گا تو تُو جہاں کہیں بھی ہو تجھ سے ناپسندیدہ چیزیں دور ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں جس چیز کو کہتا ہوں "کن" ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا کہ تو جس چیز کو بھی کہے گا "کن" ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ (فتوح الغیب)

(9) ایک مکتوب میں فرماتے ہیں، "اے عزیز! جب تک اپنی کوتاہیوں کا شدید احساس کرتے ہوئے، اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے تم اپنی جبین ناز خاک پر نہیں رکھو گے نہ تمہیں سچی خوشی حاصل ہو گی، نہ تمہاری امیدیں پوری ہوں گی، نہ تمہیں مقام قرب ملے گا، نہ کوئی کمال حاصل ہو گا اور نہ تمہارا دل اپنے خالق و مالک کی طرف حقیقی رجوع کی لذت سے فیضیاب ہو گا۔"

(10) فتوح الغیب میں فرماتے ہیں، "مومن جب نیک عمل کرتا ہے تو اس کا نفس قلب کے حکم میں ہو جاتا ہے اور نفس قلب کے معارف کو جان لیتا ہے پھر اس کا قلب سر ہو جاتا ہے پھر سر دوسرے حال کی طرف لوٹ جاتا ہے اور فنا ہو جاتا ہے پھر فنا بقا میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ پھر فرمایا، دوست ہر دروازے میں سما سکتے ہیں۔ اے شخص! مخلوق کو فراموش کر دینا اور اپنی طبیعت کو خاصیت ملائکہ سے بدل دینا اور پھر خاصیت

Marfat.com

ملائکہ سے فنا ہو کر دوبارہ پہلے راستے پر آنا فنا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ جتنا تجھے چاہے
ہ اب فرمائے گا اور جتنا چاہے انوار و رحمت تجھ پر پیدا فرمائے گا اگر تو اس مقام کو
پا بنتا ہے تو تجھ پر مسلمان ہونا، قضا و قدر کا ماننا، اللہ تعالیٰ کو جاننا، اس کی معرفت حاصل
کرنا اور وجود حق کے ساتھ موجود رہنا واجب ہے جب تیرا وجود حق کے ساتھ ہوگا تو
تیرا سب کچھ اسی کے لئے ہوگا زہد ایک ساعت کا اور تقویٰ و پرہیزگاری دو ساعت کا
کام ہے جبکہ معرفت حق تعالیٰ ابدی عمل ہے۔"

(11) گیارہویں شریف کی نسبت سے آخری یعنی گیارہواں اقتباس آپ کی تصنیف سر الاسرار سے پیش خدمت ہے۔ جس میں غوث پاک قدس سرہ نے تصوف کی تمام بنیادی تعلیمات کی روح سمو دی ہے اس کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں،

"لفظ "تصوف" چار حروف پر مشتمل ہے، "ت" سے مراد توبہ ہے جو دو طرح کی ہے ظاہری اور باطنی، ظاہری توبہ بندے کے اعضاء کو برائیوں سے تائب کرا کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف لانا ہے جبکہ باطنی توبہ انسان کا اپنے دل کو آلائشوں اور تمام برے ارادوں سے پاک کرنا ہے۔ جب کامل توبہ نصیب ہو جائے یعنی برائیاں نیکیوں میں بدل جائیں تو "ت" کا مقام مکمل ہو جاتا ہے۔

"ص" سے مراد صفائی ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں قلب کی صفائی اور مقام سر کی صفائی۔ قلب کی صفائی یہ ہے کہ دل بشری کدورتوں مثلاً طعام، نیند، گفتگو، خواہشات کی کثرت اور اسباب دنیا کی محبت سے پاک ہو اور دل ذکر الٰہی کا عادی ہو کر غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل لرز جائیں" پھر دل ایسا صاف ہو جائے جس میں خیر و شر صاف نظر آنے لگیں جیسا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے، "عالم نقش و

Marfat.com

نگار کرتا ہے اور عارف (دل کو صاف کر کے) چمکاتا ہے۔" مقام سر کی صفائی اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے کو فراموش کر دینے، اس سے محبت کرنے اور باطنی زبان سے اسماء توحید کا ہمیشہ ذکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ جب بندہ کامل صفائی حاصل کر لیتا ہے تو مقام "ص" کی تکمیل ہو جاتی ہے۔

"و" سے مراد ولایت ہے یہ ایک مقام ہے جو تصفیہ قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم، انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔" ولایت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اپنے اخلاق کو احکام الٰہی کے مطابق سنوارے۔ نور مجسم ﷺ کا ارشاد ہے "تخلقوا باخلاق الله" یعنی اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرو اور صفات بشریت کا لباس اتار کر صفات ربانی کا لباس پہنو۔" حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے ۔جب میں کسی بندے کو دوست رکھتا ہوں تو میں اس کے کان، آنکھ، زبان، ہاتھ اور پاؤں بن جاتا ہوں پھر وہ میرے ہی وسیلے سے سنتا، دیکھتا، بولتا، پکڑتا اور چلتا ہے۔ پس ماسوی اللہ سے اپنے باطن کو پاک کرو جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "فرما دیجئے حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔" پس صفات ربانی کا مظہر بننے سے مقام "و" کی تکمیل ہوتی ہے۔

"ف" سے مراد فنا فی اللہ ہونا ہے جب بشری صفات فنا ہو جاتی ہیں تو صفات ربانی باقی رہ جاتی ہے چونکہ اس ذات مقدسہ کو نہ زوال ہے نہ فنا اس لیے فانی بندے کو اس غیر فانی ذات کے ساتھ اس کی رضا اور قبولیت سے بقا کا مقام حاصل ہو جاتا ہے اور قلب فانی کو سر باقی کے ساتھ بقا حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "ہر چیز فانی ہے سوائے اس کی ذات کے۔" پس بندے کو چاہیے کہ اس کی ذات کی خوشنودی اور رضا کے لیے اعمال صالح کی مشقت اٹھائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ

Marfat.com

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا پا لیتا ہے تو اس مقرب اور پسندیدہ بندے کو راضی ہونے والی ذات یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بقا حاصل ہو جاتی ہے (یہی روح تصوف ہے)۔"

الحمد اللہ! افکار اسلامی، اسلام آباد کی طرف سے موصولہ سوالات کے جواب میں اس کتاب کی تالیف مکمل ہوئی۔ بارگاہ الٰہی میں ان الفاظ سے دعا گو ہوں کہ یا رب العالمین! یا ارحم الراحمین! اپنے پیارے حبیب لبیب نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے وطفیل ہمیں اپنی محبت، اپنے حبیب کی محبت اور اپنے تمام اولیاء کی محبت خصوصاً حضرت غوث اعظم سید عبدلقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی محبت نصیب فرما۔ اپنے ان نیک ومقرب بندوں کے وسیلے سے ہمیں تزکیہ نفس وتصفیہ قلب کے ساتھ مرتبہ احسان اور دولت معرفت نصیب فرما، دنیا وآخرت کے ہر امتحان میں کامیابی عطا فرما، اور راہ حق پر ثابت قدمی نصیب فرما۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

صلوٰۃ وسلاماً علیٰ رحمۃ اللعالمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

زاویہ پبلشرز

۶۔ مرکز الاویس (مستانہ ہوٹل) دربار مارکیٹ
لاہور۔ فون: ۷۲۴۸۶۵۷ — ۰۴۲
موبائل: ۹۴۶۷۰۴۷ — ۰۳۰۰

نام کتاب	مصنف / مرتب	قیمت
کشف العرفان	ڈاکٹر نور محمد ربانی	۱۴۰ روپے
اللہ والے	ظہور الحسن شارب	۱۱۰ روپے
اللہ والیاں	احمد مصطفےٰ صدیقی راہی	۱۱۰ روپے
تاریخ مشائخ نقشبند	محمد صادق قصوری	۲۰۰ روپے
افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم	محمد صادق قصوری	۹۰ روپے
مکاشفات و روحانیات	پروفیسر عبد الصمد الصارم الازہری	۱۳۰ روپے
کرامات صحابہ رضی اللہ عنہ	عبد المصطفےٰ اعظمی	۷۵ روپے
جنتی زیور	عبد المصطفےٰ اعظمی	۱۲۰ روپے
تاریخ ساز اقوال	رائے محمد کمال	۱۲۵ روپے
اولاد کو سکھاؤ محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی	ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی ترجمہ ڈاکٹر محمد مبارز ملک	۹۰ روپے
اسلام میں عورت کا مقام و مرتبہ	ثریا بتول علوی	۱۰۰ روپے
فیضان اویس	حضرت خواجہ نور الحسن تارک اویسی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰ روپے
تحفہ جوانی	ابن کرم	۶۰ روپے
حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ	بشیر حسین چشتی نظامی	۷۰ روپے
کشف المحجوب	حضرت داتا گنج بخش علی بن عثمان ہجویریؒ	۱۹۰ روپے
اسلام میں شادی کا تصور	از پروفیسر سعید احمد چشتی	۷۰ روپے
ملفوظات و فوائد حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ	خواجہ بشیر حسن چشتی نظامی	۱۰۰ روپے
شیریں حکایات	محمد دین شرقپوری	۱۰۰ روپے
گلدستہ احادیث	حضرت اعلیٰ غلام مرتضیٰ بیربلوی	۹۰ روپے
بزرگوں کے عقیدے	مفتی جلال الدین احمد امجدی	۹۰ روپے
محفل اولیاء	حضرت علامہ شاہ مراد سہروردی	۱۵۰ روپے
اسلام کی اخلاقی تعلیمات	حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۰ روپے
تاریخ اولیاء	حضرت خواجہ حسن چشتی نظامی	۷۰ روپے
زلف و زنجیر مع لالہ زار	علامہ ارشد القادری	۹۰ روپے
القاعدہ	مقبول ارشد	۱۵۰ روپے
تاریخ کے گمشدہ اوراق	علامہ نیاز فتح پوری	۱۴۰ روپے
جنت کا میوہ	قاری محمد رمضان	۹۰ روپے
حضرت عثمانؓ کا عہد تاریخ	ڈاکٹر نور احمد	۸۰ روپے
پیارے رسول کی پیاری باتیں	فیاض سعید	۸۰ روپے
حضرت علیؓ کا دور خلافت	قاری محمد علی نقشبندی	۸۰ روپے
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا دور خلافت	علامہ خالد محمود	۸۰ روپے
حضرت عمرؓ کا دور خلافت	علامہ خالد محمود	۸۰ روپے
اولاد کو سکھاؤ محبت اہل بیت کی	ڈاکٹر محمد مبارز ملک	۱۰۰ روپے
منتخب حدیثیں	علامہ مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی	۸۰ "
شرح قصیدہ بردہ شریف	مولانا عبد المالک	۶۰ "
قصص الانبیاء	احمد مصطفےٰ صدیقی	۱۰۰ "
سیدہ کا لال	علامہ راشد الخیری	۸۰ "
حضرت خواجہ معین الدین اجمیری	ڈاکٹر ظہور الحسن شارب	۸۰ "
اعجاز قرآنی	عبد المجید شاکر	۸۰ "
وظائف اشرفی	محمد علی حسین اشرفی	۸۰ "
سورہ یٰسین		۳ "

Marfat.com

خواتین اور دینی مسائل
دلی کے بائیس خواجہ
قصص الانبیاء
اللہ والیاں
اللہ والے
زاویہ پبلشرز
زاویہ پبلشرز
6 مرکز الاویس (ستا ہوٹل) دربار مارکیٹ - لاہور
Voice: 042-7248657
Mobile: 0300-9467047